بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

ماہنامہ

میمن سماج

اردو ۔ گجراتی

بانٹوا میمن جماعت
قیام: 2 جون 1950

جولائی 2021ء ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ

عالم اسلام، میمن برادری اور
بانٹوا میمن برادری کو
عیدالاضحیٰ مبارک ہو

خادم انسانیت
میمن اور بانٹوا میمن برادری کا فخر جن کی
پانچویں برسی 8 جولائی 2021ء کو

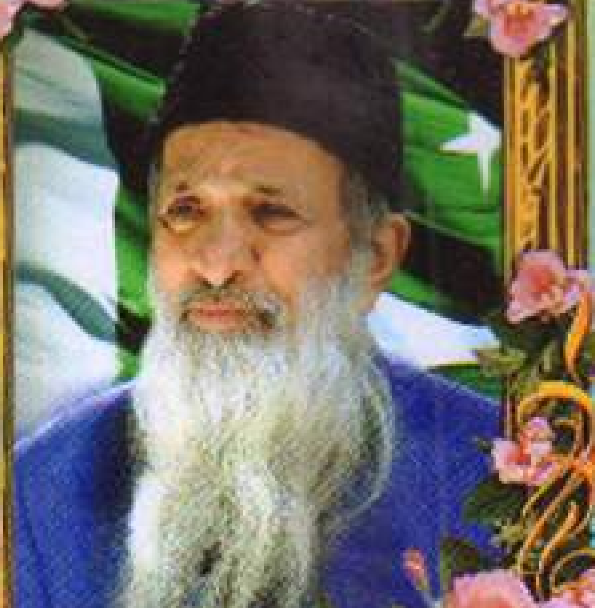

ملکی اور بین الاقوامی شہرت یافتہ ہمہ جہت شخصیت
عبدالستار عبدالشکور ایدھی (مرحوم)
دکھی انسانیت کے لئے بلا کسی امتیاز گراں قدر
مخلصانہ خدمات کو خراج عقیدت

اپیل: قربانی کی کھالیں **بانٹوا میمن جماعت** کو دے کر غریبوں اور ضرورت مندوں کی فلاح و بہبود کیلئے تعاون کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس میں کھلی ہوئی نشانیاں ہیں جن میں سے ایک ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جو شخص اس (مبارک) گھر میں داخل ہوا۔ اس نے امن پالیا۔ اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے۔ (سورۃ آل عمران۔۹۷)

بانٹوا میمن جماعت کا ترجمان

ماسિક
મેમણ
સમાજ
ઉર્દુ-ગુજરાતી

ماہنامہ میمن سماج

کراچی

اردو۔ گجراتی

Monthly
Memon
Samaj
Urdu-Gujrati

مدیر اعزازی: انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

پبلشر: عبدالجبار علی محمد بدو

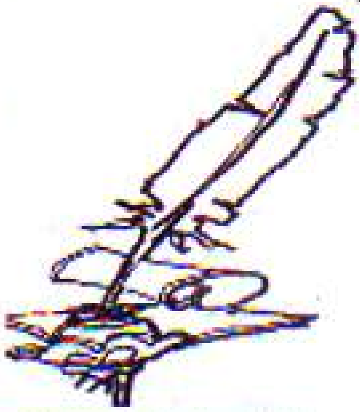

جولائی 2021ء

ذی الحجہ ۱۴۴۲ھ

شمارہ: 07

جلد: 66

فی شمارہ: 50 روپے

- ایک سال کی خریداری (مع ڈاک خرچ): 500 روپے
- پیٹرن (سرپرست) 10,000 روپے
- لائف ممبر: 4000 روپے

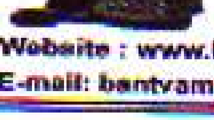

32768214
32728397

Website : www.bmjr.net
E-mail: bantvamemonjamat01@gmail.com

زیرِ نگرانی
بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

پتہ: بانٹوا میمن جماعت خانہ، ملحقہ نوربائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ، نزد ریلوے سٹیشن، کراچی۔

Regd. No. SS-43

Printed at : City Press Ph: 32438437

اداریہ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عیدالاضحیٰ ایثار و قربانی کا جذبہ علاوہ ہمیں اتحاد و یکجہتی اور باہمی تعاون کا سبق دیتا ہے

اس اہم موقع پر عالم اسلام کی سربلندی اور اتحاد کے لئے ہمہ تن سرگرم عمل ہو جانا چاہیے اور اسی جذبہ اخلاص سے ہمیں اپنے آپ کو اسلام کی ترویج و اشاعت اور خدمت کے لئے وقف کر دینا چاہیے۔ ہمارے لیے لمحہ فکر یہ ہے کہ ہم یہ سوچیں اور غور کریں کہ کیا واقعتاً ہم اللہ کی راہ میں اپنے جذبات اور احساسات کی قربانی دے سکتے ہیں؟ کیا واقعتاً ہم اپنی محبوب ترین شے اللہ کی راہ میں قربان کر سکتے ہیں؟ کیا ہم اپنے ذاتی مفادات کو اللہ اور اس کے دین کے لیے قربان کر سکتے ہیں؟

عیدالاضحیٰ کا تہوار ہمیں دوسرا سبق اطاعت و فرمانبرداری کا دیتا ہے۔ جس طرح اللہ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم پر اپنے بیٹے کو اس کی راہ میں قربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے اور اس کے حکم کے آگے سر جھکا دیا یہ اطاعت ہی تو ہے پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام جیسے سعادت مند بیٹے نے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ ساتھ اپنے والد محترم کے حکم کے آگے سر جھکا کر سعادت و فرمانبرداری کا جو عظیم مظاہرہ کیا اس کی مثال تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

اپنی بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی بے شمار فلاحی اور رفاہی خدمات بھی انجام دیتی ہے اور آئندہ ان سب گراں قدر خدمات کو بڑے پیمانے پر انجام دے رہی ہے۔ یہ تمام خدمتی کام وہ ہیں جن پر اپنی جماعت کو ہر سال خطیر رقم خرچ کرنی پڑتی ہے یہ کوئی معمولی رقم نہیں ہے مگر

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بانٹوا میمن برادری میں بڑے بڑے صاحب حیثیت لوگ اور مخیّر حضرات موجود ہیں جو دوسروں کے دکھ کو اپنا دکھ اور دوسروں کے درد کو اپنا درد سمجھتے ہیں۔ انہی لوگوں کی وجہ سے ہمیں فنڈز ملتے ہیں اور ان بے لوث حضرات کے فراخ دلانہ تعاون کے باعث ہمارا خدمتی سفر جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ جاری رہے گا۔

حالات نہایت کٹھن ہیں۔ ایسے میں انسانی خدمت کا کام بھی مشکل ہوتا جارہا ہے۔ مگر ان آزمائشوں میں بھی آپ کی بانٹوا میمن جماعت آپ سب لوگوں کی فلاح بہبود کے کام کررہی ہے اور اس کی خدمات کو ستائش نگاہ سے دیکھا جارہا ہے۔ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کی موجودہ قیادت نے آپ کے لئے زندگی کے مختلف شعبوں میں خدمات انجام دی ہیں اور اب تک دے رہی ہے۔ یہ جماعت تعلیمی سرگرمیوں کے فروغ کے لئے کوشاں ہے اور مستحق طالب علموں کو تعلیمی مدد فراہم کررہی ہے۔ انھیں اسکول کی فیس اور کتابیں بھی فراہم کرتی ہے۔ یہ جماعت غریب اور مستحق بچیوں کی شادی کے لیے ان کے والدین کی مدد کرتی ہے۔ انھیں شادی مدد فراہم کرتی ہے تاکہ ان کی بچیوں کے گھر آباد ہوسکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ رہائشی (آبادکاری) معاملات میں بھی اپنے کمزور لوگوں کی مدد کررہی ہے اور ماہانہ زرتعاون بھی فراہم کرتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ جماعت بے شمار فلاحی اور رفاہی خدمات بھی انجام دیتی ہے اور آئندہ ان سب خدمات کو بڑے پیمانے پر سرانجام دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ یہ تمام کام وہ ہیں جن پر جماعت کو ہر سال کروڑوں روپوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ہم رہائشی (آبادکاری) معاملات میں بھی اپنے کمزور اور ضرورت مند لوگوں کی سپورٹ کررہے ہیں اور ان کے لئے رہائش کی فراہمی کو ممکن بناتے ہیں۔ ان مذکورہ بالا تمام امور کے علاوہ اپنی جماعت بے شمار فلاحی اور رفاہی خدمات بھی انجام دیتی ہے اور موجودہ آئندہ بھی ان سب خدمات کو بڑے پیمانے پر انجام دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ یہ تمام کام وہ ہیں جن پر اپنی جماعت کو ہر سال خطیر رقم خرچ کرنی پڑتی ہے یہ کوئی معمولی رقم نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بانٹوا میمن برادری میں بڑے بڑے صاحب حیثیت لوگ اور مخیّر حضرات موجود ہیں جو دوسروں کے دکھ کو اپنا دکھ اور دوسروں کے درد کو اپنا درد سمجھتے ہیں۔ انہی لوگوں کی وجہ سے ہمیں فنڈز ملتے ہیں۔

یہ قربانی والا وہ تہوار ہے جو ہمیں دوسروں کے لئے ایثار و قربانی کا درس دیتا ہے اور ہمیں بتاتا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دوسروں کا خیال بھی کرنا چاہیے۔ اس موقع پر میں اپنی برادری کے تمام افراد سے یہ دردمندانہ اپیل کروں گا کہ وہ اس اہم موقع پر ایثار و قربانی کے اس تہوار پر قربانی کی کھالوں کے ساتھ ہم سے تعاون کریں لیکن کرونا وائرس اور حکومت سندھ کی جانب سے مسلسل لاک ڈاؤن کے باعث قربانی کی کھالیں جمع کرنے یا نہ کرنے کا حتمی فیصلہ بعد میں کیا جائے گا۔ عید قرباں میں ابھی وقت باقی ہے۔ اپنی قربانی کی کھالیں جماعت کے لئے جمع کروا کے دردمندی کا ثبوت بھی دیں گے اور اللہ کی رضا بھی حاصل کریں گے۔ اس طرح آپ جماعت کے کاموں میں اس کا ہاتھ بٹائیں گے اور آپ کی جماعت آپ کے لئے زیادہ سے زیادہ خدمات انجام دے سکے گی اور زندگی کے لگ بھگ ہر شعبے میں برادری کے ہر فرد کو سپورٹ کرے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

ہمارا عزم ہے کہ ہم اس بار پہلے سے بھی زیادہ کام کریں اور پہلے سے بھی زیادہ لوگوں کی خدمات انجام دیں۔ امید ہے کہ آپ سب حضرات قربانی کی کھالوں کے عطیات اپنی جماعت کو فراہم کرکے اس کے ہاتھ مضبوط کریں گے اور عوامی خدمات کی فراہمی میں اہم کردار ادا کریں گے۔ ہم آپ کے فعال اور متحرک تعاون کے منتظر ہیں۔ اس سے پہلے کہ میں آگے بڑھوں، میں اپنے تمام ساتھیوں اور دوستوں کو یہ بتانا چاہوں گا

کہ ہمیں آپ کی بقا، سلامتی اور آپ کی بہبود کا بڑا خیال ہے۔ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کے موجودہ تمام عہدیداران، مجلس عاملہ کے اراکین اور سب کمیٹیوں کے کنوینر صاحبان، برادری کے ہر ایک فرد کو خوش اور خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ آپ سب زندگی میں کوئی دکھ نہ دیکھیں، کسی پریشانی کا سامنا نہ کریں اور زندگی میں کبھی ان حالات کا سامنا نہ کریں کہ آپ کو کسی ادارے یا اپنی ہی جماعت سے مدد حاصل کرنی پڑے۔ اپنی بانٹوا میمن جماعت آپ کی قربانی کی کھالوں کی صحیح مستحق ہے اور آپ کی طرف تعاون طلب نظروں سے دیکھ رہی ہے۔ توقع ہے بلکہ یقین ہے کہ آپ اپنی جماعت کو مایوس نہیں کریں گے۔ خود بھی قربانی کی کھالیں جماعت کو دیجئے اور اپنے دوست احباب کو بھی اس پر قائل کیجئے۔

نیک خواہشات اور پر خلوص دعاؤں کا طالب

ادنیٰ خادم

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

مدیر اعزازی ماہنامہ میمن سماج کراچی

اپنی جان بچانے اور صحت مند رہنے کے لئے

کرونا سے بچنا ہوگا - فیس ماسک تحفظ کا ضامن

☆ احتیاطی تدابیر پر سختی سے عمل کریں! ☆ ایک بار پھر کورونا پر قابو پانا ضروری ہے

☆ تمام دفاتر، کارخانوں، دوکانوں، ریسٹورنٹس، ہوٹلز، مینوفیکچرنگ یونٹس اور دیگر کام والی جگہوں کے منتظمین SOPs پر عمل کو یقینی بنائیں۔

☆ دفاتر اور دیگر کام والی جگہوں میں احتیاطی تدابیر کا مناسب انتظام رکھیں۔

☆ برادری کو کورونا اور اس کے پھیلاؤ سے متعلق تفصیل سے آگاہ کریں۔ ادارے میں کورونا کی علامات، احتیاط اور علاج سے متعلق پوسٹرز یا بینرز نمایاں جگہ پر لگانے ہوں گے۔

☆ پروفیشنل میٹنگز کے دوران ہاتھ ملانے، گلے ملنے سے اجتناب کریں۔ تعظیماً ہاتھ جوڑ کر یا پھر دائیں طرف اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر مصافحہ یا الوداع کریں۔

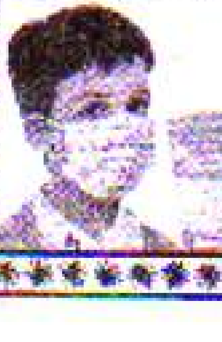
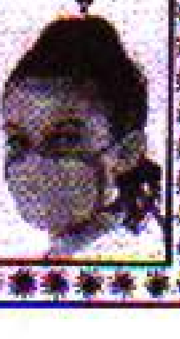

SOPs پر یقینی عمل۔ کورونا سے بچاؤ کا واحد حل

حمد

محترمہ وحیدہ نسیم (مرحومہ)

ازل ہے نور جمال تیرا، ابد ہے رنگ جلال تیرا
ہر ایک دل میں خیال تیرا، یہ سارا عالم کمال تیرا

کہاں نہیں ہے ظہور تیرا، دکھائے جلوہ نہ طور تیرا
ہے چشم بینا میں نور تیرا، ہر ایک دل میں سرور تیرا

کرم ہے تیرا کریم ہے تو بصیر ہے تو علیم ہے تو
خبیر ہے تو حلیم ہے تو نعیم ہے تو رحیم ہے تو

کہیں نہ پایا نشان تیرا، مکان ہے لامکان تیرا
کرے زباں کیا بیان تیرا، زمین تیرا آسمان تیرا

جہاں میں ہے تیری حکمرانی، نہ تیرا ہمسر نہ تیرا ثانی
ہے ساری مخلوق آنی جانی تو ہی باقی جہاں ہے فانی

خوشیوں میں پیام تیرا، رگ گلو میں کلام تیرا
لبوں کی زینت ہے نام تیرا ہے ذکر ہر صبح و شام تیرا

سب حمد و ثناء ہے تیرے لئے سب حمد و ثناء ہے تیرے لئے
رب کریم سب کا تو ہی کارساز ہے تیری نسیم کو تیری رحمت پر ناز ہے

نعت رسول مقبول ﷺ

محترمہ سلطانہ مہر (میمن)، لندن

خاک نعلین ﷺ مری آنکھ کا سرمہ کرنا
اے اللہ میرے مقدر کو ثریا کرنا

ان کے قدموں کی میں مٹی میں ملوں چین ملے
اس مٹی سے مرے رخ کو تو زیبا کرنا

سر کے بل جاؤں مدینے یہ سعادت جو ملے
اس کے ہر ذرے کو نقش کف پا کرنا

اے اللہ ان کی ہوں بیمار انہیں میرے لئے
رہ دنیا ای عقبیٰ میں مسیحا کرنا

اک کرن ان کے تبسم کی عطا ہو مجھ کو
جن کو آتا ہے تبسم سے اجالا کرنا

میں چلوں نقش قدم چھو کے نبی کے اپنے
مجھے سکھلا دے فقیری میں گزارا کرنا

مہر کو نور سے ان کے جو کیا روشن
فیض اوروں کو بھی پہنچے یہ نصیبا کرنا

ان کی باتوں میں گلوں کی خوشبو

☆ آپ لوگ میری سنت کو اور میرے بعد خلفاء راشدین کو لازم پکڑو اور ان سنتوں کو خوب اہتمام سے اپناؤ۔ (حضور اکرم ﷺ)

☆ مصیبت کی جڑ اور بنیاد انسان کی گفتگو ہے۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ)

☆ آدمی کے روزے، نماز پر نہ جاؤ بلکہ اس کی سچائی اور عقل مندی کو دیکھو۔ (حضرت عمر فاروقؓ)

☆ یاد اللہ سے دل کو راحت ہوتی ہے۔ (حضرت عثمان غنیؓ)

☆ اختیار، طاقت اور دولت ملنے پر لوگ بدلتے نہیں، بلکہ بے نقاب ہوجاتے ہیں۔ (حضرت علیؓ)

☆ ضرورت مند کی جائز حاجت پوری کرنا ایک مہینے کے اعتکاف سے بہتر ہے۔ (حضرت امام حسنؓ)

☆ تمام لوگوں کے اعمال تقریباً ایک ہی جیسے ہوتے ہیں۔

(حضرت ابوسفیان ثوریؒ)

☆ مستقبل کو سوچ کر اپنا حال ضائع کردیتا ہے پھر مستقبل میں اپنا ماضی یاد کرکے روتا ہے۔ (شیخ سعدیؒ)

☆ برے اعمال سے اجتناب ضروری ہے۔ (حضرت امام غزالیؒ)

☆ زندگی کو غنیمت جانو یہ عنقریب تم سے لے لی جائے گی۔

(مولانا جلال الدین رومیؒ)

☆ امیر اور غریب کا فرق کس درجہ غیر فطری ہے، ایک ہی دن کی بھوک اور ایک گھنٹے کی پیاس دونوں کو برابر کردیتی ہے۔ (خلیل جبران)

☆ مصائب سے مت گھبرا کیونکہ ستارے اندھیرے میں ہی چمکتے ہیں۔ (حکیم لقمان)

☆ بھائی اگر دوست ہوجائے تو وہ زیادہ بہتر ہے۔ (بوعلی سینا)

☆ خاموشی بے ہودہ گفتگو سے بہتر ہے۔ (ابن خلدون)

☆ جب تک ہر شخص اپنے فرض کو ادا کرنے کا عزم نہ کرے قوم کبھی ترقی نہیں کرسکتی۔ (محترمہ فاطمہ جناح)

☆ اگر سچائی کو اس کی اصل ضرورت کے وقت پیش نہ کیا جائے تو اس کے وجود کا اعتراف بے کار ہے۔ (مولانا ابوالکلام آزاد)

☆ مسکراتا چہرہ معمولی کھانے کو ذائقے دار بنادیتا ہے۔

(جارج ہربٹ)

☆ پستی کو حقیر مت جانو، اس نے بلندی کا بوجھ اٹھا رکھا ہے۔

(رسکن)

☆ تعلیم انسان کی روح کے لیے وہی حیثیت رکھتی ہے جو سنگ مرمر کے ٹکڑے کے لیے سنگ تراشی کا فن۔ (ایڈیسن)

☆ ہمدردی وہ زبان ہے جسے جانور بھی سمجھ لیتے ہیں۔

(جیمس ایلن)

☆ میں دوست اچھی شکل و صورت کے واقف کار اچھے کردار کے اور دشمن بہترین دماغ کے منتخب کرتا ہوں۔ (آسکر وائلڈ)

جناب نجیب عبدالعزیز بالاگام والا

Mr. M. Najib Abdul Aziz Balagamwala

صدر بانٹوا میمن جماعت کراچی

عالم اسلام، میمن برادری، بانٹوا میمن برادری کو عیدالاضحیٰ کی دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ لفظ عید تین حرفوں پر مشتمل ہے۔ لیکن کتنا دلچسپ ہے۔ اس کی دلکشی کے لیے اگر قربانی کا جذبہ شامل کرلیا جائے تو یہ لفظ اس سے بھی زیادہ بامعنی اور جذبات سے پر ہو جاتا ہے۔ عیدالاضحیٰ کا مقصد ایثار کے عظیم عمل سے گہرا تعلق رکھتا ہے۔ یہ تاریخی دن بنی نوع انسان کے لیے ایثار سے بھرپور جذبات اور اللہ تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہونے کا دن ہے۔ عیدالاضحیٰ جسے عید قرباں بھی کہتے ہیں۔ راہ حق میں قربانی دینے کا حق ہے۔

یہ دن ہمیں اس عظیم قربانی کی یاد دلاتا ہے جو رہتی دنیا تک مینار و ہدایت و ارشاد بنی رہے گی۔ مسلمانوں کے لئے یہ عید ایک عظیم ایثار، اصول نوازی اور کردار کی انتہائی بلندی کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ ان قربانیوں کو جن میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جذبہ پوری اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی ایک مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ روشنی کے مینار کی طرح سامنے رکھیں تو ہر وقت ہدایت کا امکان پیدا ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دنیا کے بت کدے میں انہوں نے اللہ کا پہلا گھر خانہ کعبہ تعمیر فرمایا وہ کفر و شرک کے محاذ پر اسلام کے محافظ تھے۔ وہ نمرود کی بت پرستی کے خلاف اللہ کی عظیم نشانیوں اور آیتوں کے مظہر تھے۔ اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی کے مبلغ تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہر عمل، ان کی ہر فکر اور ہر بات اسلام کے حقائق کا نمونہ تھی۔ اللہ کی راہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی سراپا ایثار تھی۔ والدین کے حق میں اولاد کی یا اولاد کے حق میں والدین کی ہمدردیاں الفت اور جذبات سے پورا کیوں نہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے اس رشتے کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جب اپنے لخت جگر کی محبت کی پرواہ کیے بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم کو لبیک کہتے ہوئے بیٹے کی قربانی کا مظاہرہ پورا کر دکھایا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لیے تاقیامت اس قربانی کو امر بنا دیا۔

صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انسان جب اپنے والدین، اولاد، بیوی، پڑوسی، برادری اور اپنی قوم کی خدمت کرتا ہے تو انسان کی بے لوث خدمت اور قربانی بارگاہ الٰہی میں بلاشک وشبہ قبول ہو جاتی ہے۔ برادری اور قوم کی بھلائی کے لئے جو لوگ ہمدردی اور لگاؤ کے ساتھ اپنے وقت، اپنے مال اور آرام کو قربان کرتے ہوئے برسر عمل ہوتے ہیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرتے اور دین و دنیا میں کامیاب و کامران اور سرخرو ہوتے ہیں۔ قربانی کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ دوسروں کو آرام پہنچانے کے لئے اپنے آرام کو قربان کر دیا جائے۔ اپنے مفادات پر قومی مفادات کو ترجیح دی جائے۔

جناب محمد حنیف حاجی قاسم مچھیارا کھانانی

Mr. M. Hanif M. Qasim Machiyara Khanani

سینئر نائب صدر اول بانٹوا میمن جماعت کراچی

عیدالاضحیٰ کے اس پرمسرت اور مبارک موقع پر میں اپنی جانب سے اپنے معزز عہدیداران کی جانب سے اور محترم مینجنگ کمیٹی کے اراکین کی جانب سے آپ سب کو عید قربان کی دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

اس پرمسرت موقع پر میں توقع کرتا ہوں کہ برادری کے تمام افراد کے مابین باہمی خلوص اور نیک جذبات کی حقیقی روح قائم رہے گی۔ میرا پیغام ان ہی نیک اور پرخلوص توقعات پرمبنی ہے کہ عیدالاضحیٰ ہماری اپنی اور قومی امنگوں کی عکاس رہے۔

برادری کی بھلائی اور خاص طور پر اپنی بھلائی و بہتری کی خاطر ہمیں اسلام کے ان عالمگیر اصولوں پر عمل پیرا ہونا چاہیے جن میں ہماری نجات اور بھلائی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم سادگی کو اپنائیں، فضول خرچی سے پرہیز کریں۔ ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور مہربانی سے پیش آئیں۔ بڑوں، بزرگوں کا احترام کریں، چھوٹوں پر شفقت کریں۔ جماعت کے قوانین پر عمل کر کے اپنے مقاصد کو حاصل کرنے کی سعی کریں اور باہمی بھائی چارے کی فضا کو قائم رکھیں۔ اس طرح ہم اپنے مقصد کو آسانی سے حاصل کرسکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آج کے مبارک دن ایسی نیک ہدایت دے اور ہمیں وہ راہ دکھادے کہ ہم ایک سچے مومن کی طرح برادری کی فلاح و بہبود کے لیے پوری لگن کے ساتھ کام کرتے ہوئے عید قربان کے حقیقی جذبے کو بیدار کریں۔ ان نیک تمناؤں کے ساتھ میں ایک بار پھر آپ کو عیدالاضحیٰ کی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی بے شمار پرمسرت عیدیں دیکھنا نصیب کرے اور ہمیں عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

آج اپنی برادری جن حالات سے گزر رہی ہے ان میں ایسی ہی قربانی اور ایثار کی ضرورت ہے۔ آپ کی اپنی جماعت آپ سے کچھ مانگ رہی ہے اور وہ جو کچھ بھی مانگ رہی ہے اس میں اس کے اپنے لیے کچھ بھی نہیں ہے بلکہ آپ سب کی مدد (سپورٹ) اور فائدے کے لیے وہ یہ کام کررہی ہے۔ اگر اپنی جماعت آپ سے کچھ طلب کرتی ہے تو وہ اس سے کوئی ذاتی فائدہ نہیں اٹھائے گی بلکہ برادری کی اور برادری کے مستحق و نادار اور کمزور افراد کی مدد کرے گی۔ اس کے علاوہ آپ کی جماعت آپ کو مضبوط و مستحکم کرنا چاہتی ہے، آپ کو اعلیٰ تعلیم کے زیور سے مالا مال کرنا چاہتی ہے اس لیے وہ آپ سے مدد (سپورٹ) کی خواہاں ہے اور اس کے لیے آپ سب کو سچے دل سے اور خلوص نیت کے ساتھ قربانی دینی ہوگی۔

Mr. M. Saleem H. Siddique Biklya

جناب محمد سلیم محمد صدیق بکیا

سینئر نائب صدر دوم بانٹوا میمن جماعت کراچی

میری جانب سے پورے عالم اسلام، میمن برادری اور خصوصاً بانٹوا میمن برادری کو عیدالاضحیٰ کی خوشیاں دلی طور پر قبول فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خوش و خرم شاد اور آباد رکھے۔ الحمدللہ ہم سب مسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عنایت اور مہربانی سے ہر سال ہی عید قرباں مناتے ہیں۔ اسلامی تہواروں میں اس تہوار کو بڑی اہمیت اور مرکزیت حاصل ہے۔

عیدالاضحیٰ کی جو حج کے اگلے دن یعنی ذی الحجہ کی دس تاریخ کو سنت ابراہیمی کے مطابق منائی جاتی ہے۔ یہ تہوار ایک طرف تو ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے کا درس دیتا ہے، دوسری طرف یہ سبق بھی سکھاتا ہے کہ خدمت میں عزت ہے، خدمت میں عظمت ہے، انسانیت کی بھلائی و بہبود کے لیے کام کرنے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے کیونکہ وہ اللہ کے بندوں سے محبت کرتا ہے، ان کی خدمت کرتا ہے، ان کے کام آتا ہے۔

عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے گوشت کے جو تین حصے کیے جاتے ہیں ان میں ایک حصہ ایسے غریب غرباء کا ہے جن کو آپ نہیں جانتے۔ گویا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ امیر مسلمان غریب مسلمان کے کام آئیں۔ ایسے غریب مسلمانوں کو بھی گوشت کھانے کو مل جائے جنھیں سال بھر یہ نعمت نہیں ملتی۔ عیدالاضحیٰ والے دن بانٹوا میمن جماعت کے کارکن اور رضا کار انسان اور انسانیت سے محبت کا عملی ثبوت اس طرح پیش کرتے ہیں کہ اپنے گھر بار اور بچوں کو چھوڑ کر قربانی کی کھالیں جمع کرنے پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی عید کی خوشیوں کو چھوڑ دیتے ہیں، اپنے عزیز و اقارب سے ملاقات کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں اور اپنے بال بچوں کو چھوڑ کر دوسروں کے بال بچوں کی فکر میں مصروف ہو کر دکھی لوگوں کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیتے ہیں۔

ایثار ایک ایسی چیز ہے جس میں انسان اپنی ضرورت چھوڑ کر دوسرے کی ضرورت پوری کرتا ہے، اپنی خوشی کو قربان کر کے دوسروں کو خوشیاں دیتا ہے۔ خود دست بردار ہو کر دوسروں کو نوازتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان خود بھوکا رہ کر اپنے مسلمان بھائی کو کھانا فراہم کرتا ہے تو وہ ایک بڑا ایثار کرتا ہے۔ یہ ایثار بہت اعلیٰ جذبہ ہے۔

یہ پروردگار عالم کی خوشنودی اور رضا کے حصول کا جذبہ ہے۔ اس سے ہمارا رب خوش ہوتا ہے اور اس کے بدلے ہمیں دنیاوی اور اخروی نعمتوں سے نوازتا ہے۔ ہماری برادری کو کرونا وبائی مرض نے متاثر کیا ہے۔ تجارتی اور صنعتی حالات بے حد متاثر ہو چکے ہیں۔ آج اس جذبہ ایثار کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے ویسے تو اللہ کا بڑا فضل و کرم ہے کہ ہماری میمن برادری میں یہ جذبہ ایثار شروع سے چلا آ رہا ہے۔ اللہ کرے کہ ہم اپنے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے قربانی بھی دیں اور جذبہ ایثار کا مظاہرہ بھی کریں۔

Mr. M. Arshad M. Idrees Jangda

جناب محمد ارشد محمد ادریس جانگڑا

جونیئر نائب صدر اول بانٹوا میمن جماعت کراچی

سب سے پہلے میں پوری میمن برادری اور بانٹوا میمن برادری کو عیدالاضحیٰ کی دلی عید مبارک پیش کرتا ہوں۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک کو عید قرباں کی خوشیاں دکھائے (آمین)۔

عیدالاضحیٰ دراصل دوسروں کے لیے قربانی اور ایثار کا درس دیتی ہے۔ یہ تاریخی دن فرزندان توحید کے لئے ایثار سے بھرپور جذبات اور اللہ کے حکم کے تابع ہونے کا دن ہے۔ اس کو عید قرباں بھی کہتے ہیں۔ یہ راہ حق میں قربانی دینے کا دن ہے۔ یہ دن ہمیں اس عظیم قربانی کی یاد دلاتا ہے جو دنیا کے لیے ایک زریں مثال بن گئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جذبہ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی قربانی ایک بے مثال واقعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے انسان جب بے لوث کوشش کرتا ہے تو یہ بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو جاتی ہے۔ برادری کمیونٹی قوم کی فلاح و بہبود کے لئے جو لوگ ہمدردی اور لگاؤ کے ساتھ اپنے وقت اپنے مال اور آرام کو قربان کرتے ہوئے خدمت کرتے ہیں وہ دونوں جہاں دنیا میں کامیاب و کامران ہوتے ہیں۔ قربانی کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ دوسروں کو آرام و سکون پہنچانے کے لئے اپنے فائدے اور اپنے آرام کو قربان کر دیا جائے۔ وبائی مرض کرونا کی وجہ سے موجودہ حالات خاصے مشکل ہیں۔ ان میں لوگوں کو اپنے فرائض ادا کرنا مشکل ہو رہا ہے تو وہ دوسروں کو راحت پہنچانے کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟ ہر طرف لوٹ مار اور غارت گری کا بازار گرم ہے۔ کاروبار تباہ ہو گئے ہیں۔ لوگوں کے لئے روزی روٹی کا حصول مشکل ہوتا چلا جا رہا ہے۔ حالات نہایت کٹھن ہیں۔

ایسے میں انسانی خدمت کا کام بھی مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ مگر ان آزمائشوں میں بھی آپ کی بانٹوا میمن جماعت آپ سب لوگوں کی فلاح و بہبود کے کام کر رہی ہے اور اس کی خدمات کو ستائش نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ قربانی والا یہ تہوار ہے جو ہمیں دوسروں کے لیے ایثار و قربانی کا درس دیتا ہے اور ہمیں بتاتا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دوسروں کا بھی خیال کرنا چاہیے۔

اس موقع پر میں اپنی برادری کے تمام افراد سے یہ اپیل کروں گا کہ وہ اس تہوار کے موقع پر قربانی کی کھالوں کے ساتھ اپنی جماعت سے تعاون کریں تاکہ جماعت کے فلاحی کام اور رفاہی خدمات کی انجام دہی میں تیزی آسکے۔ جب آپ جماعت کے کاموں میں ہاتھ بٹائیں گے تو جماعت بھی زیادہ سے زیادہ خدمات انجام دے سکے گی۔

جماعت بے شمار فلاحی خدمات انجام دیتی ہے۔ یہ خدمات آپ کے تعاون کے بغیر انجام نہیں دی جا سکتیں۔ ہمیں آپ کے عملی تعاون کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ ہر سال کی طرح اس سال بھی آپ قربانی کے کھالوں کے ذریعے ہمارے ساتھ مخلصانہ تعاون کر کے ہمارے کام کو آسان بنائیں گے۔ ہم آپ کے فعال تعاون کے منتظر رہیں گے۔

جناب محمد اعجاز رحمت اللہ بھرم چاری

Mr. M. Aijaz Rehmatullah Bharamchari

جونیئر نائب صدر دوم بانٹوا میمن جماعت کراچی

عیدالاضحیٰ کے موقع پر تمام مسلمانوں اور بانٹوا میمن برادری کو دل کی گہرائیوں سے عید قرباں کی خوشیاں مبارک ہوں۔ تہوار خوشیاں منانے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ ان مواقع پر ہر انسان ہی خوشی مناتا ہے۔ جب وہ خوش ہوتا ہے تو دوسروں کو بھی خوش دیکھنا چاہتا ہے۔ لہٰذا وہ اپنے کمزور اور نادار بھائیوں کی مدد (سپورٹ) کرکے ان کے دامن میں بھی خوشیاں ڈال دیتا ہے۔ یہ عمل خود اسے بھی خوشی دیتا ہے اور جس کے ساتھ اس نے ہمدردی کی ہے اسے بھی خوشیاں فراہم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کرکے تقسیم کیا جائے۔ اندازے سے تقسیم نہ کریں۔ افضل یہ ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصہ کرکے ایک حصہ اہل وعیال کے لئے رکھے، ایک حصہ احباب واعزا میں تقسیم کرے ایک حصہ فقراء ومساکین میں تقسیم کرے اور جس شخص کا عیال زیادہ ہو وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔

قربانی کیا ہے؟ یہ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس جذبہ ایثار کی عظیم یادگار ہے جنہوں نے حکم الٰہی کے تحت اس کی راہ میں جان سے زیادہ عزیز اپنے لخت جگر کو قربان کردینے کا فیصلہ کیا اور اپنے اس فیصلے، عزم اور جذبہ عمل سے یہ ظاہر کیا کہ اللہ کے حکم کے آگے آل اولاد، جان ومال اور اپنی عزیز ترین متاع حیات کو قربان کردینا ہی اطاعت اور بندگی کا اصل تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس جذبہ عمل کو قبول فرمایا ہی نہیں، بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس جذبہ قربانی کو وہ اعزاز عطا فرمایا کہ تاقیامت اس سنت کو قائم فرمادیا۔ یہی قربانی سنت ابراہیمی کہلاتی ہے۔ ارشاد فرمایا: "ہم نے اسمٰعیل علیہ السلام کا فدیہ ایک عظیم قربانی بنادیا۔"

اور اس عظیم قربانی کو امت محمدیہ میں عبادت اور اطاعت الٰہی کا درجہ دیا۔ مسلمانوں کے دو تہوار ہیں: ایک عیدالفطر اور دوسرا عیدالاضحیٰ۔ عیدالفطر کے تہوار (جشن) نے ہمیں اپنی رحمتوں اور برکتوں سے نوازا اور ہمارے گناہ معاف فرمائے۔ عیدالاضحیٰ کا جشن (تہوار) اس بات کی علامت ہے کہ رب کا شکر ادا کرنے والے بندے اپنے خالق ومالک کی رضا اور حکم پر (جس نے ہمیں اپنی نعمتوں اور رحمتوں سے نوازا) ہر قربانی دینے کو تیار رہتے ہیں، اسی لیے سنت ابراہیمی پر عمل کرتے ہوئے جانوروں کی قربانی بارگاہ الٰہی میں پیش کرتے ہیں۔

قربانی ہر صاحب نصاب پر واجب ہے۔ اگر کوئی صاحب نصاب ہوتے ہوئے قربانی سے گریز کرے تو ایسے شخص کے لیے آقائے نامدار ﷺ نے اعلان کردیا کہ جسے قربانی کرنے کی طاقت ہو اور وہ قربانی نہ کرے (تو وہ) مسلمانوں کی عیدگاہ میں حاضر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت ابراہیمی کی پیروی کرنے اور ہماری قربانی کو اپنے قرب کا ذریعہ بنادے اور میری دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے (آمین)۔

جناب انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا

جنرل سیکریٹری بانٹوا میمن جماعت کراچی

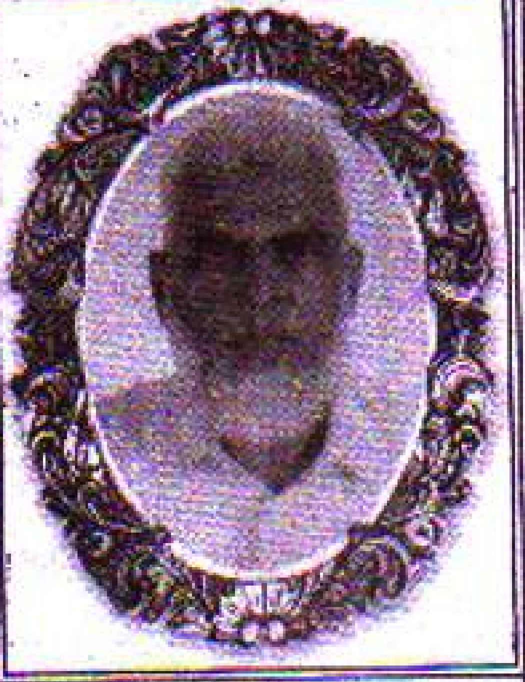

Mr. Anwar Haji Kassam Kapadia

عیدالاضحیٰ کے اس پر مسرت خوشی کے موقع پر تمام مسلمانوں، پوری میمن برادری اور بانٹوا میمن برادری کو بانٹوا میمن جماعت کے معزز عہدیداران، مجلس عاملہ کے اراکین صاحبان علاوہ میرے رفقائے کار حضرات دل کی گہرائیوں سے عید قرباں کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ عیدالاضحیٰ کا تہوار آرہا ہے۔

یہ مقدس تہوار دو حوالوں سے انسان کی تربیت کا سامان کرتا ہے۔ اول اجتماعیت۔ اس تہوار کے موقع پر اجتماعیت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان خانہ کعبہ میں جمع ہوتے ہیں۔ عرفات میں قیام کرتے ہیں۔ عبادت کرتے ہیں۔ یہ تمام عبادتیں اور بالخصوص حج ہمیں اتحاد و یکجہتی بھائی چارے اور باہمی رواداری کا درس دیتا ہے۔

آج عیدالاضحیٰ کے ان دونوں صاف اور واضح احکامات اور پیغامات کو سمجھنے کی اشد ضرورت ہے۔ ہم عملی زندگی میں جس طرح اپنے بڑوں کے نافرمان ہوتے جارہے ہیں اور ٹکڑوں اور ٹولیوں میں بٹ کر حج کے اجتماعی درس اور اتحاد کی تربیت و ٹریننگ کو فراموش کررہے ہیں، یہ بہت تشویش ناک ہے۔ ہمارے نوجوانوں اور نونہالوں کو چاہئے کہ وہ عیدالاضحیٰ کے حقیقی پیغام کو سمجھ کر سعادت مند بنیں اور اطاعت و فرماں برداری کا مظاہرہ کریں۔

اس کے لئے انہیں پہلے اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار بندہ بننا ہوگا۔ اس کے بعد وہ اپنے بڑوں اور بزرگوں کے فرماں بردار خود بخود بن جائیں گے۔ دوسری طرف ہماری بڑی نسل کو بھی چاہئے کہ وہ حج کے اصل پیغام کو سمجھیں۔ الحمدللہ ہمارے ہاں بے شمار حاجی صاحبان ہیں۔ بہ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ وہ حضرات ہیں جو اللہ تعالیٰ کے گھر سے اجتماعیت اور اتحاد کی ٹریننگ لے کر آچکے ہیں۔ یہ حضرات اس ٹریننگ کا فائدہ اٹھا کر اپنی بانٹوا میمن برادری اور ہمارے معاشرے میں اتحاد، اجتماعیت اور مساوات کی تبلیغ کریں۔ پہلے ٹکڑوں میں بکھرے ہوئے لوگوں کو سمیٹیں، پھر مختلف انجمنوں، تنظیموں، رفاہی اور فلاحی اداروں میں بے لوث منتشر قیمتی افراد کو یکجا کرکے مستحکم اور مضبوط پلیٹ فارم کی طرف لائیں۔ ان کو اجتماعیت اور اتحاد کے فوائد سے آگاہ کریں۔

بانٹوا میمن جماعت کو ہر سال چار پانچ کروڑ روپے سے زائد کی رقم کی ضرورت پڑتی ہے یہ کوئی معمولی رقم نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بانٹوا میمن برادری میں بڑے بڑے صاحب حیثیت لوگ اور مخیر حضرات موجود ہیں جو دوسروں کے دکھ کو اپنا دکھ اور دوسروں کے درد کو اپنا درد سمجھتے ہیں۔ انہی لوگوں کی وجہ سے ہمیں فنڈز ملتے ہیں اور ان حضرات کے فراخدلانہ تعاون کے باعث ہمارا خدمتی سفر جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ جاری رہے گا۔

جناب فیصل محمد یعقوب دیوان

Mr. Faisal M. Yaqoob Diwan

جوائنٹ سیکریٹری اول بانٹوا میمن جماعت کراچی

عید قرباں آپ سب کو دلی طور پر مبارک ہو، میں تمام محترم عہدیداران، معزز مجلس عاملہ کے اراکین کو عید کی پرخلوص مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بے شمار عیدوں کی خوشیاں دیکھنا نصیب کرے (آمین)۔ بنیادی اہمیت عمل قربانی میں چھپے ہوئے تقویٰ اور حسن نیت کا کرنا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس بارے میں جو سنت اختیار فرمائی، اس کے مطابق قربانی کا عمل اس وقت تک تقویٰ کے کمال کو نہیں پہنچ سکتا، جب تک قربانی کو اپنے ہاتھ سے نہ کیا جائے۔ اپنے ہاتھ سے جانور کو ذبح کرنے سے خون گرانے کا عمل، جو قربانی کی روح ہے پورا ہو سکے گا۔

اس لیے حضور اکرم ﷺ کی سنت مبارکہ یہی رہی کہ جانور کی قربانی اپنے ہاتھ سے کرتے اور یہ آپ ﷺ کا زندگی بھر معمول رہا۔ آپ رحمۃ للعالمین ﷺ ہیں اور جانور کو ادنیٰ سی تکلیف بھی برداشت نہ کرتے، لیکن قربانی ہمیشہ اپنے ہاتھ سے کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔ افضل یہی ہے کہ جانور کو اپنے ہاتھ سے قربان کیا جائے۔ یہ سنت نبوی ﷺ کی پیروی بھی ہے اور اس حقیقت کا اعلان بھی کہ ہمارا ہر عمل اللہ کے لئے ہے اور اسی کی طرف ہمیں لوٹ کر جانا ہے۔

قربانی ایک ایسا لفظ ہے جو اپنے اندر وسیع مفہوم رکھتا ہے اگر قربانی کو ایک اصطلاح کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ انفراد سے لے کر اجتماعیت تک اور اس کائنات کو ہنگاموں، فتنہ فساد سے بچائے رکھنے کا دارومدار صرف ایک لفظ قربانی ہے۔ عہد حاضر میں دیکھا جائے تو ہم نے اپنی انفرادی و اجتماعی زندگیوں میں قربانی کو یکسر نکال دیا ہے۔ نمی برائیوں نے نہ صرف معاشرے کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا بلکہ دین اسلام کی بنیادیں بھی ہلا دیں۔ قربانی ایک ایسے جذبے اور عمل کا نام ہے جس کے ذریعے روح کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔

عید الاضحیٰ کے موقع پر پوری دنیا میں ہر مسلمان اپنی استطاعت کے مطابق قربانی دیتا ہے۔ قربانی کا مقصد ایک طرف تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں دی جانے والی قربانی کو خراج تحسین پیش کرتا ہے اور دوسری طرف غریب، نادار، مستحق، یتیموں کو خوشی کے موقع بہم پہنچاتا ہے۔ قربانی کا گوشت ایسے افراد میں تقسیم کیا جاتا ہے جو زندگی کی مصیبتوں میں گرفتار ہیں اور اپنے بچوں کو مناسب کھانا دینے کے بھی قابل نہیں۔ عید الاضحیٰ ہمیں یہ درس بھی دیتی ہے کہ مسلمانوں پر جب بھی کڑا وقت آئے سب یکجان ہو کر صورت حال کا مقابلہ کریں گے۔ ہم اپنے پیارے نبی ﷺ کی ہدایت کے مطابق زندگی بسر کریں گے تاکہ اللہ کریم اور نبی پاک ﷺ کی خوشنودی حاصل ہو (آمین)۔

جناب محمد شہزاد ایم ہارون کوٹھاری

Mr. M. Shahzad M. Haroon Kotharri

جوائنٹ سیکریٹری دوم بانٹوا میمن جماعت کراچی

عیدالاضحیٰ کے اس پرمسرت موقع پر اپنی جانب سے ساتھی عہدیداران اور مجلس عاملہ کے اراکین کی جانب سے پوری بانٹوا میمن برادری کو دلی عید مبارک باد قبول ہو۔

عیدالاضحیٰ کا تعلق تاریخ اسلام کے ایک نہایت ہی درخشاں باب سے ہے۔ اگرچہ یہ عام لوگوں کی نظر میں صرف سنت ابراہیمی کی یادگار کے طور پر دی جانے والی جانوروں کی قربانی کی حیثیت سے زندہ ہے لیکن دراصل یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسوۂ حسنہ کی تائید وتجدید ہے۔

بانٹوا میمن جماعت اپنی برادری کے غریب اور ضرورت مندوں کی دادرسی اور مالی مدد کے لئے زکوٰۃ فنڈ، ڈونیشن فنڈ اور قربانی کی کھالوں سے ملنے والی رقم سے ان کو چھوٹے موٹے کاروبار کے لیے قرضے فراہم کیے جاتے ہیں۔ پریشان حال بہنوں کی اس طرح دادرسی کی جاتی ہے کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو سکیں اور گھر بیٹھے باعزت طریقے سے روزی کما سکیں۔ ایسی خواتین کو جماعت سلائی مشینیں بھی دلواتی ہے اور اس سے متعلق دیگر سامان بھی۔ اسی طرح اس فنڈ سے تعلیم کے شعبے میں بھی مدد فراہم کی جاتی ہے۔ کاپیاں، کتابیں، اسکولوں اور کالجوں کی فیسیں اور اسکالرشپس دی جاتی ہیں۔

بانٹوا میمن جماعت اپنی برادری اور آپ کے کمزور بہن بھائیوں کی سپورٹ کے لیے ہر طرح کے امدادی کام کر رہی ہے۔ آپ سب سے اپیل ہے کہ اس نیک کام میں جماعت کی مدد کریں اور اس کے ساتھ تعاون کریں تاکہ برادری کے غریب اور ضرورت مندوں کی مدد کی جا سکے۔ اگر آپ نے اس نیک کام میں عملی حصہ لیا اور ہر طرح سے تعاون کیا تو ان کمزور اور نادار افراد کی فلاح و بہبود کے لیے بھی راستے کھل جائیں گے۔ امید ہے کہ آپ تمام حضرات اس ضمن میں اپنی برادری اور اپنی جماعت کے ساتھ فراخ دلی کے ساتھ تعاون کریں گے۔

ہم آپ کے فعال اور متحرک تعاون کے منتظر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زندگی سراپا ایثار تھی۔ والدین کے حق میں اولاد کی یا اولاد کے حق میں والدین کی ہمدردیاں اور جذبات سے بھرپور کیوں نہ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے آگے اس رشتے کی اہمیت کم ہو جاتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے لخت جگر کی محبت کی پرواہ کیے بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم پر لبیک کہتے ہوئے بیٹے کی قربانی کے لیے تیار ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے تاقیامت اس قربانی کو امر بنا دیا۔ اس موقع پر میں اپنی برادری کے تمام افراد سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس عید قرباں کے تہوار کے موقع پر قربانی کی کھالوں کے ساتھ اپنی جماعت سے مالی تعاون بھی کریں تاکہ جماعت کے فلاحی کام اور رفاہی خدمات کی انجام دہی میں تیزی آ سکے۔

مشعل راہ

عیدالاضحیٰ: ایک عزم ایک عہد کا دن

عیدالاضحیٰ کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندے کا کوئی عمل قربانی سے بڑھ کر محبوب نہیں
حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اللہ کی اطاعت کا مظاہرہ کرکے بندگی اور جاں نثاری کی بے مثال تاریخ رقم کی

تحریر: الحاج احمد عبداللہ غریب (مرحوم) بمبئی، مذہبی ریسرچ اسکالر اور مورخ

''قربانی'' بندے کو اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کرنے اور اس کی اطاعت و فرماں برداری کا درس دیتی ہے۔

''قربانی'' سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، جو تاجدار کائنات حضور اکرم ﷺ کی امت کے لئے برقرار رکھی گئی ہے۔ قرآن مجید میں سرکار دو جہاں ﷺ کو قربانی دینے کا حکم کچھ ان الفاظ میں دیا گیا ہے: ''(اے محبوب ﷺ) آپ اپنے رب کے لئے نماز ادا کیجئے اور قربانی دیجئے۔'' (سورۃ الکوثر)

احادیث مبارکہ میں قربانی کی بہت زیادہ فضیلت اور اجر وثواب بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''یوم النحر'' یعنی عیدالاضحیٰ کے دن ابن آدم کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں خون بہانے یعنی قربانی دینے سے افضل

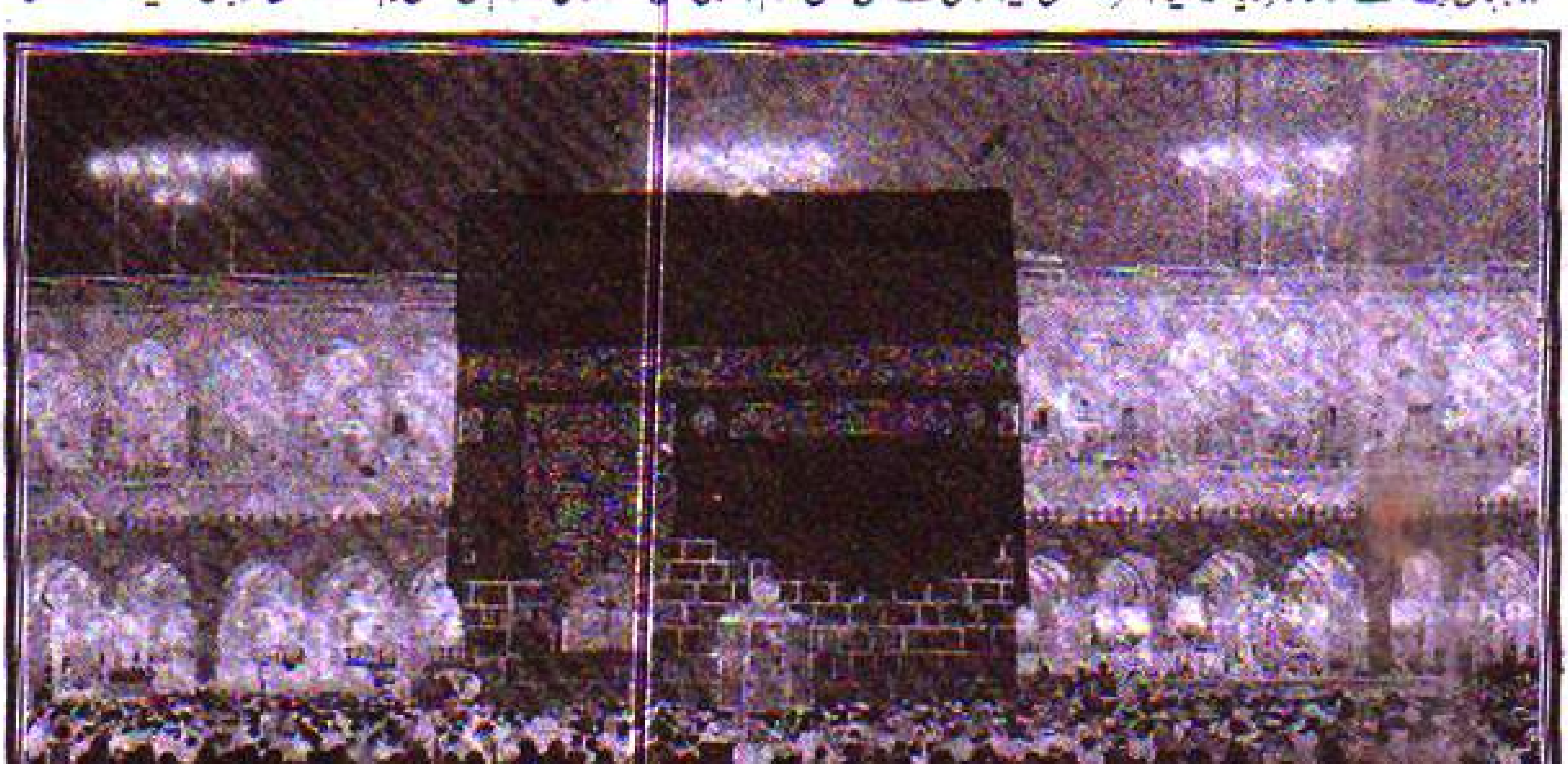

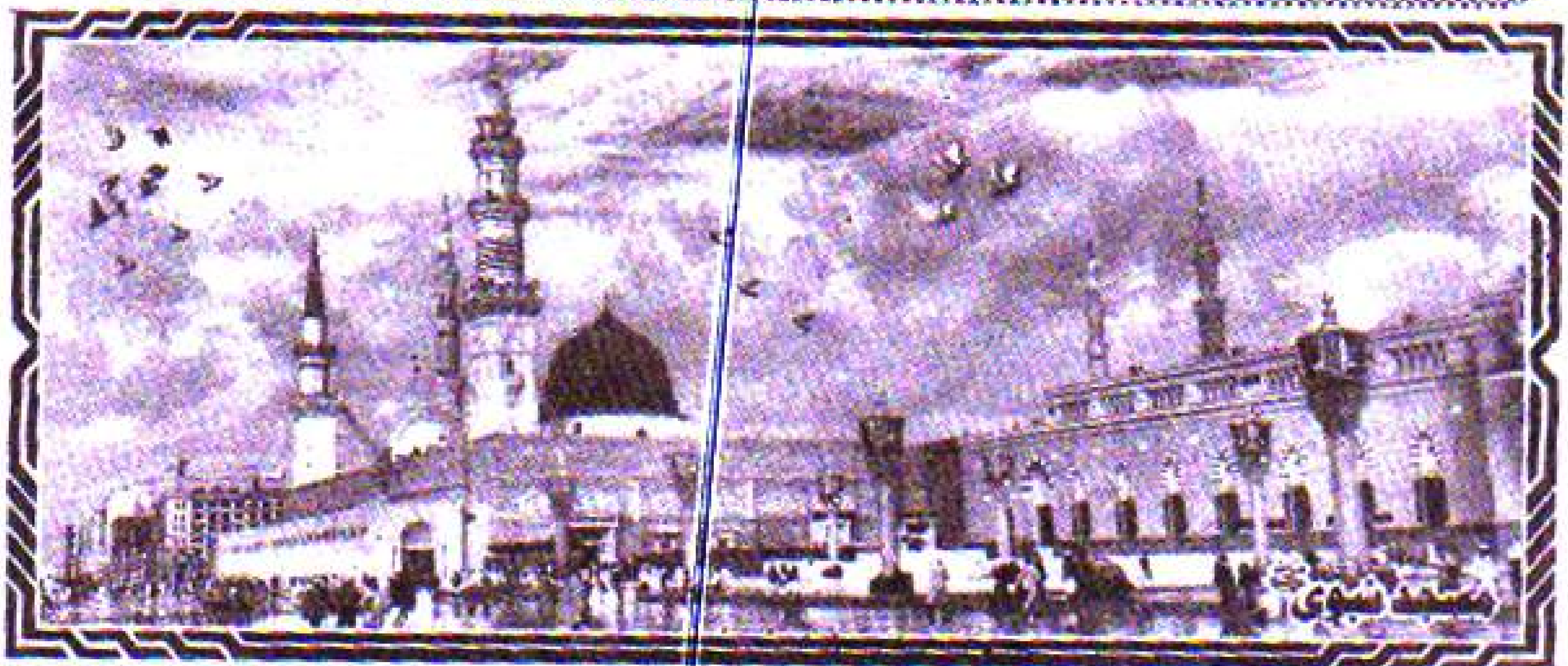

نہیں۔" (ابوداؤد، ترمذی)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔" صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! اس میں ہمارے لیے کیا ثواب ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قربانی کے جانور کے ہر بال کے عوض تمہارے لیے ایک نیکی ہے۔" (ابن ماجہ) حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس شخص نے خوش دلی سے حصول ثواب کی نیت سے قربانی کی، تو (قربانی کا جانور) اس کے لئے آتش جہنم سے ڈھال بن جائے گا۔" (طبرانی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جو رقم عید کے دن قربانی پر خرچ کی جائے (اللہ تعالیٰ کے ہاں) اس رقم سے زیادہ کوئی اور رقم محبوب نہیں۔" (طبرانی)

استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرنے والے کے متعلق سرکار دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "جو شخص استطاعت رکھنے کے باوجود قربانی نہ کرے، وہ ہماری عیدگاہ کے قریب بھی نہ آئے۔" (ابن ماجہ)

مذکورہ بالا ارشادات و تعلیمات نبوی ﷺ سے اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ و رسول ﷺ کے ہاں قربانی کی کیا قدر و قیمت ہے، اس عمل قربانی کی اس قدر فضیلت بیان ہو جانے کے باوجود بھی اگر ہم قربانی نہ کریں، بلکہ حیل و حجت سے کام لیتے ہوئے اس سے دامن بچانے کی کوشش کریں تو پھر یہ ہماری محرومی نہیں تو اور کیا ہے۔

قربانی کی اس مختصر فضیلت کو بیان کر دینے کے بعد اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سے متعلق چند ضروری اور اہم مسائل کو بھی بیان کر دیا جائے تاکہ ان کو پیش نظر رکھ کر قربانی کے زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب کے حصول کو ممکن بنایا جاسکے۔

قربانی ہر صاحب استطاعت مسلمان مرد و عورت (یعنی جس کے پاس اتنی رقم ہو کہ اپنی بنیادی ضروریات کی تکمیل کے بعد قربانی کا جانور خرید سکے) پر واجب ہے۔ نہ کرنے کی صورت میں گناہ گار ہوگا۔ قربانی کا مقصد محض جانور ذبح کرنا نہیں بلکہ جانور کے گلے پر چھری چلا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کو زندہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے یہ تجدید عہد کرنا ہوتا ہے کہ اے خالق و مالک، ہم آج جانوروں کا خون بہا کر تجھ سے

تجدید عہد کرتے ہیں کہ تیری رضا و خوشنودی اور تیرے دین کی سربلندی، غلبہ و احیائے دین کی خاطر ہمیں جس طرح کی بھی مالی و جانی قربانی دینی پڑی، ہم اس سے دریغ نہیں کریں گے۔ قربانی کرنے سے ایک جذبہ ہمارے اندر پیدا ہوتا ہے تو سمجھ لیجئے کہ ہماری قربانی ثمر بار اور اللہ کی بارگاہ میں قبول ہے اور اگر جانور ذبح کرنے سے یہ تصور ہمارے قلب و باطن میں جاگزیں نہیں ہوتا تو سمجھ لیجئے کہ ہم نے محض ایک رسم ادا کی ہے اور محض رسم کی ادائیگی کبھی حصول مقصد کی ضمانت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں قربانی کی روح کو سمجھنے اور اسے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

پانی نعمت ہے... نعمت کی قدر کیجئے

پانی زندگی ہے... زندگی کو اہم جانیے

پانی ضائع نہ کیجیے

پانی کے حصول، حفاظت اور ذخائر کو اپنی قومی سوچ کا حصہ بنایئے

آپ سب کو

عید قرباں مبارک

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کا ترجمان اور برادری کا ہر دلعزیز

''ماہنامہ میمن سماج'' اپنے قارئین کرام، قلمکاروں،

اشتہارات دینے والے صاحبان

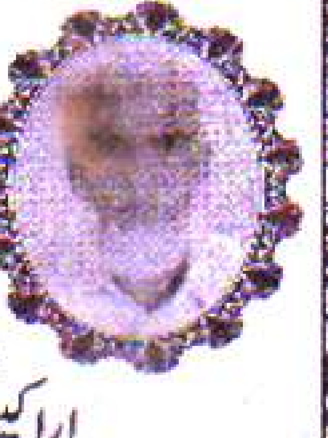

عید الاضحیٰ

بانٹوا میمن برادری کے تمام اداروں کے عہدیداران اور

اراکین مجلس عاملہ کو تہہ دل سے پرخلوص مبارکباد پیش کرتے ہیں

انور حاجی قاسم محمد کاپڑیا
مدیر اعزازی ماہنامہ میمن سماج کراچی

عبدالجبار علی محمد بدو
پبلشر ماہنامہ میمن سماج کراچی

ایک عمدہ تحریر

انسان کی تلاش

لسان العرب **پروفیسر عبدالعزیز المیمنی**، سو سے زائد عربی کتب کے مصنف

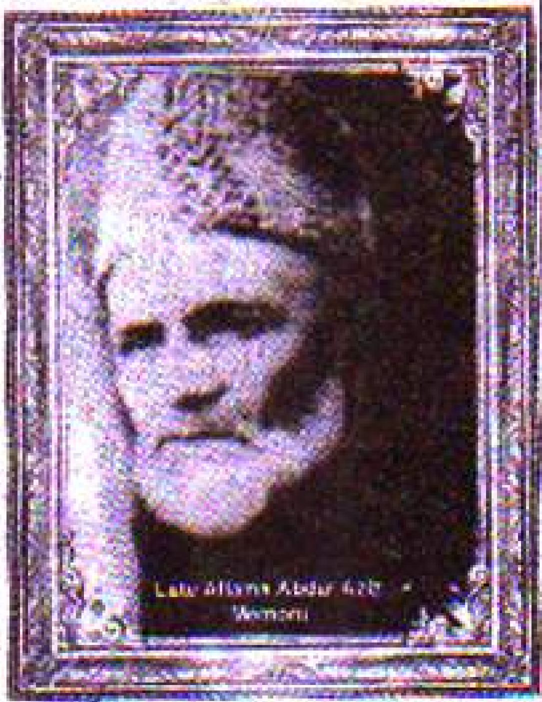

آج سے پورے سات سو برس پہلے ترکی کی حدود میں ایک بڑے شاعر اور حکیم گزرے ہیں، جن کا نام مولانا روم تھا۔ آپ نے ان کی مثنوی سنی ہوگی۔ انہوں نے ایک دلچسپ واقعہ قلمبند ہے۔ وہ میں آپ کو سناتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ کل رات کا واقعہ ہے ایک ضعیف العمر آدمی چراغ لئے شہر کے گرد گھوم رہے تھے اور اندھیری رات میں کچھ تلاش کر رہے تھے۔ میں نے کہا حضرت سلامت، آپ کیا تلاش کر رہے ہیں؟ فرمانے لگے کہ مجھے انسان کی تلاش ہے، میں درندوں کے ساتھ رہتے رہتے عاجز ہوگیا ہوں۔ میرا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ اب مجھے ایک ایسے انسان کی تلاش ہے جو اللہ کا شیر اور مرد کامل ہو۔ میں نے کہا "بزرگوار! اب آپ کا آخری وقت ہے۔ انسان کو آپ کہاں تک ڈھونڈیں گے؟ اس عنقا کا ملنا آسان نہیں میں نے بھی بہت ڈھونڈا ہے لیکن نہیں پایا۔" بزرگ نے جواب دیا "میری ساری عمر کی عادت ہے کہ جب کسی چیز کو دیکھتا ہوں کہ وہ نہیں ملتی تو اس کو اور زیادہ تلاش کرتا ہوں، تم نے مجھے اس بات پر آمادہ کر دیا کہ میں اس گمشدہ انسان کو اور زیادہ ڈھونڈوں اور اس کی تلاش سے کبھی نہ باز آؤں۔"

یہ ایک شاعر کا مکالمہ ہے۔ شاید آپ کو تعجب ہو کہ کیا کوئی ایسا بھی وقت تھا کہ انسان بالکل نایاب ہوگیا تھا۔ مولانا روم نے ہمارے ذہن میں ایک سوال پیدا کر دیا کہ انسان، انسان نہیں ہے اور کیا انسان کی بڑی بڑی آبادیوں میں بھی انسان نایاب ہے؟ تم تو سمجھتے تھے کہ انسان کی ایک قسم ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کی دو قسمیں: ایک وہ جو دیکھنے میں انسان ہے، لیکن حقیقت میں انسان نہیں ہے اور دنیا میں ہمیشہ انہیں لوگوں کی کثرت رہتی ہے۔ دوسرے وہ جو حقیقت میں انسان ہیں اور وہ کبھی ایسے گم ہو جاتے ہیں کہ ان کو چراغ لے کر ڈھونڈنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

مولانا روم کو سات سو برس ہو چکے ہیں۔ ان کے بعد دنیا میں ترقیاں ہوئیں۔ ہر شہر میں انسانوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے اور آج انسانی آبادی پہلے سے بہت زیادہ ہوگئی ہے اور اس کی ترقیاں بہت وسیع ہیں۔ آج انسان نے بجلی، بھاپ، ہوا اور پانی پر قبضہ جما لیا ہے۔ ہوائی جہاز، ریڈیو اور ایٹم بم سے انسان کی ترقی کا اندازہ مردم شماری کے نقشوں اور بڑے بڑے متمدن اور ترقی یافتہ ملکوں کی تصویروں سے کرنا صحیح نہیں ہوگا۔ انسانیت کی ترقی ان مادی ترقیات کا نام نہیں ہے اور محض نسل انسانی کی ترقی کو انسانیت کی ترقی نہیں کہا جا سکتا۔ انسانیت کی ترقی کا اندازہ انسانوں کے اخلاق و کردار سے ہوتا ہے، اور اخلاق و کردار کا اندازہ آپس میں ملنے جلنے، ریل کے ڈبوں، پارکوں، ہوٹلوں، دفتروں اور بازاروں میں ہو سکتا ہے۔ اردو کے مشہور شاعر اکبر نے بالکل صحیح کہا ہے:

نقشوں کو تم نہ جانچو، لوگوں سے مل کے دیکھو
کیا چیز جی رہی ہے کیا چیز مر رہی ہے

یادرفتگان

خدمت خلق کا طویل سفر

عبدالستار ایدھی جیسا انسان دوست درد آشنا اب کہاں ملے گا؟

عبدالستار ایدھی حق دار تھے اس لیے نامزد کیا گیا

فلپائن کا رامون میگسیسے ایوارڈ

میر خلیل الرحمٰن نے رامون میگسیسے ایوارڈ فاؤنڈیشن کی درخواست پر ان کا نام رازداری سے پیش کیا تھا

عبدالستار ایدھی کو فلپائن کا رامون میگسیسے ایوارڈ اور کھتری عصمت علی پٹیل کی عملی کاوشیں ہمیشہ یاد رہیں گی

Khatri Ismat Ali Patel

فلپائن کے ایک فاؤنڈیشن نے عوامی خدمات کے اعتراف میں بین الاقوامی سطح پر ایوارڈ دینے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ یہ رومن میگسیسے ایوارڈ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ فلپائن کے اس فاؤنڈیشن نے روزنامہ جنگ کے ایڈیٹر انچیف جناب میر خلیل الرحمٰن مرحوم کو یہ کام سونپا کہ وہ پاکستان کی دو اہم شخصیات جناب عبدالستار ایدھی اور جناب ڈاکٹر ... کے سلسلے میں فارم بھجوائے جا رہے ہیں ان کی مکمل خانہ پوری کریں فیصلہ فلپائن کی فاؤنڈیشن کے ٹرسٹی کریں گے اور دونوں کی مخلصانہ خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے کام کریں گے۔ 20 صفحات پر مشتمل یہ طویل فارم میر صاحب کو بھرنا تھا۔ یہ کام نہایت رازداری سے کرنا تھا۔ میر صاحب نے یہ کام اپنے سیکریٹری جناب سیمان اور میگزین ایڈیٹر جناب مرزا سیم بیگ کے سپرد کر دیا۔ عام نقاط کو تو ان حضرات نے بھر دیا مگر جب اہم نقاط پر پہنچے تو وہ الجھن میں پڑ گئے۔ یہ نقاط ان کی نجی زندگی اور ایسے گوشوں سے متعلق تھے جو ابھی عام حضرات کی نظروں سے اوجھل تھے۔ اس موقع پر میر صاحب مرحوم نے کھتری عصمت علی پٹیل صاحب کی خدمات حاصل کیں جنہوں نے کئی نشستوں میں اس کام کو مکمل کیا اور خالی جگہوں کی معلومات فراہم کیں۔ فارم کی تکمیل ہوئی۔ 31 اگست 1986ء کو منیلا میں فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام ایک شاندار تقریب منعقد ہوئی اور جناب عبدالستار ایدھی کو ایوارڈ سے سرفراز کیا گیا۔ بلاشبہ یہ پٹیل صاحب کی پرخلوص کوشش ہی تھی کہ ایدھی صاحب کو یہ اعزاز ملا۔ جناب عبدالستار ایدھی، محترمہ بلقیس ایدھی جب نقد انعامات، اعزازات اور اسناد حاصل کر کے وطن واپس لوٹے تو انہوں نے بڑے فخر سے یہ تمام چیزیں کھتری عصمت علی پٹیل کو دکھائیں اور ان کی مخلصانہ خدمات کا برملا اعتراف کیا۔

(مطبوعہ تحریر بشکریہ: ماہنامہ میمن ٹائمز کراچی۔ شمارہ فروری 1993ء)

یہ 4 اگست 1986ء کی بات ہے۔ اس روز فلپائن کی رامون میگسیسے ایوارڈ فاؤنڈیشن نے پاکستان کے ممتاز سماجی رہنما عبدالستار ایدھی

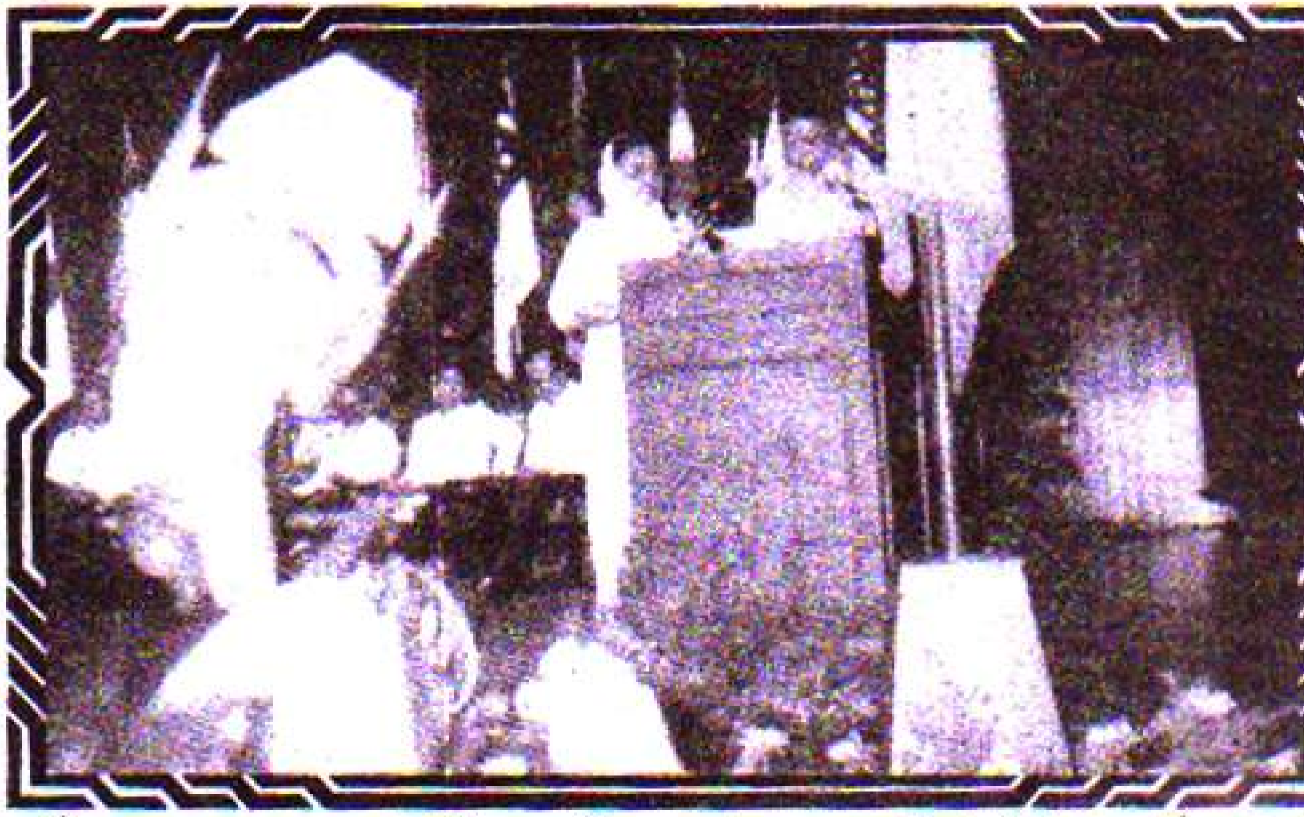

عبدالستار ایدھی اور محترمہ بلقیس ایدھی فلپائن کے شہر منیلا میں اعزاز لینے 27 جولائی 1986ء کو کراچی سے روانہ ہوئے۔ 31 جولائی 1986ء کو منیلا میں فنکشن منعقد ہوا۔ 20 ہزار ڈالر 40 تولے کا گولڈ میڈل منیلا شہر کے میئر کی جانب سے چابی اور سرٹیفکٹ پیش کیا گیا۔ اس موقع پر عبدالستار ایدھی اور محترمہ بلقیس ایدھی اعزاز ملنے کے بعد اردو میں مختصر خطاب اور اظہار تشکر کر رہے ہیں۔

اور ان کی اہلیہ بلقیس ایدھی کو ان کی عوامی خدمات کے صلے میں 1986ء کا ''رامون میگسیسے ایوارڈ'' دینے کا اعلان کیا تھا۔ واضح رہے کہ یہ ایوارڈ فلپائن کے سابق سربراہ کے نام سے موسوم ہے جو 1957ء میں طیارے کے حادثے میں مر گئے تھے۔ فاؤنڈیشن نے ایوارڈ کے ساتھ 20 ہزار ڈالرز نقد اور طلائی تمغہ دینے کا اعلان کیا تھا۔ بہت سے افراد کے لیے یہ بات حیران کن ہوگی کہ عبدالستار ایدھی کو یہ ایوارڈ دینے کے لیے مذکورہ فاؤنڈیشن کو ان کا نام جنگ گروپ کے بانی میر خلیل الرحمن نے پیش کیا تھا۔ عبدالستار ایدھی کو یہ ایوارڈ ملنے کی خبر آئی تو انہوں نے اس پر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ میر صاحب نے خاموشی کے ساتھ ان کے بارے میں کس طرح معلومات جمع کر کے فاؤنڈیشن کو ارسال کر دیں۔ ان کے تاثرات روزنامہ جنگ کی 6 اگست 1986 کی اشاعت میں دو کالمی خبر کی صورت میں شائع ہوئے۔ اس خبر کی جلی سرخی کچھ یوں تھی: ''پاکستان میں انسانی خدمات کا قائداعظم ایوارڈ قائم ہونا چاہئے، عبدالستار ایدھی''۔

''ایوارڈ ملنے سے پوری دنیا میں میری شناخت ہوگئی۔ حیران ہوں میر خلیل الرحمان نے میرے بارے میں اس قدر معلومات اکٹھا کر لیں'' خبر میں کہا گیا تھا: ''فلپائن کی رامون میگسیسے ایوارڈ فاؤنڈیشن کی جانب سے انسانی خدمت کا ایوارڈ ملنے کے اعلان پر اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے مولانا عبدالستار ایدھی نے کہا ہے کہ ایسے ایوارڈ حوصلہ افزائی کا سبب بنتے ہیں اور انسانی خدمت کرنے والوں کا حوصلہ بڑھتا ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان میں بھی انسانی خدمات کا قائداعظم ایوارڈ ہونا چاہئے کیوں کہ انسانیت کی خدمت اسلام کے بنیادی عناصر میں شامل ہے۔ جب انہیں اس بات کا علم ہوا کہ اس ایوارڈ کے لیے انہیں روزنامہ جنگ کے ایڈیٹر انچیف میر خلیل الرحمان نے نامزد کیا تھا تو انہوں نے کہا کہ مجھے اخبار والوں نے بڑی پبلسٹی دی ہے اور جنگ نے تو میرے بڑے بڑے انٹرویو بھی چھاپے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں حیران ہوں کہ میر خلیل

ڈاکٹر عبدالستار ایدھی نشان امتیاز اور محترمہ بلقیس ایدھی صاحبہ کو بچوں کے ہوم ''ایدھی چلڈرن وارڈ'' میں لیا گیا یادگار فوٹو۔

الرحمٰن صاحب نے اس ایوارڈ کے لئے میرے بارے میں اتنی تفصیلات کہاں سے اور کیسے حاصل کیں اور مجھے اس کا علم تک نہ ہو سکا۔ انہوں نے کہا کہ اس ایوارڈ کے ملنے سے پوری دنیا میں میری شناخت ہو گئی ہے۔ اس سے مجھے اپنے کام کے سلسلے میں بیرون ملک رابطوں میں بڑی آسانی ہو گی۔

انہوں نے بتایا کہ مجھے مبارک باد کے بے شمار خطوط اور تار مل رہے ہیں۔ میں ان سب لوگوں کا بہت مشکور ہوں۔ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ وہ ان کے لیے دعا کریں کہ اللہ انہیں ان کے مشن میں کامیاب کرے۔ جب اس ایوارڈ کے سلسلے میں روزنامہ جنگ کے ایڈیٹر انچیف میر خلیل الرحمان سے ان کے تاثرات پوچھے گئے تو انہوں نے بتایا کہ اکتوبر 1985ء میں رامون میگسیسے ایوارڈ فاؤنڈیشن نے ان سے کہا تھا وہ انسانی خدمت کے ایوارڈ کے لیے پاکستان کے کسی ایسے شخص کو نامزد کریں جس نے بے غرضی سے اس شعبے میں غیر معمولی خدمات انجام دی ہوں اور اس نامزدگی کو وہ بالکل خفیہ رکھیں۔ خاص طور پر جس شخص کو نامزد کیا جائے اس کو اس کا بالکل علم نہ ہو۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے ایمان داری سے محسوس کیا کہ مولانا عبدالستار ایدھی اس ایوارڈ کے مستحق ہیں۔ لہٰذا میں نے انہیں نامزد کیا اور ان کے بارے میں ضروری تفصیلات فاؤنڈیشن کو بھجوا دیں۔

انہوں نے بتایا کہ فاؤنڈیشن ایسی نامزدگیاں ایشیا کے تمام ممالک سے طلب کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انہیں خوشی ہے کہ فاؤنڈیشن نے ان کے نامزد کئے ہوئے شخص کو یہ ایوارڈ دیا اور وہ سمجھتے ہیں کہ اپنی بے پناہ خوبیوں اور دکھی انسانیت کے لئے غیر معمولی خدمت کی بناء پر مولانا عبدالستار ایدھی اس ایوارڈ کے بجا طور پر حق دار تھے۔ انہوں نے مولانا عبدالستار ایدھی اور ان کی بیگم کو یہ ایوارڈ حاصل کرنے پر مبارک باد دی''۔

اس سے قبل روزنامہ جنگ نے اپنی 5 اگست کی اشاعت میں عبدالستار ایدھی کو یہ ایوارڈ ملنے کی خبر ان کی اور ان کی اہلیہ کی تصویر کے ساتھ نمایاں طور پر شائع کی تھی۔ خبر کی سرخی یوں تھی: ''ایدھی اور بیگم ایدھی کے لیے فلپائنی ایوارڈ''۔ خبر کے متن میں کہا گیا تھا: ''فلپائن کی ایک فاؤنڈیشن نے پاکستان کے ممتاز سماجی رہنما عبدالستار ایدھی اور ان کی اہلیہ بلقیس ایدھی کو ان کی عوامی خدمات پر 1986ء کا رامون میگسیسے ایوارڈ دینے کا اعلان کیا ہے۔ یہ ایوارڈ فلپائن کے ایک سابق سربراہ کے نام سے موسوم ہے جو 1957ء میں طیارے کے حادثے میں مر گئے تھے۔ فاؤنڈیشن مولانا اور ان کی اہلیہ کو 20 ہزار ڈالر نقد اور گولڈ میڈل دے گی۔ (بشکریہ روزنامہ جنگ کراچی۔ ہفتہ 9 جولائی 2016ء)

حج سے واپسی پر

شفیق ملک

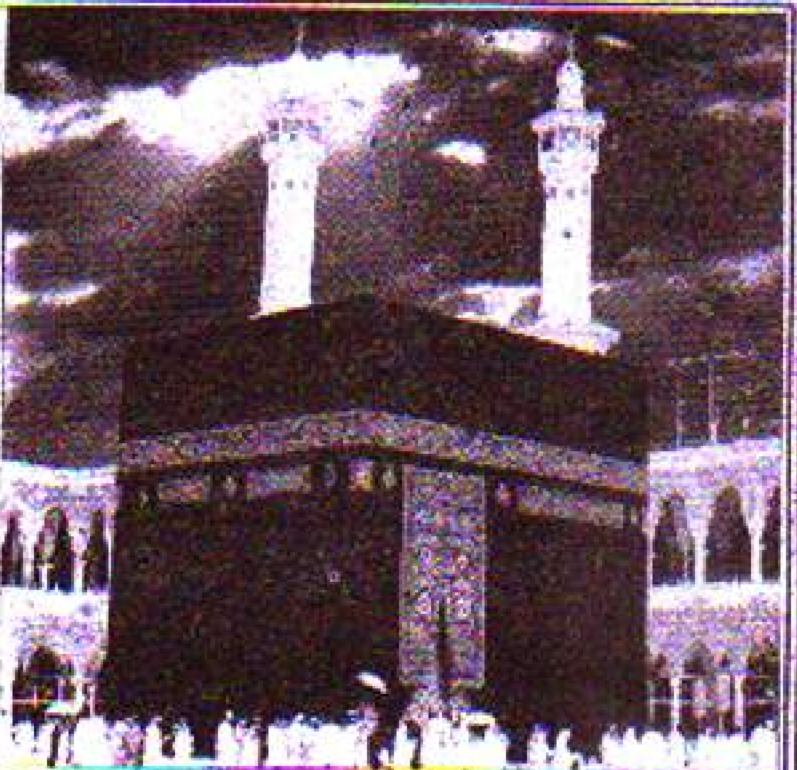

مسافر ہوں حرم سے آ رہا ہوں
سوئے دار المحن پھر جا رہا ہوں
تمنا ہے کہ مستقبل سنواروں
کہ ماضی پر بہت پچھتا رہا ہوں
رہے مجھ پر تری چشم عنایت
میں اپنے نفس سے گھبرا رہا ہوں
صدائے قبر پیہم سن رہا ہوں
سفر دشوار ہے بس آ رہا ہوں
خرد کے ریگزاروں سے گزر کر
حریم عشق کی شہ پا رہا ہوں
عزیمت کے مراحل تھے جو گزرے
میں خود کو اس طرح سمجھا رہا ہوں
مرے آقا کا یہ مجھ پر کرم ہے
ترانے شکر کے میں گا رہا ہوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بلغ العلیٰ بکمالہٖ

پہنچے بلندی کو اپنے کمال سے

کشف الدجیٰ بجمالہٖ

دور کر دیا اندھیرے کو اپنے جمال سے

حسنت جمیع خصالہٖ

حسین ہیں ان کی سب خصلتیں

صلوا علیہ وآلہٖ

درود بھیجو ان پہ اور ان کی آل پہ

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا ذکر

☆حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ میری نسبت جو خیال و گمان رکھتا ہے میں اس کے لیے ایسا ہی ہوں اور جب میرا بندہ ذکر کرتا ہے تو میں اس کے پاس موجود ہوتا ہوں۔ اگر وہ دل میں مجھ کو یاد کرتا ہو تو میں اس کا ذکر دل میں کرتا ہوں اور وہ جماعت میں میرا ذکر کرتا ہے تو میں بھی اس کا ذکر ایسی جماعت میں کرتا ہوں جو ان سے بہتر ہے۔ (بخاری و مسلم)

☆حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا شیطان انسان کے دل کی تاک میں لگا ہوا ہے جس وقت آدمی اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ شیطان پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب ذکر الٰہی سے غافل ہوتا ہے۔ وسوسے پیدا کرتا ہے۔ (بخاری)

☆حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول پاک ﷺ نے فرمایا نہیں بیٹھتی کوئی قوم ذکر الٰہی کے لیے مگر یہ کہ گھیر لیتے ہیں اس کو فرشتے اور چھا جاتی ہے اس پر رحمت اور نازل ہوتی ہے اس پر (سلامتی اور سکون) سکینت اور ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا اپنے مقرب فرشتوں میں۔ (مسلم)

☆حضرت ابورزینؓ سے روایت ہے رسول پاک ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتادوں جو دین کا (بڑا ستون) مدار ہے۔ جس سے تم دنیا و آخرت کی بھلائی حاصل کرسکتے ہو۔ ایک تو اہل ذکر کی مجالس کو مضبوط پکڑ لو اور دوسرے جب تنہا ہوا کرو تو جہاں تک ممکن ہو ذکر اللہ کے ساتھ زبان کو متحرک رکھو اور تیسرے اللہ ہی کے لیے محبت رکھو اور اللہ ہی کے لیے بغض رکھو۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

☆حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا دعا عبادات کا مغز ہے۔ (ترمذی)

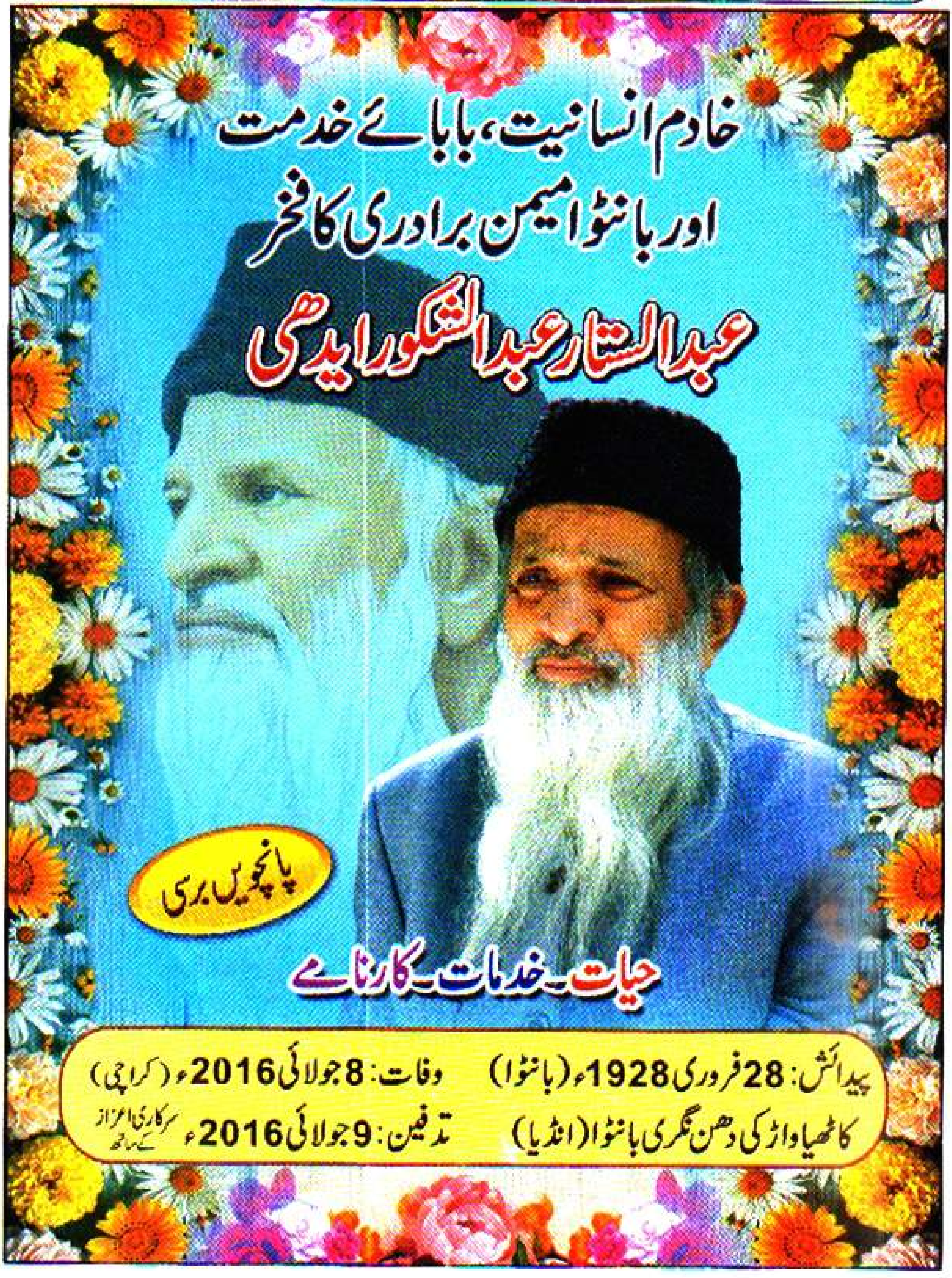

خادم انسانیت، بابائے خدمت
اور بانٹوا میمن برادری کا فخر
عبدالستار عبدالشکور ایدھی
پانچویں برسی
حیات۔ خدمات۔ کارنامے
پیدائش: 28 فروری 1928ء (بانٹوا)
کاٹھیاواڑ کی دھن نگری بانٹوا (انڈیا)
وفات: 8 جولائی 2016ء (کراچی)
تدفین: 9 جولائی 2016ء
سرکاری اعزاز کے ساتھ

پانچویں برسی

8 جولائی 2021ء

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

خادم انسانیت، بابائے خدمت اور بانٹوا میمن برادری کا فخر

جنھیں خدمت خلق کے کاموں میں ملکی اور عالمی سطح پر بے شمار ایوارڈز سے نوازا گیا تھا

اسلامی جمہوریہ پاکستان، میمن برادری اور بانٹوا میمن برادری کی قابل احترام اور قابل فخر شخصیت

ڈاکٹر عبدالستار عبدالشکور ایدھی (نشان امتیاز)

پیدائش: 28 فروری 1928ء (بانٹوا) وفات: 8 جولائی 2016ء (کراچی)

سینئر قلمکار اور ریسرچ اسکالر کھتری عصمت علی پٹیل کے قلم سے

ڈاکٹر عبدالستار ایدھی کی شخصیت اور ان کی سات دہائیوں پر محیط سماجی، انسانی، عوامی اور معاشرتی خدمات کا سرسری سا تذکرہ بھی گویا سمندر کے کوزے میں بند کرنا ہے۔ وہ ایک درویش صفت انسان تھے جسے دوسروں کے دکھ بانٹنے میں بڑی خوشی اور آسودگی ملتی تھی۔ ایدھی صاحب نے اپنی ذات کے لیے کبھی کچھ نہیں کیا۔ کبھی دولت کمانے کی جستجو نہیں کی۔ کبھی شہرت کے حصول کی آرزو نہیں کی۔ کبھی عمدہ کپڑے اور بیش قیمت لباس نہیں پہنے۔ جائیداد نہیں بنائی اور نہ کوئی اور مادی ترقی کی، البتہ آپ نے دکھی انسانیت کی مخلصانہ خدمت کرکے وہ اعلیٰ اور بلند مرتبہ حاصل کیا جو بڑے بڑے بادشاہوں اور وسیع و عریض سلطنتوں کے فرمانرواؤں کو بھی حاصل نہیں ہوتا۔

یہ وہ مقام ہے جو دولت کے ڈھیر خرچ کرکے بھی نہیں ملتا۔ یہ دونوں نیک دل میاں بیوی اپنے لیے نہیں جیتے تھے بلکہ ساری زندگی دوسروں کے لئے جیتے رہے۔ دوسروں کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں بکھیر کر انہیں عجیب سی سرشاری ملتی تھی۔ ایدھی صاحب نے جس انداز سے

خدمت کی عظیم مثالیں قائم کیں۔ اس کا اعتراف پاکستان کے ہر شہر ہر گاؤں کا بچہ بوڑھا نوجوان تو کرتا ہی ہے، ملکی سطح کے سرکاری ادارے اور سربراہوں کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے لوگ بھی کرتے ہیں۔

شخصیت و کردار ایک نظر میں : اگر مرحوم کی شخصیت اور کردار کا بغور جائزہ لیں تو ڈاکٹر عبدالستار ایدھی کی تعلیم واجبی تھی، مگر وہ شعور اور فکر و ادراک کی ان بلندیوں پر تھے جہاں بڑے بڑے تعلیم یافتہ اور دانشور حضرات زندگی بھر کی ریاضت کے بعد بھی نہیں پہنچ پاتے۔ عاجزی، انکساری، شرافت، بزرگی، دیانت داری، شفقت، محبت، غرض انسانیت کی وہ کونسی خوبی ہے جو مولانا ایدھی میں موجود نہیں تھی۔ خدمت خلق کے شعبے میں جناب عبدالستار ایدھی کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اس عام سے انسان کی رفاہی وفلاحی سرگرمیوں کا پلڑا بظاہر بعض بلند و بانگ سماجی بہبود کی تنظیموں، انجمنوں اور اداروں کی مجموعی سماجی خدمات سے بھی بھاری نظر آتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالستار ایدھی مرحوم دلفریب وعدے اور دعوے نہیں کرتے تھے مگر اپنے حسن عمل کے نہ جانے کتنے لوگوں کے دلوں پر اپنی محبت کے نقش چھوڑ گئے۔ مرحوم کسی پارٹی، فرقہ، طبقہ سے وابستہ نہیں تھے بلکہ ذات پات سے بلند ہو کر انسانیت کی خدمت کو انہوں نے اپنا منتہائے مقصود بنایا ہوا تھا۔

پیدائش اور مقام پیدائش : جناب عبدالستار ایدھی 28 فروری 1928ء کو انڈیا کی ریاست گجرات (جزیرہ نما کاٹھیاواڑ) کے شہر بانٹوا میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ شہر بظاہر تو چھوٹا سا تھا اور اس دور کی بنیادی سہولتوں جیسے پانی، بجلی، ٹرانسپورٹ اور ریلوے وغیرہ سے محروم تھا مگر یہ شہر اس دور میں بھی کاٹھیاواڑ کی دھن نگری کہلاتا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس شہر میں نامور اور زندہ دل لوگ رہتے تھے۔ وہ لوگ جو بہت اچھے دل و دماغ کے

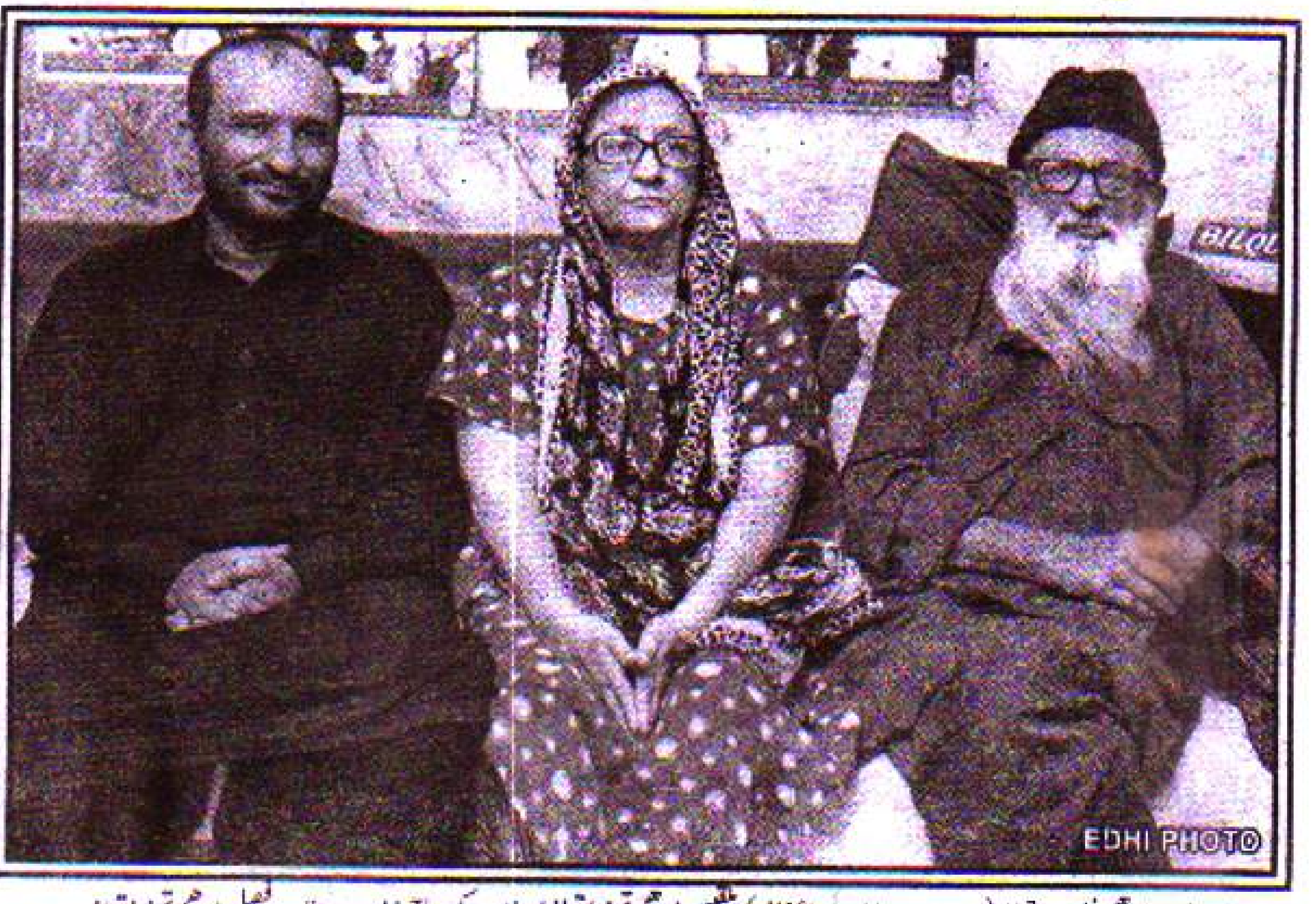

عبدالستار ایدھی نشان امتیاز (سب سے بڑا سول اعزاز) بلقیس ایدھی تمغہ امتیاز اور ان کے صاحبزادے جناب فیصل ایدھی تمغہ امتیاز۔

مالک تھے۔ وہ کاروباری لوگ تھے اور اچھا خاصا دھن دولت کماتے تھے۔ ان کے بڑے بڑے کاروبار تھے۔ ان کے کاروباری اداروں میں اس شہر (کتیانہ) کے علاوہ قرب وجوار کے دوسرے گجراتی شہروں اور دیہات کے گجراتی لوگ بھی ملازم تھے اور اسی لیے یہ خوشحال تھے کیونکہ ان کی نیتیں بہت صاف تھیں اور وہ خلوص وایمانداری کے ساتھ کام کرتے تھے۔

بے مثال والدین کی اولاد : ایدھی صاحب کے والد محترم کا نام عبدالشکور ایدھی تھا اور وہ معمولی سے کام کر کے اپنے گھر کی روزی روٹی چلاتے تھے۔ ایدھی صاحب کو جس ماں نے جنم دیا تھا، وہ بھی ایک عظیم ماں تھی۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو سب سے پہلے اچھی اچھی باتیں سکھائیں، اچھی اچھی نصیحتیں کیں اور انہیں کم عمری سے ہی ایمانداری کا درس دیا، انسانیت کا احترام کرنا سکھایا اور یہ بتایا کہ انسانیت کی خدمت میں ہی دنیاوی سربلندی بھی ہے اور اخروی نجات بھی۔ اس طرح ماں اور باپ دونوں کی اچھی انسانی خصوصیات اس زمانے کے ننھے منے عبدالستار میں

بین الاقوامی شہرت کے حامل سماجی ورکر عبدالستار ایدھی کو سندھ کے گورنر ڈاکٹر عشرت العباد ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری پیش کر رہے ہیں۔ ڈگری آف سوشل سروسز مینجمنٹ کی یہ ڈگری ایدھی صاحب کی ان لازوال خدمات کے اعتراف میں دی گئی ہے جو انہوں نے انسانیت کے لئے انجام دی ہیں۔ واضح رہے کہ یہ اعزازی سند ایدھی صاحب کو 11 نومبر 2006ء کو کراچی میں منعقد ہونے والے IBA کے سالانہ کنونشن کے موقع پر دی گئی تھی۔

آ گئی تھیں۔ گویا ان کی پرورش اس انداز سے ہوئی تھی کہ وہ شروع سے ہی ایک اچھے اور دردمند انسان کی حیثیت سے پلے بڑھے جس نے بعد میں انہیں اپنے دور کا سب سے عظیم خدمت گزار یا انٹرنیشنل سوشل ورکر بنا دیا تھا۔

ایک اہم واقعہ : ایدھی صاحب کے بچپن کا ایک اہم واقعہ یہ ہے کہ آپ کی والدہ محترمہ آپ کو دو یا تین پیسے دیا کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ ایک اپنے اوپر خرچ کر لینا، دوسرے سے کسی ضرورت مند کی مدد کرنا اور تیسرے پیسے کے بارے میں یہ ہدایت تھی کہ اسے ضرورت کے وقت استعمال کر لینا مگر کسی اچھے کام میں استعمال کرنا، اس کو ضائع ہرگز مت کرنا۔ ایدھی صاحب نے بالکل ایسا ہی کیا مگر وہ والدہ سے بھی آگے نکل گئے۔ انہوں نے اپنے اوپر خرچ کرنے والا پیسہ بھی سنبھال کے اپنے پاس رکھا اور اس سے بھی دوسروں کی مدد کی۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ وہ بچپن ہی سے دردمندی کے مالک تھے اور کسی کو بھی دکھ یا تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ویسے بھی قدرت نے آنے والے وقت کے لیے ایک ایسے انسانی خدمت گزار کو تیار کر دیا تھا جسے آگے چل کر انسان کی خدمت کی اعلیٰ مثالیں قائم کرنی تھیں اور سارے جہاں کے درد کو اپنے وجود میں سمیٹنا تھا۔ گویا ایدھی صاحب کا مشن ان کے بچپن میں ہی تشکیل پا چکا تھا۔

گھریلو تعلیم و تربیت : مولانا عبدالستار ایدھی نے جس دور میں اس دنیا میں آنکھ کھولی، وہ ایک مشکل دور تھا۔ انسانی آسائشوں اور آسانیوں سے محروم۔ اس دور کے انسان کو اپنے مقاصد کے حصول کے لیے بڑی محنت اور بڑی جدوجہد کرنی پڑتی تھی۔ عبدالستار ایدھی کو کم عمری میں اسکول میں داخل کرا دیا گیا۔ ویسے اس دور میں تعلیم حاصل کرنے کا زیادہ رجحان بھی نہیں تھا۔ عام طور سے میمن گھرانوں کے بچے اور لڑکے جیسے

2009ء میں منعقدہ پرل کانٹی نینٹل میں "ہیلتھ اینڈ ہائیجین سوسائٹی" کی تقریب تقسیم ایوارڈ میں مہمان خصوصی ڈاکٹر عبدالستار ایدھی صدر تقریب جناب عبدالقادر دادا کھانی MPA (مرحوم) اور گیسٹ آف آنر کھتری حشمت علی پٹیل۔

ہی ذرا بڑے ہوتے، وہ اپنے باپ کا ہاتھ بٹانے کے لیے میدان عمل میں آجاتے تھے۔ پھر بھی ایدھی صاحب پانچویں کلاس تک گجراتی زبان میں تعلیم حاصل کی اور تھوڑی بہت تعلیم انگریزی میں بھی حاصل کی۔ میمن اپنے بچوں کو انگریزی میں تعلیم اس لیے دلواتے تھے کہ یہ اس دور کی عالمی رابطے کی زبان تھی جو آگے چل کر ان کے بزنس اور کاروبار میں ان کے کام آسکتی تھی اس لیے عبدالستار ایدھی نے بھی تھوڑی بہت انگریزی پڑھی تھی۔ جہاں تک گھریلو تربیت کا تعلق ہے تو یہ تربیت انہیں ان کے گھر پر بھی مل رہی تھی اور اس وقت کے حالات بھی ان کی شخصیت اور کردار کو نکھار رہے تھے چنانچہ انہوں نے کم عمری میں بہت کچھ سیکھ لیا تھا جو ان کی آگے کی زندگی میں بہت کام آیا تھا۔

قیام پاکستان اور بانٹوا سے ھجرت : پھر 1947ء میں برصغیر کی سب سے بڑی ہجرت کا واقعہ پیش آیا۔ جب 14 اگست 1947ء کو اس وقت کے انگریز حکمرانوں نے انڈیا کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور اس طرح برصغیر میں اسلامی ریاست پاکستان کی داغ بیل ڈال دی گئی۔ اس کے بعد بے شمار مسلمانوں نے اپنے ماضی کے جمے جمائے گھر، بزرگوں کی آبائی زمینیں اور اپنے صدیوں کے کاروبار اور کام کاج چھوڑ کر اس نئی اسلامی مملکت پاکستان کی طرف ہجرت کی۔ عبدالستار ایدھی اور ان کی فیملی قیام پاکستان کے بعد فوری طور پر اس نئی اسلامی مملکت میں نہیں آئی بلکہ ایک سال بعد یعنی 1948ء میں اس گھرانے نے پاکستان نقل مکانی کر لی اور اس دور کے پاکستان کے دارالحکومت اور ساحلی شہر کراچی میں مستقل قیام کا فیصلہ کر لیا۔

کراچی میں معاشی مصروفیت : پاکستان آنے کے بعد مولانا عبدالستار ایدھی کے سامنے سب سے اہم مسئلہ روزگار کا تھا۔ انہوں نے اپنی معاشی مصروفیت کے لیے کپڑے کی بروکری یا دلالی کا کام شروع کر دیا اور اس طرح اپنی روزی روٹی کمانے لگے۔ آپ نے ہارون آباد میں بھی ملازمت کرلی تھی مگر وہ سلسلہ ایک سال سے زیادہ جاری نہ رہ سکا۔ چونکہ ایدھی صاحب کا رجحان شروع سے خدمت خلق کی طرف اس لیے انہوں نے بانٹوا میمن خدمت کمیٹی میں ملازمت کرلی اور خوب محنت سے کام کیا۔ اس حوالے سے ان کی کارکردگی کو دیکھتے ہوئے انہیں کام کرنے کے خوب مواقع ملے اور لوگوں کو معلوم ہوگیا کہ ایدھی صاحب کیا کچھ کر سکتے ہیں۔

بانٹوا میمن والینٹر کور کا قیام : یہاں دو سال تک ملازمت کرنے کے بعد 1954ء میں آپ نے اپنے ساتھیوں

کے تعاون سے بانٹوا میمن والنٹیئر کور نامی ادارہ قائم کیا۔ ابتداء میں اس کے کیپٹن بن گئے۔ 20 اپریل 1955ء کو اس کے صدر منتخب کئے گئے۔ 15 جولائی 1973ء کو اسے عبدالستار ایدھی ٹرسٹ کی شکل دے کر رجسٹرڈ کرالیا گیا۔

میٹھادر میں جگہ خریدی : ابتداء میں بانٹوا میمن والنٹیئر کور کے لئے میٹھادر میں 2200 روپے میں ایک جگہ خرید کر کام کا آغاز کیا گیا تھا اور آج یہ پانچ منزلہ عمارت بن چکی ہے۔ اس اسپتال کی عمارت میں 24 گھنٹے دکھی انسانیت کی خدمات انجام دی جاتی ہیں۔ اس میٹرنٹی ہوم میں آنکھ، ناک، کان وغیرہ کے سند یافتہ اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی معاوضے پر بھی خدمات حاصل کی گئی تھیں۔ ڈاکٹر عبدالستار ایدھی مرحوم لاوارث لاشوں کے کفن دفن کے علاوہ لاوارث بچوں کی دیکھ بھال اور کفالت بھی کرتے تھے۔ کوئی حادثہ ہو، عمارت گرے، بسیں ٹکرائیں، رفت پاتھوں سے لاشیں ملیں، بلڈنگیں گر جائیں، سیلاب آئے، زلزلہ آئے، اس مقام آہ وبکا پر سب سے پہلے ڈاکٹر عبدالستار ایدھی پہنچتے تھے۔ ان کی ایمبولینس سروس سب سے پہلے متاثرہ افراد کی مدد کے لیے آگے آتی تھی۔ مولانا اور ان کی بیوی بیگم بلقیس ایدھی کے ساتھ ان کے صاحبزادے جناب فیصل ایدھی اور ان کے کارکن سسکتے ہوئے انسانوں کی مدد کرتے نظر آتے تھے۔

پورا گھرانا۔ خدمت گزار : مرحوم کی کوشش یہی ہوتی تھی کہ دکھی انسانوں کو کسی امتیاز کے بغیر مدد فراہم کی جائے۔ اپنی اسی کوشش میں وہ بذات خود متاثرہ علاقوں میں جاتے تھے اور خود امدادی کاموں میں حصہ بھی لیتے تھے۔ عبدالستار ایدھی کی خوش قسمتی تھی کہ وہ انسانوں کے دکھوں میں کام آتے رہے اور اس سے بھی زیادہ خوش قسمتی کی بات یہ تھی کہ ان کی رفیقہ حیات بلقیس ایدھی صاحبہ اور ان کے بیٹے جناب فیصل ایدھی بھی سماجی خدمات اور انسانی بھلائی کے لئے چوبیس گھنٹے ان کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ ایدھی صاحب کی رحلت کے بعد ان دونوں نے بھی سرگرمی کے ساتھ ان کے مشن کو جاری رکھا ہوا ہے۔۔ دوسروں کو سکھ پہنچانے میں مولانا کو سکون ملتا تھا۔ یہ تینوں اور ان کا اسٹاف اپنے اس مشغلے اور مصروفیات میں اپنے گھر بار اور بچوں کی بھی پروا نہیں کرتا تھا۔ انہیں صرف اطلاع مل جائے، خدمت کے لئے کسی درخواست یا ضابطہ اطلاع کی ضرورت نہیں ہوتی۔ عبدالستار ایدھی مرحوم اور ان کی اہلیہ بلقیس ایدھی اور صاحبزادہ فیصل ایدھی ہر وقت ہمہ تن خدمت کے لئے حاضر رہتے تھے۔

سادہ مزاج۔ درویش صفت انسان : عبدالستار ایدھی نہایت سادگی کے ساتھ زندگی گزارتے تھے۔ سادگی کو پسند کرتے تھے۔ آپ کا لباس ملیشیا لٹھے کا کرتہ اور پاجامہ ہوتا تھا اور یہی ساری زندگی ان کا پسندیدہ لباس رہا اور یہ ان کی پہچان بھی بن گیا۔ وہ غیر ممالک میں بھی اسی لباس میں گئے۔ آپ جو رات دن خدمات انجام دے رہے ہوتے تھے، وہ بلا معاوضہ ہوتی تھیں۔ آپ چاہتے تو اس کا اچھے سے اچھا معاوضہ مل سکتا تھا لیکن آپ نے دکھی انسانیت کی خدمت کرنا اپنا نصب العین بنایا ہوا تھا۔ اس سے فائدہ اٹھانا آپ کا نصب العین نہیں تھا۔ ڈاکٹر عبدالستار ایدھی اور ان کے ساتھیوں کی خدمات کا دائرہ صرف اپنے ملک تک محدود نہیں تھا، بلکہ بیرون ملک بھی آپ کی خدمات آپ کی وفات کے بعد بھی جاری وساری ہیں۔ انسان کہیں بھی دکھ میں ہو، ایدھی صاحب اس کے لیے تڑپ اٹھتے تھے اور کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر اس تک جا پہنچتے تھے۔ ان کی نظر میں رنگ، نسل، مذہب، عقیدے یا فرقہ کا کوئی امتیاز نہیں تھا۔ ان تمام نازک مواقع پر ایدھی صاحب صرف اپنے ملازمین یا ساتھیوں کو ہی نہیں بھیجتے تھے بلکہ ان کے شانہ بشانہ خود بھی اس خدمت میں شریک رہتے تھے۔ ان کے سونے یا آرام کرنے کے کوئی اوقات نہیں تھے۔ وہ چوبیس گھنٹے ہی انسانی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ وہ اپنے گھربار اور بال بچوں کے لیے وقت نہیں نکال پاتے تھے۔ وہ خود تو خدمت کے جذبے سے سرشار تھے، ان کی اولاد بھی اسی جذبہ کی مالک نکلی۔ اسی لیے ان کو آپس میں کسی سے کوئی شکوہ یا شکایت نہیں تھا۔

مختلف عہدے۔مختلف ذمہ داریاں : آپ بانٹوا میمن والنٹئر کور کے صدر ہونے کے علاوہ بانٹوا میمن خدمت کمیٹی کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔اس کے علاوہ بانٹوا انجمن حمایت اسلام اور بانٹوا میمن سوسائٹی کی مینجنگ کمیٹی کے رکن ممبر بھی رہ چکے تھے۔ایدھی صاحب نے بانٹوا میمن والنٹئر کور کی کارکردگی میں عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا۔آپ نے پاکستان نیشنل گارڈ سے منسلک ہوکر شہری دفاع کی ٹریننگ بھی حاصل کی تھی۔جون 1958ء میں آپ کراچی میونسپل کارپوریشن کے کونسلر منتخب کیے گئے تھے۔ستمبر 1964ء میں بلا مقابلہ بی ڈی ممبر منتخب کیے گئے تھے۔آپ گجراتی رسالے ''سندیس'' کے مدیر کے فرائض بھی انجام دے چکے تھے۔آپ سینٹ جانس ایمبولینس ایسوی ایشن کے لائف ممبر رہ چکے تھے۔ڈاکٹر عبدالستار ایدھی کو لاتعداد ملکی اور غیر ملکی ایوارڈ دیے جا چکے تھے جن کا تذکرہ اس مختصر تحریر میں ممکن نہیں۔

شادی اور اولاد : ایدھی کی شادی 18 جولائی 1968ء کو جناب عثمان کوڑیا کی صاحبزادی محترمہ بلقیس بانو کے ساتھ ہوئی تھی۔آپ کے چار بچے ہوئے جن کے نام کبریٰ، الماس، قطب اور فیصل ہیں۔محترمہ بلقیس ایدھی نے اپنے شوہر کی طرح انسانیت کی خدمت کو اپنا شعار بنایا اور آج ان کی خدمات کا دائرہ ملکی سرحدوں سے نکل کر دوسرے ملکوں تک جا پہنچا ہے۔ان کی خدمات میں ایک خدمت ایسی ہے کہ جس کے ذریعے ایک طرف تو وہ بے سہارا بچوں کو سہارا دے کر انہیں نئے گھر اور نئے والدین کی شفقت فراہم کرتی ہیں اور دوسری طرف وہ ایسے جوڑوں کو بھی دلی خوشیاں فراہم کرتی ہیں جن کے آنگن سونے ہوتے ہیں۔اس طرح ان کی اس خدمت سے دو خاندانوں اور دو دنیاؤں کو فیض پہنچتا ہے۔بلاشبہ بلقیس ایدھی صاحبہ اس عہد کی ایک بے مثال خاتون ہیں اور میمن برادری کو ان پر بہت فخر ہے۔محترمہ بلقیس ایدھی کو بھی صدارتی اعزاز کے علاوہ بے شمار بین الاقوامی ایوارڈ مل چکے ہیں۔مرحوم عبدالستار ایدھی نے ایک ایدھی ایمبولینس فاؤنڈیشن بھی قائم کیا تھا جس کے تحت 600 سے زائد ایمبولینس کام کرتی ہیں جس میں بعض مختلف رفاہی اور سماجی اداروں نے عطیے کے طور پر دی ہیں تاکہ خدمت خلق کا دائرہ وسیع سے وسیع تر کیا جاسکے۔ایدھی ٹرسٹ کی ایمبولینس گاڑیاں چوبیس گھنٹے ضرورت مندوں کے لئے موجود رہتی ہیں اور اگر ایمبولینس کا ڈرائیور موجود نہ ہو تو خود عبدالستار ایدھی ایمبولینس لے کر پہنچ جاتے تھے۔

یہ سب کام کیسے ہوتے ہیں؟ عبدالستار ایدھی مرحوم کی قومی، ملی اور سماجی خدمات کا احاطہ اس مختصر تحریر میں نہیں کیا جاسکتا۔عبدالستار ایدھی ٹرسٹ کے زیر اہتمام چلنے والے اسپتال اور ڈسپنسریوں میں علاج معالجہ کے لئے روزانہ دو تین ہزار مریض آتے ہیں اور مفت طبی امداد حاصل کرتے ہیں۔روزانہ مختلف مخیر افراد کی جانب سے اوسطاً ایک ہزار جوڑے (نئے اور پرانے) کپڑوں کے فراہم کیے جاتے ہیں۔اب تک لاکھوں مریض اسپتال میں داخل رہ کر طبی امداد حاصل کر چکے ہیں۔ہزاروں لاوارث میتیں ایدھی ٹرسٹ نے دفن کی ہیں۔ان میں سے 20 ہزار لاشیں فٹ پاتھ پر ملنے والے مختلف لاوارث افراد کی تھیں۔مرحوم نے ہزاروں لاوارث معصوم بچوں کو مناسب ہاتھوں میں پرورش کے لئے پہنچایا تھا۔سالانہ تقریباً ایک دو لاکھ گز نیا کپڑا اور پچاس ہزار گز کفن کا کپڑا مختلف افراد ایدھی ٹرسٹ کو بطور عطیہ دیتے ہیں۔

صدقے کے بکرے اور صدر ضیاء کا عطیہ : ہر روز تقریباً 800 یا 900 صدقے کے بکرے آتے ہیں تاکہ ایدھی ٹرسٹ انہیں حاجت مندوں تک پہنچادے۔جناب جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے ایدھی ٹرسٹ کی مخلصانہ خدمات کو دیکھتے ہوئے 4 اپریل 1981ء کو پانچ لاکھ روپے کا بینک ڈرافٹ ارسال کیا تھا جسے آپ نے شکریہ کے ایک خط کے ہمراہ یہ کہہ کر واپس لوٹا دیا کہ ہم نے جو سماجی ادارہ قائم کیا ہے، اس کا مقصد ہی یہ ہے کہ حکومت کے کام میں ہاتھ بٹایا جائے نہ کہ حکومت پر بوجھ بنا جائے۔پھر صدر پاکستان نے انہیں سب سے بڑے سول اعزاز نشان

اعزاز سے نواز اتھا۔

بین الاقوامی اعزازات

☆ یمن میکسیسے ایوارڈ برائے عوامی خدمات (1986ء) ☆ لینن امن انعام (1988ء)

☆ روٹری انٹرنیشنل فاؤنڈیشن کی جانب سے پال ہیرس فیلو ایوارڈ (1993ء) وصول کیا۔

☆ امریکی ارتھ کوئیک ڈیزاسٹر کے لیے بے مثال خدمات کے عوض سابقہ سوویت یونین کی جانب سے امن انعام (1998ء) حاصل کیا۔

☆ دنیا میں سب سے بڑی رضا کارانہ ایمبولینس آرگنائزیشن کے قیام پر گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈز (2000ء) کا اعزاز حاصل کیا۔

☆ متحدہ عرب امارات کی جانب سے انسانی وجہی خدمات کے لیے ہمدان ایوارڈ برائے والنٹیئرز (2000ء) حاصل کیا۔

☆ اٹلی کی طرف سے انسانیت، امن اور بھائی چارے کے فروغ کے لیے انٹرنیشنل بلزان انعام (2000ء) حاصل کیا۔

☆ دہلی سے امن اور یگانگت کا ایوارڈ 2001ء حاصل کیا۔ ☆ امن ایوارڈ ممبئی سے 2004ء میں حاصل کیا۔

☆ حیدرآباد دکن سے 2005ء میں امن ایوارڈ حاصل کیا۔ ☆ اٹلی سے 2005ء میں وولف بھوگیو پیس من ایوارڈ حاصل کیا۔

☆ 2007ء میں دہلی سے گاندھی امن ایوارڈ حاصل کیا۔ ☆ 2007ء میں پیرس سے یونیسکو مدنجیت سنگھ امن ایوارڈ حاصل کیا۔

☆ 2008ء میں جنوبی کوریا سے امن ایوارڈ سیئول حاصل کیا۔

☆ انسٹی ٹیوٹ آف بزنس ایڈمنسٹریشن کراچی کی جانب سے 2006ء میں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری حاصل کی۔

☆ 2009ء میں یونیسکو مدنجیت سنگھ پرائز حاصل کیا۔ ☆ 2011ء میں لندن سے امن ایوارڈ حاصل کیا۔

نیشنل یا قومی ایوارڈز

☆ کالج آف فزیشنز اینڈ سرجنز، پاکستان کی جانب سے آپ کو سلور جوبلی شیلڈ عطا کی گئی۔

☆ 1989ء میں آپ کو حکومت سندھ پاکستان کی جانب سے سوشل ورکر آف سب کنٹیننٹ کا ایوارڈ دیا گیا۔

☆ 1989ء میں ہی آپ کو حکومت پاکستان نے نشان امتیاز، سول ڈیکوریشن کا ایوارڈ دیا۔

☆ 1989ء میں وزارت صحت اور سماجی بہبود حکومت پاکستان کی جانب سے 80 کے عشرے میں مولانا کی بے شمار شاندار سماجی خدمات کا شایان شان اعتراف کیا گیا۔

☆ 1992ء میں پاکستان سوک سوسائٹی کی جانب سے آپ کو پاکستان سوک ایوارڈ سے نوازا گیا۔

☆ پاکستان آرمی (E & C) کی جانب سے آپ کو شیلڈ آف آنر دی گئی۔

☆ پاکستان اکیڈمی آف میڈیکل سائنسز نے انہیں خدمت ایوارڈ سے بھی نوازا تھا۔

☆ پاکستان ہیومن رائٹس سوسائٹی کی جانب سے انہیں ہیومن رائٹس ایوارڈ بھی دیا گیا تھا۔

ایدھی بین الاقوامی فائونڈیشن :

☆ عبدالستار ایدھی فاؤنڈیشن لندن یوکے Charitable Shops چلاتی ہے۔

☆ عبدالستار ایدھی انٹرنیشنل فاؤنڈیشن نیویارک دنیا کے کسی بھی ملک میں قدرتی آفات کے دوران امدادی کام سرانجام دیتی ہے۔

☆ عبدالستار ایدھی انٹرنیشنل فاؤنڈیشن Ontario کینیڈا

☆ عبدالستار ایدھی انٹرنیشنل فاؤنڈیشن ٹورنٹو کینیڈا

☆ عبدالستار ایدھی انٹرنیشنل فاؤنڈیشن ڈھاکہ بنگلہ دیش

☆ عبدالستار ایدھی انٹرنیشنل فاؤنڈیشن ٹوکیو جاپان

☆ عبدالستار ایدھی انٹرنیشنل فاؤنڈیشن Canberra آسٹریلیا

☆ عبدالستار ایدھی انٹرنیشنل فاؤنڈیشن کٹھمنڈو نیپال

☆ عبدالستار ایدھی انٹرنیشنل فاؤنڈیشن کابل افغانستان

کوئٹہ شہر کے وسط میں عبدالستار ایدھی کا قدآور مجسمہ نصب کیا گیا: کوئٹہ شہر کے وسطی علاقے میں 16 جون 2021ء کو خادم انسانیت اور ممتاز سماجی شخصیت بانٹوا میمن اور میمن برادری کے فخر عبدالستار ایدھی "نشان امتیاز" کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے مرحوم و مغفور عبدالستار ایدھی کا مجسمہ انہی کے نام سے منسوب "عبدالستار ایدھی چوک" پر نصب کیا گیا۔ یہ مجسمہ کوئٹہ کے معروف آرٹسٹ اور مجسمہ ساز اسحاق لہڑی نے تیار کیا ہے اور سے چیپز پرائمری ہیلتھ کیئر انسٹی ٹیوٹ کے تعاون سے نصب کیا گیا۔ پی پی ایچ آئی انتظامیہ کے مطابق مجسمے کا مقصد خادم قوم عبدالستار ایدھی کو گراں قدر سماجی، فلاحی اور رفاہی خدمات پر خراج تحسین پیش کرنا ہے۔

ایک دعا: مرحوم عبدالستار ایدھی کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے انسان اور انسانیت کی خدمت کے لئے ان کے عزائم بہت بلند تھے اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ آرام و راحت عطا فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے (آمین)۔ انہوں نے جو بے مثال زندگی گزاری ہے اور جس طرح دکھی انسانیت کی خدمت کی ہے، یہ انہیں تاریخ میں ہمیشہ زندہ رکھے گی۔

مجسمہ عبدالستار ایدھی (کوئٹہ)

وفات اور اعزاز: عبدالستار ایدھی نے خدمت خلق کی جو شمع روشن کی تھی وہ آج بھی پوری آب وتاب کے ساتھ جاری ہے اور اہل پاکستان کو اپنی روشنی سے منور کررہی ہے۔ زندگی کے آخری ایام میں ایدھی بہت زیادہ بیمار ہوئے۔ انہیں متعدد اداروں نے بیرون ملک علاج کرانے کی پیشکش بھی کی مگر ایدھی اس کے لیے تیار نہیں ہوئے۔ وہ اپنی ہی سرزمین پر رہنا چاہتے تھے، یہیں مرنا چاہتے تھے اور اسی وطن کی مٹی میں دفن ہونے کے آرزومند تھے۔ زندگی کے آخری ایام میں ایدھی کی طبیعت بہت خراب رہی۔ ڈاکٹر ان کا مسلسل علاج کرتے رہے۔ قوم ان کی صحت وسلامتی کی دعائیں مانگتی رہی اور آخر کار 8 جولائی 2016ء کو ایدھی نے اپنی جان خالق حقیقی کے سپرد کردی اور ہزاروں لاکھوں سوگواروں کو روتا بلکتا چھوڑ کر اس دنیا سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلے گئے۔

دوسرے روز یعنی 9 جولائی 2016ء کو انہیں سپرد خاک کیا گیا۔ مگر یہ بات کوئی نہیں جانتا تھا کہ موت کے بعد ایدھی صاحب کس اعزاز اور کس عزت سے نوازا جائے گا۔ پاکستان کی مسلح افواج نے ایدھی کی تجہیز وتکفین کی ذمے داری سنبھالی اور انہی کی نگرانی میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اس موقع پر سیکیورٹی کے سخت انتظام کیے گئے تھے۔ صرف مخصوص لوگ ہی اس میں شریک ہوئے۔ ایدھی کو 19 توپوں کی سلامی دی گئی اور فوج نے کسی بادشاہ کی طرح ان کا جنازہ ان کی آخری آرام گاہ "ایدھی ویلج" تک پہنچایا جہاں انہیں اس قبر میں سپرد خاک کردیا گیا جو لگ بھگ 20 سال پہلے انہوں نے اپنے لیے اپنے ہاتھوں سے کھودی تھی۔ آج ایدھی صاحب ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر ان کا لگایا ہوا وہ پودا ضرور موجود ہے جو اب ایک تناور درخت کی صورت اختیار کرچکا ہے۔ ایدھی ٹرسٹ تو ایک مرکزی ادارہ ہے مگر اس کی بے شمار شاخیں اور ادارے ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ سب ہمیشہ قائم رہیں اور پہلے کی طرح اسی سرگرمی سے کام کرتے رہیں جس طرح ایدھی کی زندگی میں کام کرتے تھے۔

پانی قدرت کا انمول تحفہ

سوچیں پانی نہ ہو تو جینا محال ہوجائے

☆ جانور، پرندے، نباتات کچھ باقی نہ رہے

☆ کھیتیاں سوکھ جائیں کھلیان اجڑ جائیں

☆ درخت پھل دینا اور پودے پھول مہکانا بند کردیں

☆ پانی زندگی ہے

☆ زندگی کو اہم جانیے

☆ اس عظیم نعمت کی قدر کیجیے

☆ پانی ضائع نہ کیجیے

پانی کے حصول، حفاظت اور ذخائر کو اپنی قومی سوچ کا حصہ بنایئے

رحمت العالمین ﷺ کا آخری حج

ہجرت کا دسواں سال تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا۔ ذی قعد 10 ہجری کو اعلان کیا گیا کہ حضور اکرم ﷺ حج کے لئے تشریف لے جارہے ہیں۔ یہ خبر بجلی کی طرح پورے عرب میں پھیل گئی۔ اس بابرکت موقع پر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کرنے کے شوق میں پورا عرب امنڈ آیا۔

ماہ ذی قعد کی آخری تاریخوں میں آپ ﷺ کی سواری مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئی اور 4، ذی الحج کی صبح کے وقت آپ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لے آئے۔ وہاں آنے کے بعد آپ ﷺ نے سب سے پہلے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم علیہ السلام پر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ اس کے بعد آپ ﷺ صفا کی پہاڑی پر تشریف لے گئے۔ وہاں سے اتر کر مروہ کی سعی کی' یعنی دوڑ لگائی۔ ان مناسک سے فراغت کے بعد آپ ﷺ نے جمعرات کے روز یعنی آٹھویں ذی الحجہ کو تمام مسلمانوں کے ساتھ منیٰ میں قیام فرمایا۔ دوسرے دن 9، ذی الحجہ کو فجر کی نماز پڑھ کر منیٰ سے روانہ ہوئے اور عرفات کے میدان میں تشریف لائے۔ عرفات کے میدان میں آپ ﷺ نے وہ مشہور زمانہ تاریخ خطبہ حج دیا' جو دنیا کی تاریخ میں ''حقوق انسانی'' کا پہلا منشور قرار پایا۔ اس خطبہ میں آپ نے انسانوں کے لئے اہم باتوں کے بارے میں ہدایتیں فرمائیں:

1- لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم پھر کبھی اس مجلس اس میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔

2- لوگو! تمہارے خون' تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں کہ جس طرح تم آج کے دن کی' اس شہر کی' اس مہینے کی حرمت کرتے ہو۔

3- لوگو! تمہیں جلد اللہ کے سامنے ضرور حاضر ہونا ہے اور وہ تم سے تمہارے کاموں کی بابت سوال فرمائے گا۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

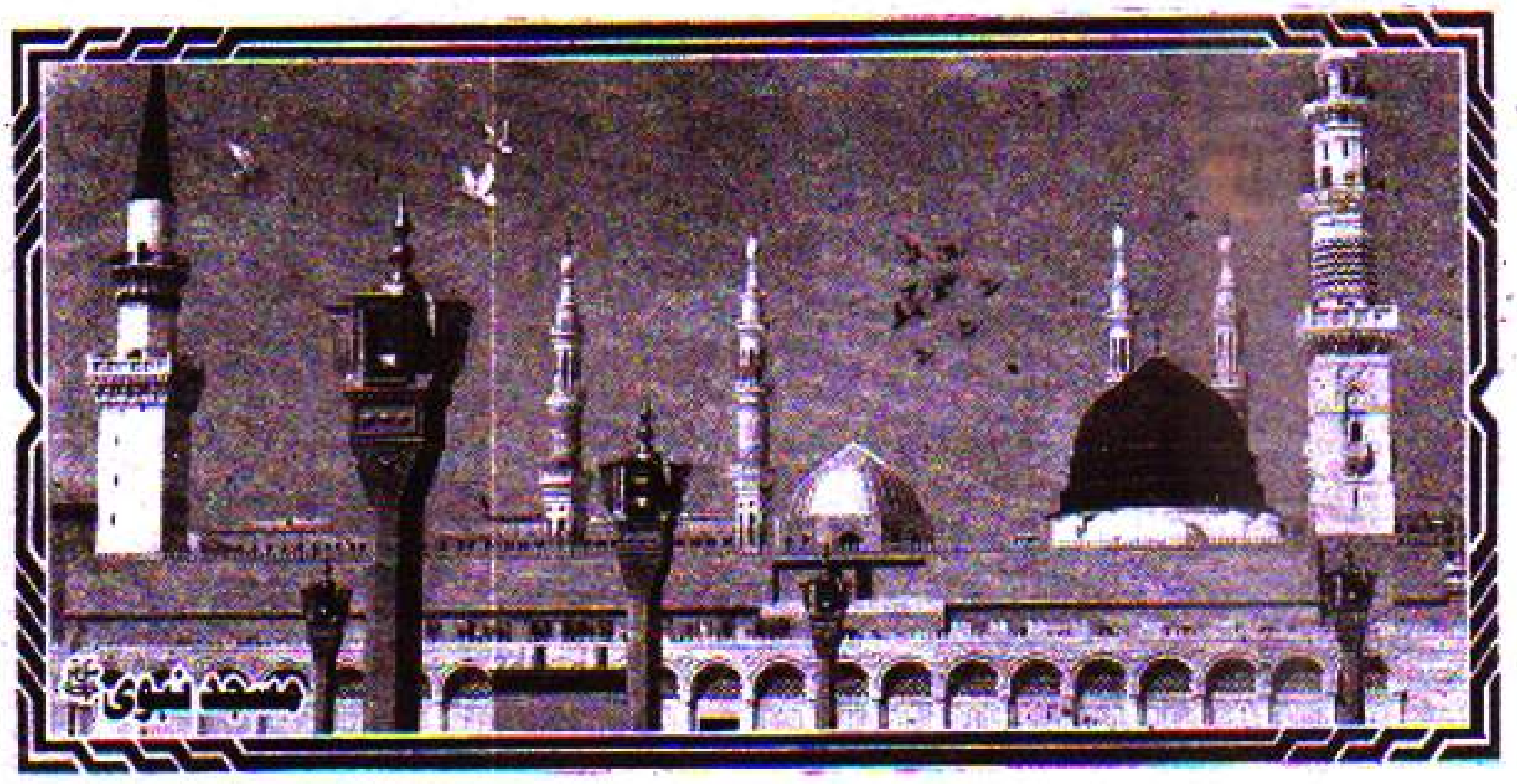

مسجد نبوی ﷺ

4-لوگو! جاہلیت کی ہر ایک بات کو میں اپنے قدموں کے نیچے پامال کرتا ہوں۔ جاہلیت کے قتلوں کے تمام جھگڑے ملیامیٹ کرتا ہوں۔ پہلا خون میرے خاندان کا ہے یعنی ربیعہ بن الحارث کا خون' جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل نے اسے مار ڈالا تھا۔ میں اسے معاف کرتا ہوں۔ جاہلیت کے زمانے کا تمام سود ملیامیٹ کر دیا گیا۔ پہلا سود میں اپنے خاندان کا مٹاتا ہوں۔ وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ وہ سارے کا سارا ختم کر دیا گیا۔

5-لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ اللہ کے نام کی ذمے داری سے تم نے ان کو اپنی بیوی بنایا۔

6-لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ اگر اسے مضبوطی سے پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ چیز قرآن' اللہ کی کتاب ہے۔

7-لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی نئی امت پیدا ہونے والی ہے۔ خوب سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور پانچوں وقت کی نماز ادا کرو۔ سال بھر میں ایک مہینہ رمضان المبارک کے روزے رکھو۔ مالوں کی زکوٰۃ نہایت خوش دلی کے ساتھ دیا کرو۔ خانہ کعبہ کا حج کرو۔ اپنے بڑوں کی اطاعت کرو جس کی جزا یہ ہے کہ تم پروردگار کی فردوس بریں میں داخل ہو گے۔

8-لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی پوچھا جائے گا' مجھے ذرا بتاؤ کہ تم کیا جواب دو گے؟ سب نے کہا: ''ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اللہ کے احکام ہم تک پہنچا دیئے۔ آپ ﷺ نے رسالت اور نبوت یعنی اللہ کا پیغام دیا اور اپنا فرض ادا کر دیا۔''

یہ سن کر ہمارے پیارے نبی ﷺ نے آسمان کی طرف اپنی انگلی اٹھائی اور تین دفعہ فرمایا: ''اے اللہ تو گواہ رہنا۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو لوگ اس وقت موجود ہیں وہ (یہ سب باتیں) ان تک پہنچا دیں جو موجود نہیں۔'' اس موقع پر قرآن پاک کی آیت نازل ہوئی جس کا اردو ترجمہ یہ ہے: ''آج میں نے تمہارے لئے دین کو پورا کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی' اور تمہارے لئے اسلام کو بہ حیثیت دین پسند کیا۔''

آخری حج کے موقع پر حضور اکرم ﷺ نے خود حج کر کے یہ دکھایا کہ حج کس طرح کرنا چاہئے۔

اسی موقع پر آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ: ''مجھ سے حج کے مسئلے سیکھ لو۔ میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد مجھے دوسرے حج کی نوبت آئے۔''

کرونا وبا سے بچیئے احتیاط کیجئے

صحت مند رہیے

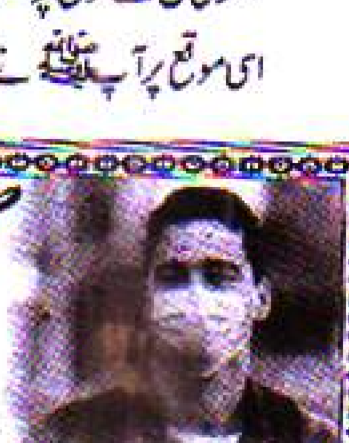

☆ کرونا وائرس دوبارہ عالمی وباء کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ ہر ایک کو احتیاط کرنا لازمی ہے۔

☆ جلد علامات ظاہرہ نہ کرنے والا خاموش قاتل جانوروں سے انسانوں میں منتقل ہوا ہے۔ جس نے ہر شعبہ زندگی کو مفلوج کر دیا ہے۔

☆ مرنے والوں میں 80 فیصد ضعیف العمر، متاثرہ شخص کی چھینک چھ فٹ کے اندر ہر چیز کو متاثر کر سکتی ہے۔

صبر و وفا، ایثار و قربانی، اطاعت ربانی کا عظیم تہوار

عیدالاضحیٰ

تحریر : جناب محمد یاسر عبدالستار موسانی

اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو ایک ہی ماں باپ آدم اور حوا سے پیدا کیا ہے۔ ان میں کوئی فرق نہیں۔ ہر انسان دوسرے کا بھائی ہے اور اس سے بھلائی اور ہمدردی کا تقاضا کرتا ہے۔ لیکن ان انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے شعبوں اور قبیلوں میں اس لیے بانٹا تاکہ ایک دوسرے کی شناخت اور پہچان ہو سکے۔ بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تہوار بھی بنائے ہیں۔ یہ تہوار بھی اسی لیے ہیں تاکہ ان مواقع پر ہر انسان آپس میں اخوت، مفاہمت اور خیر خواہی کے جذبے کو فروغ دے سکیں۔ تہوار خوشیاں منانے کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ ان مواقع پر ہر انسان ہی خوشی مناتا ہے۔ جب وہ خوش ہوتا ہے تو دوسروں کو بھی خوش دیکھنا چاہتا ہے۔ لہٰذا وہ اپنے کمزور اور نادار بھائیوں کی مدد کر کے ان کے دامن میں بھی خوشیاں ڈال دیتا ہے۔ یہ عمل خود اسے بھی خوشی دیتا ہے اور جس کے ساتھ اس نے ہمدردی کی ہے اسے بھی خوشیاں فراہم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔

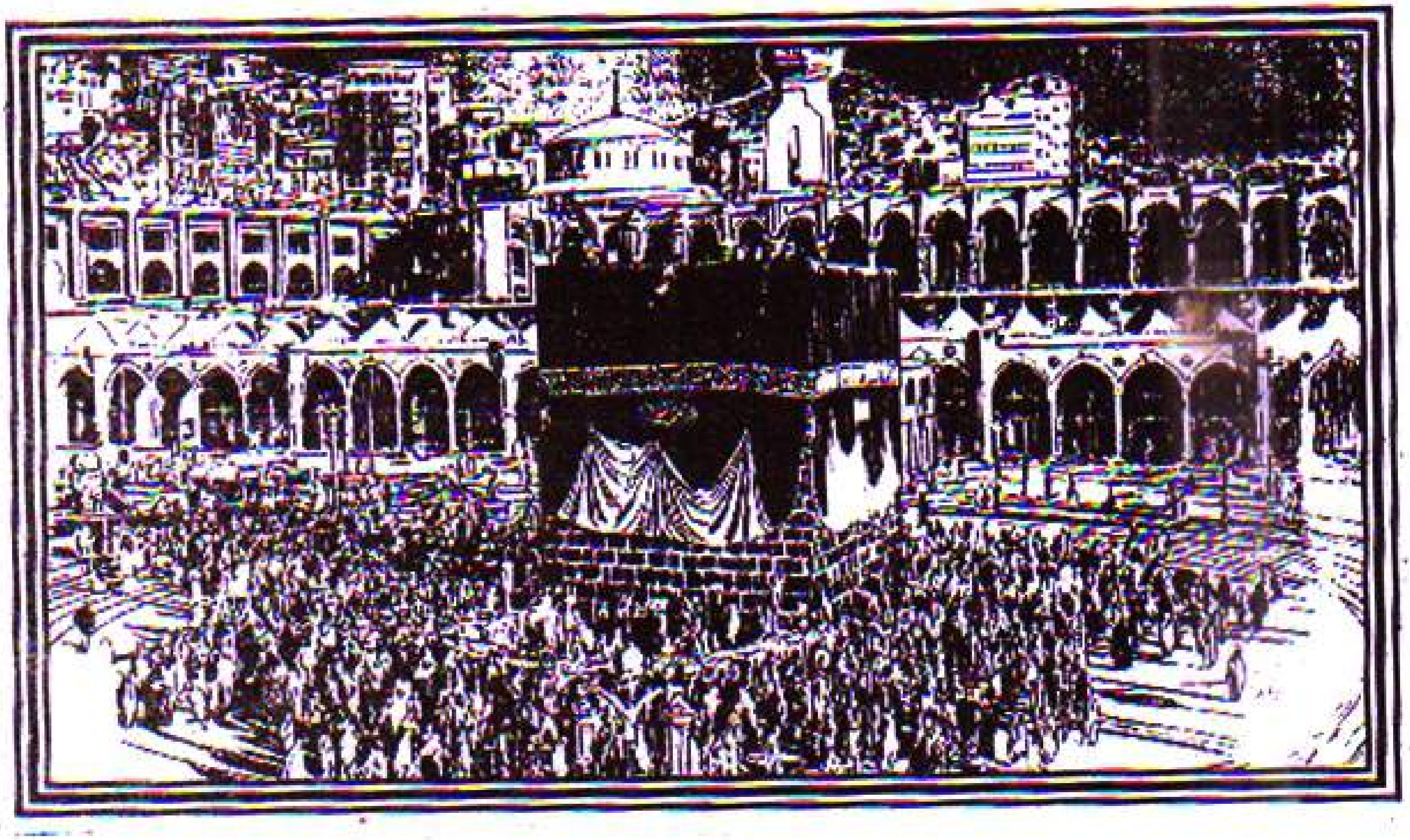

انسان کی تربیت : عیدالاضحیٰ کا تہوار آرہا ہے۔ یہ مقدس تہوار دو حوالوں سے انسان کی تربیت کا سامان کرتا ہے۔ اول اجتماعیت۔ اس تہوار کے موقع پر اجتماعیت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمان خانہ کعبہ میں جمع ہوتے ہیں۔ عرفات میں قیام کرتے ہیں۔ عبادت کرتے ہیں۔ یہ تمام عبادتیں اور بالخصوص حج ہمیں اتحاد و یگانگت بھائی چارے اور باہمی رواداری کا درس دیتا ہے۔ ہمارا حج ہماری تنہا عبادت ہرگز نہیں بلکہ ہم دنیا بھر سے آئے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل کر متحد ہو کر ایک ہی لباس میں ایک ہی طرح کا احرام باندھے ہوئے ایک ہی زبان کا کلمہ پڑھتے ہوئے ایک ہی خدا کی حمد و ثنا کرتے ہوئے اس کے حضور ایک ساتھ حاضری دیتے ہیں اور بار بار یہ کہتے ہیں:

''حاضر ہوں اے اللہ میں حاضر ہوں''

اجتماعیت : حج کے موقع پر ہماری جو اجتماعی تربیت ہوتی ہے، وہ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ہم عملی زندگی میں بھی باہمی اتحاد و اتفاق مساوات اور بھائی چارے کا عملی مظاہرہ کر کے ان انسانی اوصاف و خصوصیات کو فروغ دیں۔ عیدالاضحیٰ کا تہوار ہمیں دوسرا سبق اطاعت و فرمانبرداری کا دیتا ہے۔ جس طرح اللہ کے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے حکم پر اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اس کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور اس کے حکم کے آگے سر جھکا دیا، یہ اطاعت ہی تو ہے پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام جیسے سعادت مند بیٹے نے بھی اللہ کے حکم کے ساتھ ساتھ اپنے والد محترم کے حکم کے آگے سر جھکا کر سعادت و فرمانبرداری کا جو عالمگیر مظاہرہ کیا اس کی مثال تاریخ میں نہیں مل سکتی۔

پیغام عیدالاضحیٰ : آج عیدالاضحیٰ کے ان دونوں صاف اور واضح احکامات اور پیغامات کو سمجھنے کی اشد ضرورت ہے۔ ہم عملی زندگی میں جس طرح اپنے بڑوں کے نافرمان ہوتے جا رہے ہیں اور ٹکڑوں اور ٹولیوں میں بٹ کر حج کے اجتماعی درس اور اتحاد کی تربیت و ٹریننگ کو فراموش کر رہے ہیں، یہ بہت تشویش ناک ہے۔ ہمارے نوجوانوں اور نونہالوں کو چاہئے کہ وہ عیدالاضحیٰ کے حقیقی پیغام کو سمجھ کر سعادت مند بنیں اور اطاعت و فرماں برداری کا مظاہرہ کریں۔ اس کے لئے انہیں پہلے اللہ تعالیٰ کا اطاعت گزار بندہ بننا ہوگا۔ اس کے بعد وہ اپنے بڑوں اور بزرگوں کے فرماں بردار خود بخود بن جائیں گے۔ دوسری طرف ہماری بڑی نسل کو بھی چاہئے کہ وہ حج کے اصل پیغام کو سمجھیں۔ الحمد للہ ہمارے ہاں بے شمار حاجی صاحبان ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ وہ حضرات ہیں جو اللہ تعالیٰ کے گھر سے اجتماعیت اور اتحاد کی ٹریننگ لے کر آچکے ہیں۔ یہ حضرات اسی ٹریننگ کا فائدہ اٹھا کر ہماری برادری اور ہمارے معاشرے میں اتحاد، اجتماعیت اور مساوات کی تبلیغ کریں۔ پہلے ٹکڑوں میں بکھرے ہوئے لوگوں کو سمیٹیں، پھر مختلف انجمنوں، تنظیموں، جماعتوں، رفاہی اور فلاحی اداروں میں منتشر قیمتی افراد کو یکجا کر کے مستحکم اور مضبوط پلیٹ فارم کی طرف لائیں۔ ان کو اجتماعیت اور اتحاد کے فوائد سے آگاہ کریں۔

جماعت کی سرگرمیوں میں اچھی طرح دلچسپی سے
حصہ لے کر آپ اپنی ذمہ داری کا ثبوت دیں

غلط روش سے جلتا ہے دل میرا!!! کیوں کہ.....

ماہنامہ میمن سماج کے سابق ایڈیٹر غلام حسین محمد کارا (مرحوم) کی ایک یادگار تحریر

MEMON SAMAAJ

پاکستان بننے سے قبل ہماری برادری ایک چھوٹے سے شہر تک محدود تھی۔ اس وقت کا ماحول جیسا کہ ہم سنتے آئے ہیں، بہت ہی صاف ستھرا تھا۔ ہر تقریب میں سادگی نظر آتی۔ تصنع اور بناوٹ کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ رسمیں تو اس وقت بھی تھیں لیکن وہ سب ایک حد تک محدود تھیں۔ یہ نہیں تھا کہ فرسودہ رسموں کی وجہ سے کسی کا گھر برباد ہو جاتا جیسا کہ آج کل ہوتا ہے۔ شرم وحیا ہمارا شعار تھا۔ دلہن رخصتی سے ایک ہفتے پہلے گھر سے باہر نہیں نکلتی تھی۔

اس وقت کے حالات اور آج کے حالات میں کتنا فرق ہے۔ یہ سوچ کر تو میرا دل جلتا ہے۔ آج دلہن میک اپ وغیرہ کے لیے دو تین تین گھنٹے اور کبھی کبھی پانچ چھ گھنٹے بیوٹی پارلر میں ٹھہرتی ہے۔ بعد میں ویڈیو والے فلم بناتے ہیں۔ یعنی خرافات کا ایک سلسلہ چل نکلتا ہے اور شادی کی رات جب رخصتی ہو جاتی ہے وہاں بھی ایسا ہی کچھ ہوتا ہے۔ ویڈیو والے دلہن کے گھر اس کے بیڈروم میں جا کر ویڈیو فلم بناتے ہیں اور یہ سب تماشہ ہم خاموش تماشائی کی طرح دیکھتے ہیں۔

آخر ہمارے ضمیر اتنے مردہ کیوں ہو چکے ہیں؟ کیا ہمارا دین ہمیں یہی سکھاتا ہے۔ قصور کس کا ہے؟ قصور ہم سب کا ہے۔ اس گناہ میں ہم سب برابر کے شریک ہیں۔ غریب ہو یا امیر، سب کے ہاں یہ رسمیں چل نکلی ہیں۔ کوئی اس کے خلاف آواز بلند کرنے والا نہیں۔ یہ نہیں کہ ہماری قوم دینی شعور سے خالی ہے، دینی شعور تو آج بھی پہلے سے زیادہ ہی نظر آتا ہے۔ تبلیغی اجتماعات ہوں، دینی مجلس ہو یا درس قرآن ہو ہماری بہنیں ان روحانی محفلوں میں جوق در جوق حصہ لیتی ہیں اور اپنے ایمان کو تازہ کرتی ہیں۔ لیکن شادی بیاہ کے موقع پر ایسی ایسی غیر اسلامی رسموں کو ہوا دیتی ہیں کہ دیکھنے والا دنگ رہ جاتا ہے۔ شادی بیاہ ایک رسم نہیں ہے بلکہ ایک کار خیر، ایک کار ثواب اور مقدس عمل ہے، جسے پاکیزہ ماحول میں اور اسلامی جذبے کے ساتھ انجام دیا جانا چاہیے۔ اس موقع پر ہمیں ان احکامات پر صدق دل سے عمل کرنا چاہیے۔ جس کے لیے ہمارے دین اسلام نے کھلی ہدایت دی ہے۔ بے کار اور فضول رسموں سے اس کے تقدس کو پامال نہیں کرنا چاہیے۔ دین سے دوری اللہ کے غیظ و غضب کو دعوت دیتی ہے۔ آج ہم جس ذلت اور عذاب کی زندگی سے دوچار ہیں کیا وہ ہمارے غافل ذہنوں کے لیے عبرت کا سامان نہیں؟ میری بہنو! اللہ کے غضب سے ڈرو۔ اس غلط روش سے باز آ جاؤ۔ (حوالہ: ماہنامہ میمن سماج شمارہ جون 1990ء سے ماخوذ)

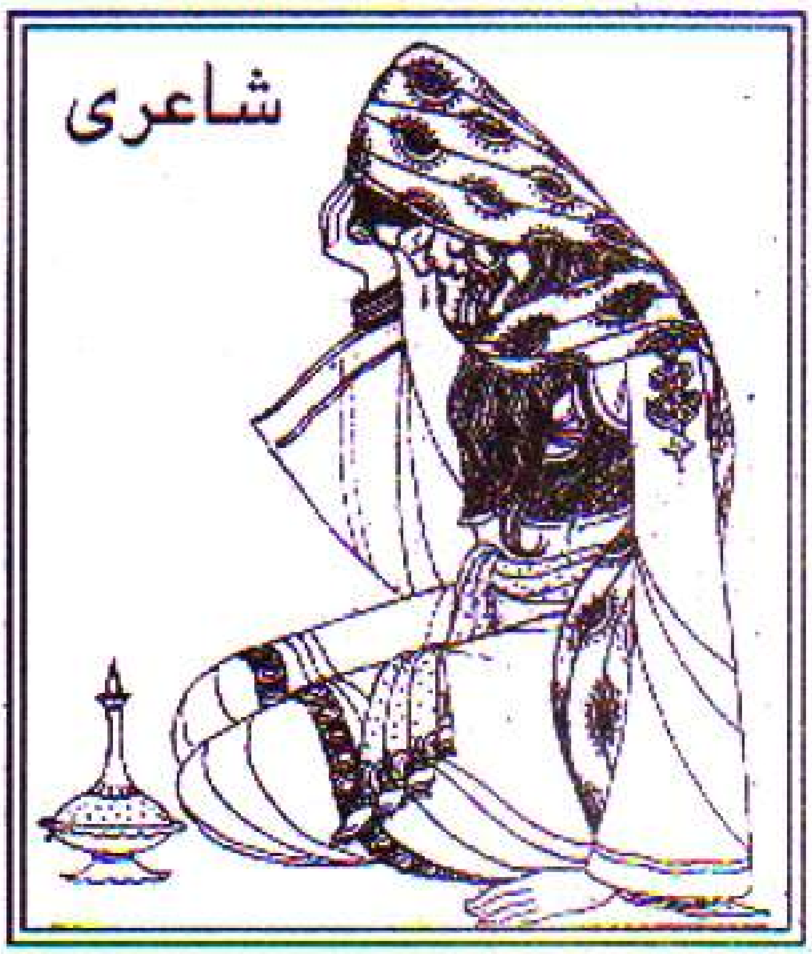

قربانی کے جانور کی فریاد

محمد علی انصاری

بقر عید کے دن، قریب آ رہا ہے
مرے چار سو، خوف سا چھا رہا ہے
تصور میں ہے، میرے ظالم قصائی
لے گی مجھے، کس طرح اب رہائی
میں کیسے بھلا، اپنی رسی تڑاؤں
یہاں سے کسی بھی طرح، بھاگ جاؤں
مگر ہائے قسمت، یہ ممکن نہیں ہے
اسے توڑنا، میرے بس میں نہیں ہے
یہ انسان ہوتا ہے، ظالم بھی اتنا
کیا ہے مجھے، باندھ کر ظلم کتنا
ابھی تو محبت، یہ جتلا رہا ہے
مرے حسن کے گیت بھی، گا رہا ہے
مزے سے کبھی، مجھ کو نہلا رہا ہے
غرض ہر طرح، مجھ کو بہلا رہا ہے
کبھی مجھ کو بادام، پتے کھلائے
کبھی دودھ، لسی بھی، مجھ کو پلائے
مجھے پیار، یہ کر رہا ہے، ابھی تو
مگر کاٹ کر کھائے گا بھی، کبھی تو
چہرے، میرے ہر خواب میں آ رہے ہیں
مجھے اپنے ماں باپ، یاد آ رہے ہیں
ہوئے تھے، جو قربان، راہ اللہ میں
رہا ہوں کئی سال، جن سے جدا میں
مجھے یاد ہے، میری ماں رو پڑی تھی
مگر اس نے مجھ کو، ہدایت یہ کی تھی
مرے لال دیکھو، کبھی تم نہ رونا
کہ اللہ کی راہ میں ہی، قربان ہونا
ہے اللہ کا فضل کہ ملی یہ سعادت
بہشتی ہوئے ہم تو جس کی بدولت
لہٰذا مجھے، اب خیال آ رہا ہے
کہ شیطان لعیں، مجھ کو بہکا رہا ہے
نہیں چاہتا کہ میں جنت میں جاؤں
مزے لے کے، جنت کے میوے بھی کھاؤں
مجھے ہے خوشی کہ نصیب آج جو گا
میں کھو دوں گا جنت، اگر آج بھاگا
خیال، ایسا دل میں، نہیں لاؤں گا اب
مزے سے میں قربان ہو جاؤں گا اب

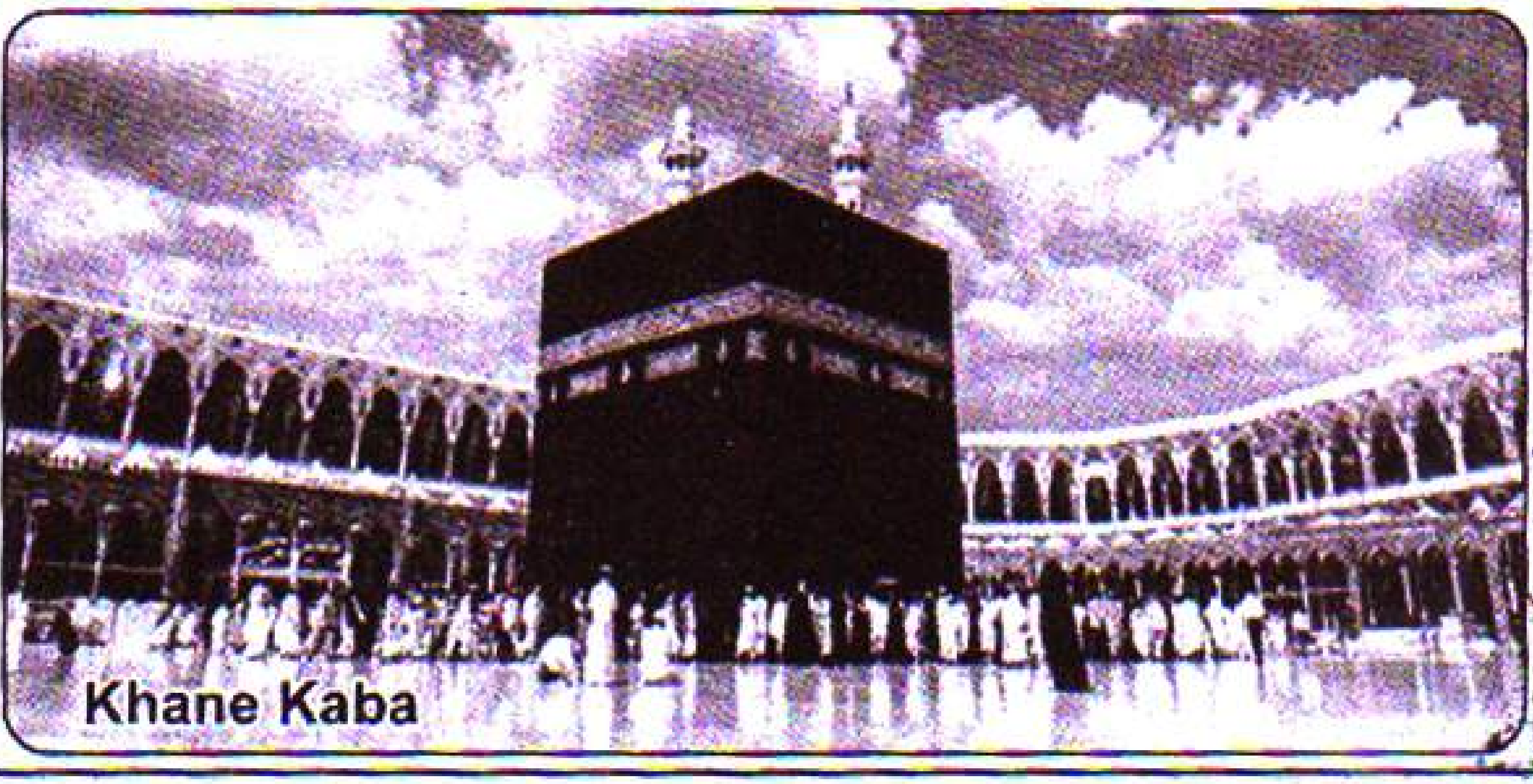

Khane Kaba

ایک یادگار واقعہ

شاندار حج

ازقلم : حکیم محمد سعید شہید

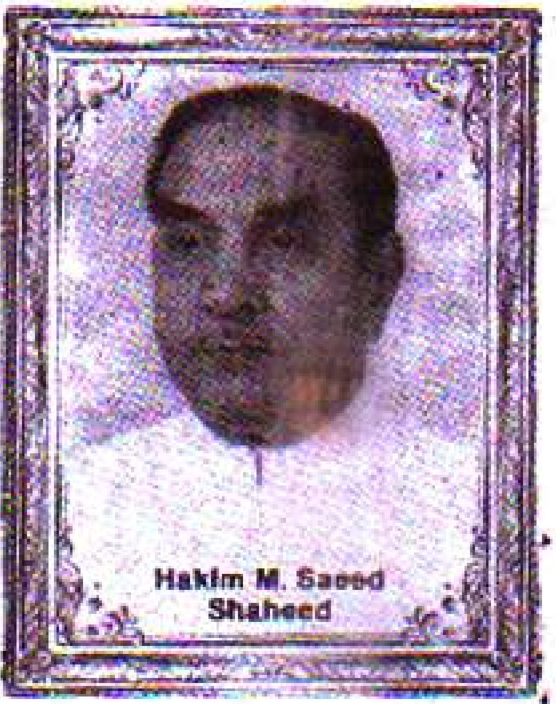

Hakim M. Saeed Shaheed

دیکھو اللہ تعالیٰ کیسے کرم فرماتا ہے۔ یوں! حج کا زمانہ تھا، جون کا مہینہ تھا۔ دل میں آئی کہ حج کرنا چاہیے۔ پاکستان سے تو حاجی جا چکے تھے اور میں یہاں سے نہیں جا سکتا تھا۔ (حکیم صاحب ان دنوں مصر میں تھے) آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ بس میں نے قاہرہ کا ٹکٹ لیا اور آسٹریلیا کے جہاز قنطاس میں بیٹھ کر قاہرہ پہنچ گیا۔ ان دنوں مصر میں پاکستان کے سفیر جناب محمد مسعود صاحب تھے۔ ان سے ملا: ”جناب والا! میں کراچی سے نہیں جا سکتا تھا۔ یہاں تو ہر و آگیا۔ اب آپ سے مدد چاہتا ہوں۔ مجھے کسی طرح حج کے لیے بھیج دیجیے۔“

میرے ساتھ میرے ایک دوست ملک جہانگیر خاں تھے۔ پاکستان پارلیمان کے رکن بھی تھے۔ نفیس انسان تھے۔ بڑا دکھ ہے کہ دو سال ہوئے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ہاں ایک جناب محمد یوسف کھتوریا صاحب بھی ساتھ تھے (یہ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے)۔ خیر جناب! ہوا یہ کہ محترم مسعود صاحب کو ہم سے حد درجہ ہمدردی ہو گئی۔ اسی شام قاہرہ میں برطانوی سفیر کے ہاں پارٹی تھی۔ سعودی عرب کے سفیر (متعینہ قاہرہ) وہاں تھے۔ ہمارے سفیر جناب مسعود صاحب وہاں پہنچ گئے اور سعودی عرب کے سفیر سے حج کے لیے ویزے کی درخواست کی۔

انھوں نے نیم وعدہ کیا۔ مسعود صاحب نے واپس آ کر بتایا کہ نیم وعدہ ہوا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان میں ہیضہ پھیل رہا تھا۔ اس کی خبر

ان سعودی سفیر کو بھی تھی، اسلیے اب وہ کسی پاکستانی کو جدہ بھیج کر حج کے زمانے میں بیٹھے کا خطرہ مول لینا نہیں چاہتے تھے۔ خیر تو نہایت بڑی مایوسی ہوئی ہر نماز میں دعائیں ہم مانگتے رہے۔ سعودی سفیر نے ایک دن اور ٹال دیا کہ ابھی تک ریاض سے اجازت نہیں آئی۔ ہم پھر مایوسی کے کنویں میں گر گئے۔ حج کے لیے دل و جان سے بے چین تھے۔ ہر وقت دعائیں ہم مانگتے رہتے تھے۔ دن کو دو بجے تھے۔ خبر ملی کہ جدہ سے اجازت کا انتظار ہے۔ ہم اب بالکل مایوس ہو گئے۔ ہم تینوں ہوٹل کے پلنگوں پر بے ہوش ہو کر گر گئے، مگر دل ابھی سالم تھا، ٹوٹا نہیں تھا۔ تیسرے دن اللہ تعالیٰ کے فضل سے ویزا مل گیا۔ اب جو ہوائی جہاز کمپنی کے ہاں گئے تو اس ظالم نے کہا کہ آخری جہاز آج صبح جا چکا ہے۔ اب حج شروع ہونے کو ہے۔ اب کوئی جہاز نہیں جائے گا۔ توبہ اللہ ویزہ مل گیا تو اب جہاز نہیں ہے۔ مایوسی کی تو اب حد ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ کے سامنے نماز میں گڑگڑایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ گناہ گار کو حج کے لیے قبول نہیں فرمایا۔ صبح قاہرہ کی سیر کے لیے نکلنے والے تھے کہ جناب سفیر مسعود صاحب نے ٹیلیفون کیا۔ آپ بھی کیا خوش قسمت ہیں۔ ایک جہاز اتفاق سے آ گیا ہے۔ جدہ خالی جا رہا ہے۔ ایک گھنٹہ ہے۔ جہاز اڑ جائے گا۔ ظالم عملہ روکنے کو تیار نہیں ہو رہا ہے۔ کیا آپ فوراً قاہرہ ہوائی میدان جا سکتے ہیں؟" اوہو مزہ آ گیا۔ ہم تینوں نے الٹا سیدھا سامان باندھا ہوائی میدان پہنچ گئے۔ ٹکٹ وہیں مل گئے۔ جناب مسعود صاحب نے انتظام کر دیا تھا۔ جہاز سامنے کھڑا اپنے پنکھے تیزی سے چلا رہا تھا۔ ہم بھاگ دوڑ کر کے جہاز کے اندر اس طرح گھس گئے جیسے سامان پھینکا جاتا ہے۔ جہاز اڑا اور اس نے جدہ پہنچا دیا۔ ہم عین حج کے وقت پہنچ گئے اور شاندار حج کر لیا۔ بچو! اب تم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کس طرح اپنے گھر بلایا۔ سبحان اللہ! تم زندگی میں کبھی مایوس نہ ہونا۔ ہمیشہ پر امید رہنا۔ محنت ضرور کرنا۔ اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرماتے ہیں۔

بشکریہ: سفرنامہ ''سعید سیاح قاہرہ میں''

صابن سے ہاتھ دھونے کی عادت اپنایئے

کھانے سے پہلے اور بیت الخلاء سے آنے کے بعد
اگر صابن سے ہاتھ دھونے کی عادت اپنالیں تو جان لیجئے کہ
آپ نے نصف سے زیادہ بیماریوں سے نجات پالی
یاد رکھیے ہماری زیادہ تر بیماریاں منہ کے ذریعے ہی جسم کے اندر داخل ہوتی ہیں

صحت مند عادات، خوشیوں بھری زندگی

مضمون بانٹوا کی یادیں دو اقساط میں ڈان گجراتی میں شائع کیا گیا

ان میں سے چند اہم یادداشتوں کا اردو ترجمہ بانٹوا میمن برادری کی معلومات میں اضافے کے لئے پیش کیا جا رہا ہے

آپ کی کتاب انگریزی میں "زندگی کی سیر" (A ramble through life) بھی شائع ہو چکی ہے

دھن نگری بانٹوا کی یادیں

سیٹھ قاسم حسین دادا (مرحوم) کی تحریر کردہ بانٹوا کی اہم یادیں

Late Seth Haji Qasim Hussain Dada

بانٹوا ایک خصوصی اور غیر معمولی شہر تھا۔ قیام پاکستان (برصغیر کی تقسیم) تک اس شہر میں نہ بجلی تھی اور نہ اسٹریٹ لائٹس تھیں، نہ ٹیلی فون تھے اور نہ ہی کسی قسم کا کوئی ٹرانسپورٹ کا نظام اس شہر میں تھا۔ یہ ایک چھوٹی سی نوابی ریاست تھی جس میں ہندوؤں کا غلبہ تھا مگر اس کی 80 فیصد آبادی مسلمان تھی۔ یہ لگ بھگ 20 ہزار کی آبادی والا ایک چھوٹا سا شہر تھا۔ مگر یہ نہ صرف پورے کاٹھیاواڑ میں جانا اور پہچانا جاتا تھا بلکہ برصغیر کے تمام تجارتی حلقوں میں بھی بے حد مشہور تھا۔ یہاں تک کہ آج بھی 39 برس بعد (جب یہ کتاب لکھی گئی اس وقت پاکستان کے قیام کو 39 سال ہوئے تھے) جبکہ چند درجن خاندانوں کو چھوڑ کر باقی پوری کی پوری آبادی نے بانٹوا سے پاکستان ہجرت کی تھی، آج بھی میں انڈیا اور پاکستان دونوں ملکوں کے لوگوں کو بانٹوا کی باتیں کرتے سنتا ہوں، یہ بھی لوگ بانٹوا کے مشہور و معروف تجارتی اداروں (ٹریڈنگ ہاؤسز) کی باتیں کرتے ہیں اور اس شہر کو بھی یاد کرتے ہیں۔

بانٹوا کی زندگی بڑی عجیب تھی، وہاں زندگی گزارنے کے الگ ہی طور طریقے تھے۔ ان میں مذہبی اور سماجی رسومات اور رواجوں کا بڑا اہم کردار ہوتا تھا۔ بانٹوا کے مسلمانوں کی اکثریت کا تعلق سنی حنفی مسلک سے تھا، میمن برادری بھی اسی مسلک کا حصہ تھی۔ البتہ اس شہر میں چند ایک گھرانے سیدوں کے بھی تھے۔ سیدوں کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ رسول اکرم ﷺ کے خاندان سے براہ راست تعلق رکھتے ہیں اس لئے سیدوں کا بڑا احترام کیا جاتا ہے، بانٹوا کے بھی لوگوں کے دلوں میں سید گھرانوں کے لئے بڑی عقیدت تھی بالخصوص بانٹوا کی خواتین کے دلوں اور دماغوں پر سیدوں کا بڑا اثر تھا۔ بانٹوا کے اکثر مرد بھی سید گھرانوں سے اس طرح کی مدد حاصل کرتے تھے کہ ان سے اپنے کاموں اور کامیابیوں کے لئے خصوصی دعائیں کراتے تھے یا ان سے تعویذ وغیرہ بھی لیتے تھے۔

بانٹوا کی خواتین مذہب کے حوالے سے مردوں سے آگے تھیں۔ یہ عورتیں بزرگوں اور صوفیائے کرام کی درگاہوں پر بڑی عقیدت سے حاضر ہوا کرتی تھیں، اس طرح کے بزرگوں کو عموماً پیر کہہ کر پکارا جاتا ہے۔ یہ عقیدہ بڑا مضبوط تھا کہ اگر کوئی ان پیروں اور درویشوں کے پاس اپنے مسائل کے حل کے لئے جائے تو وہ اس کے لئے دعا کریں گے، گویا اس کی درخواست خدا کی بارگاہ میں پیش کریں گے۔ بلاشبہ بعض مسلمانوں کا یہ بھی خیال ہے کہ جو لوگ مر چکے ہیں یا دنیا سے جا چکے ہیں، وہ اس دنیا کے زندہ لوگوں کے لئے کچھ نہیں کر سکتے۔ لیکن اکثر لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ بعض لوگ عبادت، ریاضت اور مجاہدے سے اپنے اندر وہ روحانی طاقت پیدا کر لیتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد خدا کے مقبول و محبوب قرار پاتے ہیں اور اسی لئے وہ دنیا کے زندہ لوگوں کی مدد کرتے ہیں۔ بعض خواتین اپنی مرادیں پوری ہونے کے بعد کسی مخصوص مزار یا درگاہ پر باقاعدگی سے حاضری دیتی تھیں۔ اس طرح کی مرادوں اور خواہشات میں بیماری سے نجات، کسی ویران گھر میں بچے کی پیدائش یا دیگر خاندانی مسائل اور جھگڑوں کے حل شامل تھے۔

یہ وہ عہد تھا جب دن کی روشنی میں بانٹوا کی سڑکوں پر چند ایک خواتین ہی نظر آتی تھیں، وہ بھی عمر رسیدہ ہوتی تھیں جو یا گوشت سبزی لینے مارکیٹ آتی جاتی نظر آتی تھیں۔ یہ بوڑھی خواتین اپنے گھر کے لئے یا اپنے پڑوسیوں کے لئے سودا سلف خریدنے نکلتی تھیں البتہ غروب آفتاب کے ایک دو گھنٹے بعد جب ہر طرف تاریکی پھیل جاتی تھی تو نوجوان عورتیں بھی گھروں سے نکلتی تھیں مگر اس طرح کہ ان کے جسم پر برقعہ ہوتا تھا۔ یہ ایک طرح کا ڈھیلا ڈھالا گاؤن ہوتا تھا جس میں سامنے کے رخ پر آنکھوں کے سامنے ایک باریک نقاب بھی ہوتا تھا جس سے وہ دیکھ بھی سکتی تھیں اور سانس بھی لے سکتی تھیں۔ یہ نوجوان خواتین عموماً اپنے بھائی، والد یا گھر کی ملازمہ کے ساتھ جاتی تھیں جس کے ساتھ ایک روشن ٹارچ یا مٹی کے تیل کا لیمپ بھی ہوتا تھا جس کی روشنی میں ان کے لئے تاریک گلیوں میں سفر آسان ہو جاتا تھا۔ جب کسی نوجوان لڑکی کی شادی ہوتی تھی تو ابتدائی چھ ہفتوں تک وہ ہر روز صبح کے وقت اپنے میکے (ماں باپ کے گھر) آ جاتی تھی اور پھر رات کے کھانے کے بعد واپس اپنے سسرال چلی جاتی تھی۔

اس زمانے میں فاصلے اتنے زیادہ نہ تھے۔ گھر قریب قریب ہوتے تھے اس لئے اپنی نوجوانی کی عمر میں نوبیاہتا دلہنوں کے لئے اتنا پیدل چلنا کچھ مشکل نہ تھا، وہ یہ سفر آرام سے طے کر لیتی تھیں۔ عام طور سے یہ سفر دس پندرہ منٹ کا ہوتا تھا۔ اس زمانے میں برقعہ بھی بڑی دلچسپ اور پرکشش چیز ہوا کرتی تھی، عام طور سے رنگ برنگے اور قیمتی کپڑے سے تیار ہوتا تھا اور سونے چاندی کے تاروں سے اس پر کڑھائی کی جاتی تھی۔ یہ بڑا حسین اور دیدہ زیب لگتا تھا۔ خواتین میں برقعے کے رواج کی وجہ سے وہ گھرانے جو صاحب حیثیت تھے اور کار وغیرہ کے مالک تھے، وہ اپنی کار میں بھی پردے لگواتے تھے تاکہ کار کی سیٹ پر بیٹھنے والا یا والی مسافر کو لوگ دیکھ نہ سکیں۔ ٹیکسیوں تک میں پردے کی سہولت موجود ہوا کرتی تھی۔

بجلی تو تھی نہیں مگر ریڈیو تھا، اب ریڈیو کیسے چلتا؟ اس کے لئے بیٹریاں استعمال کی جاتی تھیں۔ دو تین دکانیں بانٹوا میں ایسی تھیں جو موٹر کار کی بیٹریوں کو ریڈیو کے لئے قابل استعمال بنانے کا بزنس کرتی تھیں۔ جیسے ہی یہ بیٹریاں استعمال ہو چکتیں وہ لوگ ان کو بدل کر دوسری بیٹریاں دے دیا کرتے تھے۔ اسلامی کیلنڈر میں محرم کا مہینہ بڑی خصوصی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ خاص طور پر اہل تشیع حضرات اس کو بڑی عقیدت، جوش اور احترام کے ساتھ مناتے ہیں۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں رسول اکرم ﷺ کے خاندان کے بہت سے افراد میدان کربلا (عراق) میں صرف اس لئے بے دردی سے شہید کر دیئے گئے تھے کہ انہوں نے ایک غاصب کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا جو ان کے خیال میں اسلام کا دشمن تھا۔

بانٹوا میں اہل تشیع حضرات کی تعداد بہت کم تھی مگر محرم کے مہینے کو سید گھرانے اور حکمران شہزادوں کے خاندان بڑے جوش و خروش کے ساتھ مناتے تھے۔ اس دوران مختلف رسوم ادا کی جاتی تھیں، مختلف طریقے اختیار کئے جاتے تھے۔ محرم کے ابتدائی دس دنوں تک (یوم عاشور تک)

سید گھرانوں کے ارکان اور شہزادوں کے گھر والے اور ان کے ملازمین اپنے پیروں میں جوتے یا چپلیں نہیں پہنتے تھے، بعض افراد اپنے بازوؤں پر سیاہ پٹیاں باندھتے تھے۔ خواتین بالعموم سیاہ لباس زیب تن کرتی تھیں۔ لوگ بستروں کے بجائے ننگے فرش پر سوتے تھے اور میمن اپنے کاموں کی انجام دہی اس انداز سے کرتے تھے کہ جس سے نہ کوئی غلط فہمی پیدا ہوتی تھی نہ زور زبردستی یا مصنوعی پن کا اظہار ہوتا تھا۔ ہم سب کا ہی یہ عقیدہ تھا اور ہے کہ رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کا پورا خاندان، آپ ﷺ کی آل قابل احترام ہے۔ ہر میمن کے دل میں حضرت علیؓ کے لئے بڑی محبت اور عقیدت ہے جو رسول ﷺ خدا کے داماد بھی تھے اور چچا زاد بھائی بھی۔

بانٹوا میں محرم کے حوالے سے دو اہم اور بڑے تہوار تھے۔ ایک ''چوکرا'' تھا جو حکمراں شہزادے کی رہائشی عمارت کے باہر ہوتا تھا۔ اس میں 40......50 آدمی ایک بڑا دائرہ بناتے تھے، پھر وہ سب مل کر ایک ساتھ اپنے ہاتھ اوپر اٹھاتے اور سینے پر مارتے۔ ان کے اس کام میں بڑی ہم آہنگی ہوتی تھی اور سب بالکل یکساں انداز سے اپنے ہاتھوں کو حرکت دیتے تھے۔ ساتھ ہی وہ ذرا سا گھوم کر حرکت کرتے اور تھوڑا سا آگے بڑھ جاتے۔ اس ''چوکرا'' میں کوئی بھی شخص شامل ہو سکتا تھا۔

محرم کی دوسری اہم چیز ''تعزیہ'' ہوتا تھا۔ تعزیہ دراصل کربلا کے شہیدوں کے مقبروں کی ایک علامت (تمثیل) ہوتی ہے۔ تعزیہ عام طور سے کافی مہنگا تیار ہوتا ہے اور اس کے بنانے میں وقت بھی بہت زیادہ لگتا ہے۔ اس میں بہت سی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً مختلف رنگوں کا کاغذ، مختلف قسم کا کاغذ، لکڑی، ڈوریاں دھاگے، گوند اور دوسری آرائشی اشیاء۔ ہر علاقے کے لوگ خود ہی اپنی مدد آپ کے تحت یہ تعزیے بنانے کا فیصلہ کرتے تھے بلکہ تعزیوں کی تیاری میں تو مقابلہ بھی ہوتا تھا۔ ظاہر ہے اس کو بنانے کے لئے کافی رقم درکار ہوتی تھی، چنانچہ ایک کمیٹی تشکیل دی جاتی جو ہفتوں پہلے سے اس کے لئے چندہ اور عطیات جمع کرنے شروع کر دیتی تھی 9 محرم کی شام تک تعزیہ تیار کر کے ضروری ہوتا تھا تاکہ رات کو اسے جلوس کی شکل میں شہر کی سڑکوں پر گھمایا جاسکے اور 10 محرم کی صبح ہی تمام تعزیے سڑکوں پر آجاتے تھے۔ بعض تعزیے اتنے چھوٹے ہوتے تھے کہ صرف ایک آدمی ان کو اٹھا لیتا تھا جبکہ بعض اتنے بڑے ہوتے تھے جن کو 10 سے لے کر 20 افراد تک لے کر چلتے تھے۔ یہ لوگوں کی زندگیوں کا ایک یادگار اور رنگا رنگ واقعہ ہوتا تھا۔ بانٹوا میں رمضان المبارک کا مہینہ بھی بڑے شان سے منایا جاتا تھا۔ اس ماہ میں مسلمان طلوع فجر سے غروب آفتاب تک روزہ رکھتے ہیں۔ بانٹوا میں رمضان کے مہینے میں سحری میں جگانے والے لوگ آتے تھے۔ یہ کوئی ملازم نہ ہوتے تھے بلکہ اپنی مرضی سے اپنی خوشی یہ کام کرتے تھے۔ رات کو مخصوص دعائیہ جملے ادا کرتے تھے اور لوگوں کو اس انداز سے جگاتے تھے کہ وہ سحری کر لیں تاکہ اگلے دن کا روزہ رکھ سکیں۔ اس حوالے سے سحری میں جگانے والے لوگ خود ہی اپنے لئے علاقے بھی تقسیم کر لیا کرتے تھے۔ وہ آپ کے گھر سامنے آکر زور سے آواز لگاتے جس میں عام طور سے یہ پیغام شامل ہوتا تھا کہ سونے والو اٹھ جاؤ، سحری کر لو۔ یہ لوگ پورے ماہ لوگوں کو سحری میں جگاتے اور جب اس مہینے کا اختتام ہوتا تو بانٹوا کے لوگ اپنی خوشی سے انہیں نقد رقم انعام میں دیا کرتے تھے۔

دوسری تقریبات میں عرس بھی ایک طرح کی مذہبی محفل ہوتی تھی۔ بانٹوا میں تو کوئی عرس نہیں ہوتا تھا مگر اس شہر سے تھوڑی ڈرائیونگ کے فاصلے پر متعدد عرس ہوتے تھے اور اہل بانٹوا بھی ان میں محض شوقیہ شرکت کرتے تھے۔ بعض لوگ اس طرح کے عرس کے مواقع پر ناچنے گانے والیوں کو دیکھنے اور سننے جاتے تھے۔ اس موقع پر کچھ لوگ جوا بھی کھیلتے تھے۔ بانٹوا کے خوشحال گھرانے مستحق اور غریب افراد کی مدد کرنا، ان کے کام آنا اپنا مقدس اور مذہبی فریضہ سمجھتے تھے۔ ان میں سے بعض لوگ بڑا عجیب طریقہ استعمال کرتے تھے۔ رمضان المبارک کے ماہ مقدس میں بعض حضرات

غریبوں کو ایک کھلے میدان میں بلاتے تھے جس کے چاروں طرف ایک دیوار بنی ہوتی تھی۔ جب سب مستحق لوگ وہاں جمع ہوجاتے تھے تو دروازہ بند کردیا جاتا۔ اس کے بعد ایک یا دو آدمی دروازے کے پاس کھڑے ہوجاتے۔ ان کے ہاتھوں میں بڑے بڑے تھیلے ہوتے تھے جو مختلف قسم اور مالیتوں کے سکوں سے بھرے ہوتے تھے۔ اس کے بعد دروازے کھول دیا جاتا، لوگ ایک ایک کرکے باہر نکلتے اور دروازے پر کھڑے ہوئے افراد ان کو مقررہ تعداد میں سکے دیتے رہتے تھے۔ رقم کتنی دی جائے گی؟ اس کا فیصلہ صدقہ خیرات کرنے والا خود کرتا تھا۔ ہر شخص (رقم وصول کرنے والے) کو یہ یقین ہوتا تھا کہ اسے اس کا حق پورا ملے گا اس لئے وہاں کوئی ہنگامہ یا شور شرابہ نہ ہوتا تھا۔

اس شہر (بانٹوا) کی ایک اور اہم چیز اس کا منادی (اعلان کرنے والا) یا نقیب تھا۔ اس کا تقرر جماعت کرتی تھی، اس سے منگنی، شادی، طلاق ختنہ، پیدائش یا موت وغیرہ کے موقع پر شہر یا علاقے میں اعلان کرایا جاتا تھا۔ بانٹوا کا نقیب ایک جانی پہچانی شخصیت تھی جس کا نام حبیب ابراہیم کھیڈیا تھا۔ اس کی آواز بہت زوردار تھی جو دور دور تک جاتی تھی۔ وہ خود بھی بڑے مضبوط جسم کا مالک تھا۔ اسے جو بھی اعلان کرنا ہوتا تھا، اس کے لئے وہ یہ طریقہ استعمال کرتا تھا کہ ایک ڈھول بجاتا تھا، جب سب لوگ ڈھول کی آواز سن کر اس کی طرف متوجہ ہوجاتے تھے تو وہ اپنی گرج دار آواز میں اعلان کردیتا۔ وہ انفرادی طور پر مخصوص لوگوں کے گھر یا مخصوص علاقوں میں بھی جاکر یہ خدمت انجام دیتا تھا۔ شادی بیاہ یا دعوتوں کے لئے وہ یہ کام کرتا تھا کہ جن لوگوں کو دعوت دینی ہوتی تھی وہ ان کے گھروں کے سامنے یا فلیٹوں کے باہر احاطے میں جسے ڈیلیز کہتے تھے جاکر کھڑا ہوجاتا، پھر زور زور سے ان لوگوں کے نام لیتا جن کو دعوت میں بلایا گیا تھا اور ان کے نام بھی لیتا جنہوں نے مدعو کیا تھا۔ اس طرح نہ کارڈز تقسیم کرنے پڑتے تھے اور نہ ہی لکھنے کی زحمت ہوتی تھی۔

بلاشبہ یہ نقیب یا منادی ایک اہم آدمی ہوا کرتا تھا۔ وہ نہ صرف شہر کے تمام لوگوں کو ان کے ناموں سے جانتا تھا بلکہ یہ بھی جانتا تھا کہ کون کس کا رشتہ دار ہے اسی لئے جب شادی بیاہ کی تقریب کے لئے مہمانوں کی فہرست تیار کی جاتی تو اس منادی یا نقیب کی مدد لی جاتی تھی۔ بعض اوقات بانٹوا کے صاحب حیثیت گھرانے پورے شہر کو ہی ایک بہت بڑی دعوت "دھام" میں مدعو کرتے تھے۔ بعض اوقات یہ دعوت قرب وجوار کے دیہات کو بھی دی جاتی تھی۔ علاقے کے رواج کے مطابق یہ دعوت عام صرف بالغ مردوں اور بچوں تک محدود تھی۔ عورتیں اس طرح کی دعوتوں میں مدعو نہیں کی جاتی تھیں۔ اس موقع پر نقیب یا منادی کی یہ ذمے داری تھی کہ وہ لوگوں میں کئی روز پہلے سے دعوت عام کا اعلان کرے۔ بانٹوا کے بعض بزرگوں کو یاد ہوگا کہ اس چھوٹی سی ریاست بانٹوا پر درج ذیل نوابوں نے حکومت کی تھی: شیر خانجی، رستم خانجی، رسول خانجی، شیر بلند خانجی اور شیر بلند خانجی ثانی (سیکنڈ) اور ایک اور شیر خانجی۔ مگر مجھے صرف آخری دو یاد ہیں اور یہ دونوں حکمراں ہی بڑی باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے۔

میرے والد کے حالات بدلنے اور ان کے خوشحال ہونے سے پہلے حاجی پیر محمد جکدا اور حاجی حبیب شیخا بانٹوا کے امیر اور دولت مند افراد سمجھے جاتے تھے۔ اس زمانے میں دولت مند کون تھا؟ وہ شخص جس کے پاس ایک ہزار روپے ہوتے تھے، وہ دولت مند سمجھا جاتا تھا۔ دھوراجی میں بانٹوا سے پہلے ہی بہت سے دولت مند گھرانے موجود تھے۔ تگ جگ ایک صدی پہلے ایک جانے پہچانے اور دولت مند شخص تھے۔ بانٹوا شہر کی ایک اور اہم خصوصیت یہ تھی کہ وہاں بہت سے تجارتی ادارے تھے جو لوگوں سے ان کی رقمیں وصول کرتے تھے اور ان کو اپنے کاروبار میں لگایا کرتے تھے۔ یہ گویا اس زمانے کی سرمایہ کاری تھی۔ بعض اوقات تجارتی فرم کے مالک کو رقم کی ضرورت ہوتی تو وہ لوگوں سے کہتا کہ میرے کاروبار میں سرمایہ لگا کر اس میں شریک ہوجایئے۔ دونوں ہی صورتوں میں (چاہے لوگ خود اسے رقم دیں یا وہ ان سے مانگے) اس رقم کو سرمایہ کاری سمجھا جاتا تھا،

قرض نہیں۔ سال میں ایک مرتبہ اس طرح کی تجارتی فرمیں اپنے سرمایہ کاروں کو بلاتیں، ان کے سامنے حساب کتاب رکھتیں، اس کے بعد منافع کا اعلان کر کے ان کو ان کے حصے کی منافع کی رقم دے دیتیں۔

بانٹوا شہر کی عام بیماریوں میں ملیریا، ٹائیفائیڈ، نمونیہ، دست الٹی، نزلہ زکام، پیٹ کے کیڑے اور ٹی بی شامل تھیں۔ بچوں کی بیماریوں کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی تھی کیونکہ ان کے بارے میں یہ خیال عام تھا کہ ان بیماریوں سے بچنا ممکن نہیں ہے۔ شہر بانٹوا میں متعدد معالج تھے، ان میں ڈاکٹر بھی شامل تھے اور مشرقی و یونانی طریقہ علاج کے تحت مریضوں کا علاج کرنے والے حکیم اور وید بھی شامل تھے۔ اس حوالے سے بہت سے نام میری یادداشت میں آرہے ہیں مثلاً اتم چند، پاریکھ، بھٹ، اے ایم ناگوری، عزیز الحق، برکت علی مجیانی اور ایم ڈی خان، ان میں سب سے اہم اور مشہور ڈاکٹر مجیانی تھے۔ ان کے ہاتھ میں خدا نے بڑی شفا دی تھی۔ ادھر انہوں نے مریض کو دیکھ، اس کی نبض پکڑی اور ادھر مریض کو سکون و قرار آیا۔ ان میں سے ایک ڈاکٹر خان ابھی تک زندہ ہیں (اس کتاب کی تصنیف کے وقت تک وہ زندہ تھے) وہ ایک مصروف زندگی گزارتے تھے شاید اسی لئے اپنی عمر سے کم نظر آتے تھے۔ بعد میں، میں نے انہیں کراچی میں بھی مصروف ہی دیکھا۔ وہ ہفتے میں پورے چھے دن تک مریضوں کو بڑی تعداد میں دیکھتے تھے اور ان کا شافی و کافی علاج کرتے تھے۔ ان کے بہت سے مریض تو انہیں بانٹوا سے ہی جانتے تھے۔ وہ ان سے وہاں بھی علاج کراتے تھے اور یہاں کراچی میں بھی۔ ڈاکٹر صاحب ایک شائستہ اور خلیق انسان اور ماہر ڈاکٹر تھے اور اس حوالے سے اپنے مریضوں میں بے حد مقبول تھے۔

میرے والد کی ملکیت میں لگ بھگ 200 ایکڑ کا ایک پلاٹ تھا جو ہمارے علاقے سے تین میل دور واقع تھا۔ اس پلاٹ میں اکلیرا (Eklera) نام کا ایک گاؤں بھی شامل تھا۔ بانٹوا میں بھی میرے والد کی بہت سی جائیدادیں تھیں، ان میں ایک بڑا باغ تھا جس میں ایک خوبصورت بنگلہ بھی بنا ہوا تھا۔ ہمارے ہاں یہ باغ اور بنگلہ خاص خاص مواقع یا تقریب کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اس بنگلے میں نامور اور سرکردہ افراد قیام کرتے تھے۔ اس بنگلے میں قیام کرنے والوں میں قائداعظم محمد علی جناح بھی شامل ہیں جو جنوری 1940ء میں بانٹوا کے دورے پر آئے تو انہوں نے اسی بنگلے میں قیام کیا تھا۔ قائداعظم آل انڈیا مسلم لیگ پریس فنڈ کے لئے عطیات وصول کرنے بانٹوا آئے تھے۔ اس وقت ہمارے قائد کا یہ نعرہ تھا: "آپ لوگ مجھے چاندی کی گولیاں دیجئے، میں آپ لوگوں کا یہ کام کروں گا۔"

اس وقت میرے ذمے یہ کام لگایا گیا تھا کہ میں معزز مہمانوں کی دیکھ بھال کروں اور ان کی ضروریات کا خیال رکھوں، قائداعظم شام میں تشریف لائے، انہوں نے مدرسہ اسلامیہ کے احاطے میں ایک بڑے عوامی اجتماع سے خطاب کیا اور اگلے روز واپس روانہ ہو گئے۔ میرے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی گئی تھی کہ یہ دیکھوں آیا قائد کے کمرے کی صحیح طرح آرائش کی گئی ہے یا نہیں اور یہ کہ ناشتہ میں انہوں نے جو کچھ طلب کیا تھا، وہ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا یا نہیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ قائداعظم کے دیگر ساتھی کہاں ٹھہرے تھے اور انہوں نے کیا کھایا پیا، ہاں مجھے یہ معلوم ہے کہ قائداعظم نے ناشتہ تنہا کیا تھا، ان کے ساتھ صرف میں تھا جو ان کی خدمت بجالانے کو مستعد تھا۔ جب میں نے قائداعظم کی خدمت میں انگریزی کے اخبارات پیش کئے تو انہوں نے مجھ سے گجراتی اخبارات لانے کو کہا، میں نے وہ پیش کئے تو قائداعظم ان کے مطالعے میں مصروف ہو گئے، اس وقت مجھے پہلی بار معلوم ہوا کہ وہ گجراتی جانتے ہیں۔ بعد میں مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ اپنی تمام اردو تقاریر، گجراتی رسم الخط میں لکھا کرتے تھے۔

(ڈان گجراتی سے ترجمہ: کھتری عصمت علی پٹیل)

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کا کثیر الاشاعت ترجمان

ماہنامہ میمن سماج کراچی

بانٹوا میمن برادری کے ترجمان ماہنامہ میمن سماج کراچی میں تاریخ وثقافت کے تحقیقی وعلمی مضامین، انٹرویو فیچر، احوال، سماجی وفلاحی موضوعات پر معیاری معلومات کے خزانوں کو شائع کیا جاتا ہے۔ ماہنامہ میمن سماج، بانٹوا میمن برادری کا واحد ترجمان ہے جو گزشتہ 66 سال سے برادری کی صحافتی، معاشرتی، سماجی اور ادبی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس مفید اور معلومات افزا ماہنامے کو یہ وصف حاصل ہے کہ یہ میمن اور خصوصاً بانٹوا میمن برادری کی نوجوان نسل کی رہنمائی کرتا اور علم وآگہی دیتا ہے۔ رسالے کو جاری وساری رکھنے کے لئے اس کی ایک سال کی سالانہ خریداری، پیٹرن فیس، لائف ممبر شپ حاصل کرکے تعاون فرمائیں۔

اس رسالے کے چند اہم فیچر

- ☆ مذہبی مضامین
- ☆ اہم شخصیات کے تعارف
- ☆ کتابوں اور مجلوں پر تبصرے
- ☆ آئی ٹی، کیریئر گائیڈنس، جاب کے موضوع پر مضامین
- ☆ انٹرویو فیچر، یوتھ کے موضوع پر اہم مضامین
- ☆ نظمیں اور غزلیں
- ☆ مضامین اور دلچسپ کہانیوں کے ترجمے
- ☆ خوش ذائقہ کھانوں کی ترکیبیں
- ☆ طنز ومزاح کے مضامین
- ☆ برادری کے فلاحی اور رفاہی اداروں کا تعارف
- ☆ تاریخی اور سائنسی مضامین
- ☆ تقاریب کی رپورٹس

ماہنامہ میمن سماج، بانٹوا میمن جماعت کا ایک اہم جریدہ ہے۔ اس کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی کیجئے۔ اس کو مالی طور پر مستحکم کرنے اور اس کے ادارتی اور اشاعتی کام کو احسن طریقے سے چلانے کے لئے اپنی مصنوعات کے اشتہارات عنایت فرمایئے تاکہ ایک طرف اس کی سرپرستی بھی ہوجائے اور دوسری طرح آپ کی مصنوعات کی تشہیر بھی۔

- ☆ آپ ازراہ کرم اس نیک کام میں آگے آیئے اور رسالے کی ممبر شپ حاصل کیجئے۔
- ☆ آپ اپنی فرصت میں صرف اپنی برادری کے رسالے ماہنامہ میمن سماج کا مطالعہ کیجئے۔
- ☆ فی شمارہ ---------- -/50 (پچاس روپے)
- ☆ ایک سال کی خریداری (مع ڈاک خرچ) بننے کے لئے -/500 (پانچ سو روپے)
- ☆ لائف ممبر بننے کے لئے -/4,000 (چار ہزار روپے)
- ☆ پیٹرن (سرپرست) بننے کے لئے -/10,000 (دس ہزار روپے)

ماہنامہ میمن سماج کی طباعت میں اخراجات نے اضافے کی وجہ سے رقم (قیمت) میں تبدیلی کی گئی ہے چونکہ کاغذ کی شدید گرانی اور پرنٹنگ کے اخراجات میں اضافہ ہوا ہے۔ مدنظر رکھتے ہوئے بھی رسالے کی قیمت میں اضافہ کیا گیا ہے۔ جماعت کی جانب سے برادری کے خواتین وحضرات سے مودبانہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ ماہنامہ میمن سماج کے سالانہ خریدار، لائف ممبر اور پیٹرن بن کر اس کو مضبوط اور مستحکم بنانے میں ہم سے بھرپور تعاون فرمائیں۔ لہذا ماہنامہ میمن سماج کراچی کے خریدار بنئے۔ اس کا مطالعہ کیجئے اور برادری کی سماجی اور فلاحی سرگرمیوں سے واقفیت حاصل کیجئے۔

پتہ: ملحقہ بانٹوا میمن جماعت خانہ، حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ نزد وراچہ مینشن کراچی

فون: 32728397 - 32768214

ای میل: bantvamemonjamat01@gmail.com

مصنف کی تحقیق کردہ اہم گجراتی تصنیف مطبوعہ جولائی 2002ء کے ایک باب کا ترجمہ

شعبہ بینکاری BANKING میں میمن برادری کا اہم کردار

شعبہ بینکنگ کے حوالے سے قلمبند کیا گیا تحقیقی مقالہ بینکاری کے شعبے سے وابستہ حضرات کے لئے معلومات کا انمول خزانہ

تحقیق و تحریر : جناب یوسف عبدالکریم تولہ، سینئر جرنلسٹ

اردو ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل

مختصر تعارف : جناب یوسف اے کریم تولہ ایک سینئر صحافی اور قلمکار ہیں۔ آپ کاٹھیاواڑ کے شہر بانٹوا میں کھرادواڑ کے علاقے میں رہائش پذیر تھے۔ آپ کی پیدائش بانٹوا میں جولائی 1935ء میں ہوئی۔ ابتدائی اور ثانوی تعلیم مدرسہ اسلامیہ بانٹوا میں حاصل کی۔

قیام پاکستان کے بعد کراچی تشریف لے آئے اور یہیں مستقل سکونت اختیار کی اور مزید تعلیم کراچی میں مکمل کی۔ 1953ء میں اخبارات اور رسائل میں مضامین لکھنے کا آغاز کیا۔

اس کے بعد صحافت کو پیشے کے طور پر اپنایا اور اپریل 1956ء میں روزنامہ ڈان گجراتی سے وابستہ ہوگئے۔ آپ کی شادی اکتوبر 1958ء میں ہوئی۔ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا جناب محمد اشفاق تولہ ہیں۔ جناب اشفاق یوسف تولہ ایف بی آر حکومت پاکستان کے ادارے ریونیو ایڈوائزری کونسل کے ممبر اور میمن برادری کے ممتاز و صف اول کے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹس میں شمار ہوتے ہیں۔ جناب محمد یوسف تولہ نے ہیراللہ پبلی کیشنز کی جانب سے 1982ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ آپ کو علم و ادب سے گہری دلچسپی کے علاوہ سماجی امور سے خصوصی شغف رکھتے ہیں۔ آپ بانٹوا میمن والنٹیئر کور کے رکن اور بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی کی کونسل کے ممبر رہ چکے ہیں۔ آپ اس وقت "دی میمن ویلفیئر سوسائٹی" سے بھی تقریباً چالیس سال سے وابستہ ہیں۔ آپ نے سماجی فلاح و بہبود اور ابلاغ عامہ کے شعبے کی خدمات بحسن وخوبی انجام دی ہیں۔ آپ نے اپنی ایک پرمغز اور تحقیقی تصنیف "اقتصادی شعبے میں میمن برادری کا حصہ" گجراتی زبان میں جولائی 2002ء شائع کی۔ اس اہم کتاب کی طلب بڑھنے پر نظرثانی ایڈیشن شائع کیا۔ یہ بھی بہت مقبول ہوئی۔ ہم قارئین کی دلچسپی اور معلومات میں اضافے کے لئے اس کتاب کے ایک باب کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں "شعبہ بینکاری میں میمن برادری کا اہم کردار" جس کا ترجمہ سینئر قلمکار، کئی کتابوں کے مصنف اور ماہنامہ میمن سماج کے سب ایڈیٹر کھتری عصمت علی پٹیل نے کیا ہے۔ مصنف کے شکریے کے ساتھ قابل مطالعہ

مقالہ پیش خدمت ہے۔ (ادارہ)

یہ 23 مارچ 1940ء کا تاریخی دن تھا جب آل انڈیا مسلم لیگ نے لاہور میں قرارداد پاکستان پیش کی اور منظور بھی کرائی۔ یہ قرارداد ایک اہم اور تاریخی قرارداد تھی جس میں قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں مسلمانان ہند نے پاکستان کے قیام کا مطالبہ کیا تھا اور اس کے قیام کے لیے ہر طرح کی جدوجہد کے عزم کا اظہار بھی کیا تھا۔ یہ ایک ایسی تحریک کا آغاز تھا جس کی قیادت قائداعظم کے مضبوط ہاتھوں میں تھی اور جسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کامیاب ہونا ہی تھا۔

یہ برصغیر کا وہ دور تھا جب اس پورے خطے میں مسلمانوں کا ایک بھی بینک موجود نہیں تھا بلکہ یہ پورا شعبہ بینکاری غیر مسلموں خصوصاً ہندوؤں کے ہاتھوں میں تھا اور وہی اس شعبے یعنی بینکاری پر راج کر رہے تھے۔ یہ وہ دور تھا جب اس شعبہ بینکاری کے ساتھ صنعت و تجارت میں بھی مسلمان کافی پیچھے تھے اور ہندو ان پر سبقت لیے ہوئے تھے۔ مگر گجراتی مسلمانوں نے صنعت، تجارت اور سوداگری کے شعبے میں اپنی مہارت اور سلیقے کا اظہار کر رکھا تھا۔ ان گجراتی مسلم برادریوں میں درج ذیل برادریاں نمایاں تھیں۔

میمن برادری، بوہرہ برادری، خوجہ برادری، سورتی برادری، کھتری برادری اور کچھی میمن برادری وغیرہ۔ قائداعظم کی شروع سے ہی یہ خواہش تھی کہ مسلمان بینکاری کے شعبے میں آگے آئیں اور اس میں اپنی صلاحیتوں کو تسلیم کرائیں۔ اسی لیے اکثر و بیشتر قائداعظم گجراتی مسلم برادری کے سرکردہ حضرات، لیڈروں، رہنماؤں اور خاص طور سے دولت مند حضرات پر زور دیتے تھے کہ وہ بینکنگ کے شعبے میں آگے بڑھیں اور دیگر اقوام کی طرح اس شعبے میں قسمت آزمائیں۔ قائداعظم کے اس حکم پر متعدد میمن حضرات نے لبیک کہا اور اس شعبے میں پیش قدمی کی۔ گجراتی برادری کے جناب محمد علی حبیب نے سب سے پہلے پیش قدمی کی۔ ان کے متعدد دولت مند میمن تاجر حضرات سے تعلقات تھے جن میں جناب داؤد پاریکھ نمایاں تھے۔ چنانچہ ان سب حضرات نے آپسی تعاون اور باہمی اشتراک سے ایک شیڈولڈ بینک کا منصوبہ بنایا۔ یہ بھی حضرات مالی اور مالیاتی امور میں خصوصی تجربہ کے حامل تھے۔ بمبئی کی منی مارکیٹ پر ان کی گہری نظر تھی۔ جناب داؤد پاریکھ کا براہ راست تعلق Money Market سے تھا۔ وہ جناب محمد علی حبیب کے قریبی اور گہرے دوست تھے۔ اس کے علاوہ محمد علی صاحب کے تعلقات نامور اور معروف میمن گھرانوں سے بھی تھے۔

حبیب بینک کا قیام : اس زمانے سیٹھ حسین قاسم دادا ایک ایسے معروف بزنس مین تھے جن کی پورے برصغیر میں سو کے قریب بزنس برانچز (کاروباری شاخیں) تھیں۔ اس دور کی دیگر معروف میمن تجارتی کمپنیوں میں آدم حاجی پیر محمد، حاجی حبیب حاجی پیر محمد اور محمد علی حبیب کی تھیں جن کے ساتھ سیٹھ حسین قاسم دادا کے قریبی تعلقات تھے۔ چنانچہ جناب محمد علی حبیب، جناب داؤد پاریکھ اور دیگر سرکردہ صاحب ثروت میمن تاجروں کے ساتھ ان کے عملی تعاون کے نتیجے میں بینکاری کے شعبے پر توجہ دی گئی اور اس کے لیے کچھ نیا کرنے کی حکمت عملی تیار کی گئی۔ پھر ان سب نے مل کر اس شعبے کی طرف پیش قدمی کی جس کے بعد 25 اگست 1941ء کو بمبئی میں پہلے "حبیب بینک لمیٹڈ" کی بنیاد ڈالی گئی۔ یہ ایسا بینک تھا جو پورے برصغیر میں مسلمانوں کا پہلا بینک تھا۔ اس کو برصغیر کے مسلمانوں نے اپنا پہلا سنگ میل قرار دے دیا تھا۔

اس طرح قائداعظم کی خصوصی دعا کے ساتھ برصغیر میں اس پہلے مسلم بینک کی داغ بیل ڈال دی گئی۔ محمد علی روڈ پر دادا منزل کی حبیب بینک کی شاخ میں قائداعظم نے اپنا بینک اکاؤنٹ کھلوایا اور پوری قوم کو یہ بتایا کہ آپ کو اس پہلے مسلم بینک پر مکمل اعتماد ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے برصغیر کے مسلمانوں خصوصاً اس خطے کے تاجروں اور صنعت کاروں سے پر زور اپیل کی کہ وہ اس بینک (حبیب بینک) کو کامیاب بنانے

کے لیے اپنی جانب سے ہر قسم کا تعاون کریں۔ قائداعظم کی اپیل تھی ....اس کا اثر تو ہونا تھا۔ چنانچہ اس زمانے کے سب سے بڑے صنعت کار سر آدم جی حاجی داؤد اور ان کے دیگر تاجر ساتھیوں اور رفیقوں نے اس بینک (حبیب بینک) کے ساتھ بھرپور تعاون شروع کردیا اور اس کو کامیاب بنانے کے لیے اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کی۔

کلکتہ میں بھی حبیب بینک کی شاخ : یہ وہ دور تھا جب میمن تاجر اور سوداگر بمبئی کے علاوہ کلکتہ میں بھی تجارتی لین دین کرتے تھے۔ جب ان کا کاروبار خوب چل نکلا تو حبیب بینک نے وہاں یعنی کلکتہ میں بھی اپنی ایک برانچ (شاخ) کھول لی۔

بانٹوا اور جیت پور میں حبیب بینک : اب حبیب بینک پر عام لوگوں کو بھی اعتماد ہو چکا تھا اور تجارتی اداروں کو بھی اس لیے اس کی کارکردگی روز بہ روز بہتر ہوتی جارہی تھی۔ بانٹوا اور جیت پور میں بھی متعدد میمن شاہ سوداگر تھے۔ ان سوداگروں اور ان کے تجارتی اداروں کی سہولت اور آسانی کے لیے حبیب بینک نے ان دونوں شہروں یعنی بانٹوا اور جیت پور میں بھی اپنی ایک ایک برانچ کھول دی۔ اس طرح حبیب بینک کے ذریعے ایک طرف تو میمن برادری مالی طور پر منظم (آرگنائزڈ) اور مستحکم ہوتی جارہی تھی دوسری جانب خود یہ بینک بھی مضبوط ہوتا جارہا تھا۔ چونکہ اس میں تمام میمن مسلمانوں کا خلوص اور جذبہ شامل تھا اس لیے اس نے خوب ترقی کی۔ اس طرح یہ بینک بھی مضبوط ہوا اور برادری بھی۔

ہندوئوں کا حسد اور جلن : جب ایک مسلم بینک یعنی حبیب بینک تیزی سے ترقی کرنے لگا تو غیر مسلم اور خصوصاً ہندو اس سے حسد کرنے لگے۔ اس کی پیش رفت سے جلنے لگے اور اس کی راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں اور مشکلات پیدا کرنے لگے۔ انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ تجارتی لین دین میں بھی الجھنیں ڈال دی تھیں مگر مسلمان تاجر اپنی جگہ مضبوطی اور استقامت سے ڈٹے رہے۔ وہ ہندو تاجروں کی سازشوں سے نہ ڈرے اور نہ یہ چیز انہیں ان کے راستے سے ہٹا سکی بلکہ انہوں نے حبیب بینک پر اپنا اعتماد اور ٹرسٹ برقرار رکھا اور اس کے ساتھ حسب معمول کام کرتے رہے۔ نہ تو ہندوؤں کے ڈر سے انہوں نے حبیب بینک کو چھوڑا اور نہ اس میں اپنے اکاؤنٹس بند کیے بلکہ پہلے کی طرح آپسی تعاون جاری رکھا جس کے نتیجے میں ان کا اپنا حبیب بینک ترقی کرتا چلا گیا۔ اس طرح تاریخ کے صفحات پر یہ بات درج ہوگئی کہ اس مشکل اور نازک وقت میں گجراتی میمن تاجروں نے حبیب بینک کا ساتھ دیا اور اس کے ساتھ بے وفائی نہیں کی۔

ایک اور بینک کا قیام۔ دی مسلم کمرشل بینک : قائداعظم حبیب بینک کے قیام اور اس کی عمدہ کارکردگی سے مطمئن تھے۔ اب انہوں نے مسلمانوں کے لیے ایک اور بینک کے قیام کی ضرورت محسوس کی اور اس ضمن میں سر آدم جی حاجی داؤد سے مشاورت کی۔ واضح رہے کہ آدم جی نے تحریک پاکستان اور قیام پاکستان کی مشکل شاہراہ پر قائداعظم کا ہر قدم پر ساتھ دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے "دی مسلم کمرشل بینک" کے قیام کی راہ ہموار کی۔ اس طرح 9 جولائی 1947ء کو یعنی قیام پاکستان سے کچھ عرصے پہلے ہی مسلم کمرشل بینک وجود میں آچکا تھا۔ اس بینک کا مرکزی دفتر کلکتہ (انڈیا) میں تھا۔

مسلمانوں کے بینک : یہاں یہ بات قارئین کے لیے دلچسپی کی باعث ہوگی کہ قیام پاکستان سے پہلے مسلمانوں نے تین شیڈولڈ بینک قائم کردیے تھے جن میں دو بینک حبیب بینک اور مسلم کمرشل بینک انڈیا میں قائم کیے گئے تھے جبکہ ایک بینک آسٹریلیشیا بینک 3 دسمبر 1942ء کو لاہور میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کا مرکزی دفتر لاہور (پاکستان) میں تھا۔ جب پاکستان وجود میں آگیا تو حبیب بینک نے اپنا صدر دفتر بمبئی سے کراچی اور مسلم کمرشل بینک نے اپنا صدر دفتر ڈھاکہ سے کراچی منتقل کردیا۔

اسٹیٹ بینک : 14 اگست 1947ء کو پاکستان دنیا کے نقشے پر ایک آزاد اسلامی ریاست مملکت کی حیثیت سے ابھرا مگر اس کے پاس اپنا کوئی مرکزی بینک یعنی اسٹیٹ بینک نہیں تھا اور نہ اس کے اپنے سکے COINS تھے۔ اس مملکت کا اندرونی اور بیرونی مالیاتی نظام اور لین دین بھی ریزرو بینک آف انڈیا کے ہاتھ میں تھا جو انڈیا کا مرکزی بینک تھا۔ اس لیے پاکستان کو اپنے لیے ایک مرکزی یا اسٹیٹ بینک کی سخت ضرورت تھی۔ قائداعظم نے اس ضرورت کو سب سے پہلے محسوس کیا اور ایک بار پھر میمن برادری کے نامور تاجر اور بابائے تعلیم سر آدم جی سے رجوع کیا اور انہیں کلکتہ سے فوری طور پر پاکستان آنے کی ہدایت کی۔ حالانکہ ادھر انڈیا میں آدم جی اپنے کاروباری امور میں مصروف تھے مگر قائداعظم کے حکم پر انہوں نے تمام مصروفیات کو پس پشت ڈالا اور فوراً کراچی پہنچے۔ انہوں نے اسٹیٹ بینک کے قیام کے حوالے سے قائداعظم سے تفصیلی بات چیت کی اور وعدہ کیا کہ اسٹیٹ بینک ضرور قائم ہوگا۔ انہوں نے اس کے لیے ہر ممکن تعاون کا یقین بھی دلایا۔ اس سے پہلے بھی قائد کی ہر پکار پر انہوں نے لبیک کہا تھا اور کئی بار قائداعظم کی خدمت میں اپنے دستخط شدہ کورے چیک پیش کیے تھے کہ رقم ان میں خود بھر لیں۔ اس سے پہلے گورنر جنرل ہاؤس میں منعقدہ ایک ضیافت میں انہوں نے بانی پاکستان سے یہ وعدہ بھی کیا تھا کہ وہ انڈیا سے اپنی تمام صنعتیں، کاروبار اور سرمایہ و جائیداد پاکستان منتقل کرلیں گے۔

قائداعظم کو ان کے اس فیصلے اور اعلان سے بڑی خوشی ہوئی تھی۔ انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ وہ ہندوستان سے دیگر مسلم تجارتی صنعت کاروں، تاجروں اور عام لوگوں کو بھی پاکستان لانے کے اقدامات کریں گے۔ قائداعظم کی تو طویل عرصے سے یہ خواہش تھی کہ میمن برادری پاکستان آجائے اور اس نئی اسلامی ریاست کو اپنا وطن بنالے۔ وہ چاہتے تھے کہ میمن تاجر اور صنعت کار پاکستان کو اقتصادی طور پر مضبوط بنانے میں اپنا کردار ادا کریں اور سر آدم جی نے وعدہ کرلیا تھا کہ وہ قائداعظم کے اس خواب کو ضرور پورا کریں گے۔

بہرحال اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے قیام کے سلسلے میں سر آدم جی قائد کے حکم پر پاکستان پہنچے اور اس کے لیے ہونے والی ایک خصوصی میٹنگ میں شریک تھے کہ انہیں ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دنیا سے رخصت ہوگئے یہ 27 جنوری 1948ء کی بات ہے۔

سر آدم جی کی وفات۔ ایک سانحہ : سر آدم جی کی وفات ایک بڑا سانحہ تھی جس پر قائداعظم نے گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے اس کو ناقابل تلافی نقصان قرار دیا تھا۔ اپنے پیغام میں انہوں نے کہا تھا: ''اس وقت پاکستان کو سر آدم جی کی سخت ضرورت تھی مگر وہ ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے۔''

اسٹیٹ بینک کا افتتاح : سر آدم جی کی زندگی میں تو اسٹیٹ بینک قائم نہ ہوسکا مگر ان کی وفات کے بعد یکم جولائی 1948ء کو یہ بینک قائم ہوگیا اور قائداعظم محمد علی جناح نے اس کا افتتاح بھی فرمادیا۔

اسٹیٹ بینک کے گورنرز : اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی 65 سالہ تاریخ میں 13 گورنرز نے اس کے لیے خدمات انجام دیں جن میں میمن برادری سے تعلق رکھنے والے صرف ایک ہی گورنر تھے اور وہ تھے جناب قاسم حاجی رحمت اللہ پاریکھ۔ ان کا تعلق بانٹوا کی مشہور و معروف پاریکھ فیملی سے تھا۔

حاجی قاسم پاریکھ : حاجی قاسم پاریکھ پاکستان کے سب سے بڑے تجارتی بینک حبیب بینک لمیٹڈ کے کئی سال تک صدر رہے۔ ان کا بینکاری کے شعبے کا تجربہ نصف صدی سے بھی زائد عرصے پر محیط تھا۔ اپنے دادا جناب داؤد پاریکھ کی سرپرستی میں انہوں نے حبیب بینک کی

ملازمت کے ذریعے بینکاری کے شعبے میں خدمات انجام دینی شروع کی تھیں۔ اس کے بعد وہ کئی برس تک حبیب بینک کے انتظامی بورڈ کے ممبر رہے۔ آپ حبیب بینک ملائیشیا، حبیب بینک نائیجیریا اور قومی مالیاتی ٹرسٹ (NIT) کے ڈائریکٹر بھی رہے تھے۔ حبیب بینک کے بانی اور مالک جناب محمد علی حبیب سے ان کے دادا جناب داؤد پاریکھ کے گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔ اسی لیے اس بینک کی کارکردگی میں شروع سے ہی پاریکھ فیملی کا بھرپور تعاون شامل رہا۔ متعدد معروف میمن کاروباری اداروں، کمپنیوں اور پوری میمن برادری کے عملی تعاون کی وجہ سے حبیب بینک کو استحکام نصیب ہوا اور اس نے تیزی سے ترقی کی۔ پاریکھ گروپ اور حبیب گروپ کے درمیان مضبوط دوستانہ تعلقات بھی تھے اس لیے ان دونوں گروپس کے ارکان نے ایک دوسرے کی خوب مدد کی اور عمدگی سے ترقی کے مراحل طے کیے۔

جناب قاسم پاریکھ کو بینکاری کے شعبے کا وسیع تجربہ تھا۔ 1988ء میں انہوں نے اس بینک کی صدارت سے سبکدوش ہونے کا اعلان کیا۔ اس کے بعد وہ پاکستان بینکنگ کونسل کے چیئرمین بنے۔ ستمبر 1989ء میں ان کے تجربے کی بنا پر انہیں اسٹیٹ بینک آف پاکستان کا گورنر بننے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ اس عہدے پر آنے والے وہ میمن برادری کے پہلے فرد تھے۔ پاکستانی کرنسی نوٹوں پر ان کے دستخط کے عکس بھی شائع ہوئے تھے۔ وہ صرف ایک سال تک اسٹیٹ بینک کے گورنر رہے۔ 1992ء میں انہوں نے میٹروپولیٹن بینک قائم کیا۔ وہ اس بینک کے مرکزی ستون تھے اور اس کے پہلے چیئرمین بھی۔ شاید اسی لیے میٹروپولیٹن بینک نے نہایت تیزی سے ترقی کے مراحل طے کیے۔ قاسم پاریکھ صاحب نے اپنے وسیع تجربے اور بینکاری میں مہارت کی بنا پر "ٹرائی آف ٹینکس" بھی حاصل کی۔ اس کے علاوہ 1979ء میں انہوں نے "مظفر میموریل ایوارڈ" بھی حاصل کیا تھا۔

جناب قاسم دادا اور اسٹیٹ بینک : اس سے بہت پہلے برصغیر کے کنگ آف بزنس سرکل جناب حسین قاسم دادا کے بیٹے جناب قاسم دادا نے 1948ء سے 1972ء تک اسٹیٹ بینک کے ڈائریکٹر کے فرائض انجام دیے تھے اور اس شعبے میں اپنی بھرپور لیاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود کو ایک تجربہ کار بینکار تسلیم کرایا تھا۔ ان کی اس مہارت کا اعتراف اس دور میں بھی کیا گیا اور اس کے بعد کے دور میں بھی۔ کئی سال تک انہوں نے اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے ایگزیکٹو بورڈ کے رکن کی حیثیت سے بھی کام کیا۔

میٹروپولیٹن بینک سے وابستگی : اپنے انتقال سے پہلے تک آپ اس شعبے یعنی بینکاری میں سرگرم رہے اور میٹروپولیٹن بینک کے ڈائریکٹر کے فرائض انجام دیتے رہے۔ بلاشبہ مالیاتی شعبے اور خاص طور سے صنعت و بینکاری کے شعبے میں یہ آپ کی لیاقت اور مہارت ہی تھی کہ جس نے میٹروپولیٹن بینک کو خوب فیض پہنچایا اور بینک نے بھی ان سے فائدہ اٹھانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ بعد میں جناب حسین داؤد نے بھی اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ واضح رہے کہ جناب حسین داؤد پاکستان کے معروف اور صف اول کے صنعت کار ہیں اور "داؤد گروپ" کے روح رواں بھی ہیں اور شعبہ مالیت میں آپ کے تجربے اور صلاحیت کو مالیاتی حلقے تسلیم کرتے ہیں۔

کچھ باتیں مسلم کمرشل بینک کی : میمن برادری کے بابائے تعلیم سر آدم جی حاجی داؤد نے قائداعظم کے حکم اور خواہش پر مسلمانوں کے لیے تقسیم ہند سے پہلے ہی ایک الگ بینک قائم کر دیا تھا جس کا نام مسلم کمرشل بینک رکھا گیا۔ اس بینک کی شاخوں کی اکثریت اس دور کے مشرقی بنگال (سابقہ مشرقی پاکستان) کے مرکزی شہر ڈھاکہ اور اس خطے کے اہم شہروں میں قائم کی گئی تھی مگر اس بینک (مسلم کمرشل بینک) کا صدر دفتر کلکتہ (انڈیا) میں قائم کیا گیا تھا۔ 14 اگست 1947ء میں پاکستان وجود میں آ گیا تو اس کے بعد مسلم کمرشل بینک کا ہیڈ آفس پہلے

ڈھاکہ (مشرقی پاکستان) اور بعد میں کراچی شفٹ کردیا گیا۔ چونکہ مسلم کمرشل بینک پر آدم جی فیملی کا ہاتھ تھا اور یہ فیملی مالیاتی شعبے میں بڑی مہارت کی حامل تھی اس لیے اس بینک نے خوب ترقی کی اور اس کی برانچیں بڑی تیزی کے ساتھ قائم ہوتی چلی گئیں۔

مسلم کمرشل بینک کے چیئرمین : جب مسلم کمرشل بینک قائم ہوا تو سر آدم جی کے بڑے بیٹے جناب عبدالواحد آدم جی کو اس کا پہلا چیئرمین مقرر کیا گیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی ذاتی اور موروثی قابلیت کی وجہ سے اس بینک کو خوب ترقی دی۔ اس بینک نے ملکی ترقی میں اہم کردار ادا کیا اور خاص طور سے اقتصادی و معاشی شعبے میں خوب ترقی کی۔ جناب واحد آدم جی کی ولولہ انگیز قیادت نے اس بینک کو ترقی کے بام عروج پر پہنچا دیا۔ ان کی خدمات اس بینک کے لیے ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

عبدالواحد آدم جی کی وفات اور گل محمد آدم جی کی قیادت : جناب عبدالواحد آدم جی نے بڑی محنت اور جانفشانی سے مسلم کمرشل بینک کی قیادت سنبھالی اور اس بینک کو ایک کامیاب بینک بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے چھوٹے بھائی اور سر آدم جی کے سب سے چھوٹے بیٹے گل محمد آدم جی مسلم کمرشل بینک کے چیئرمین مقرر ہوئے۔ انہوں نے بھی اس شعبے کو مہارت سے چلایا اور 1972ء سے 1974ء تک یعنی دو سال تک اس بینک کی قیادت کی اور اسے عروج و کامیابی کی ایک نئی منزل پر ڈال دیا۔ واضح رہے کہ وہ جوٹ (پٹ سن) اور دوسرے کاروباری شعبوں میں اپنی صلاحیت کا اظہار پہلے ہی کر چکے تھے کیونکہ یہ شعبہ ان کی فیملی کی خصوصی پہچان بن چکا تھا۔

نیشنل بینک آف پاکستان : پاکستان کا سب سے بڑا اور کامیاب بینک تو حبیب بینک کو قرار دیا جاتا ہے اور اس کے بعد نیشنل بینک آف پاکستان کا نمبر آتا ہے۔ اس بینک کی ترقی میں بھی میمن تاجروں اور صنعت کار حضرات بڑا ہاتھ رہا ہے۔ اس کا قیام 1949ء میں عمل میں آیا گویا یہ عمر میں پاکستان سے دو سال چھوٹا ہے۔ اس دور میں کسی نئے بینک کا قیام ایک مشکل کام تھا کیونکہ اس زمانے میں پاکستان مشکل حالات سے گزر رہا تھا اور ان حالات میں کسی نئے بینک کے لیے قدم جمانا مشکل ہو رہا تھا مگر اس موقع پر میمن تاجر، صنعت کار، سوداگر اور بزنس مین آگے آئے اور انہوں نے نیشنل بینک آف پاکستان کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کیا جس کے بعد یہ بینک قدرے مستحکم ہوا۔ اس بینک کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں بھی متعدد نمایاں اور سرکردہ میمن شامل رہے اور اس کی ہر طرح سے مدد کرتے رہے۔

میمن برادری سے تعلق رکھنے والے معروف میمن تاجر اور صنعت کار جناب محمد علی رنگون والا 1964ء سے 1970ء تک نیشنل بینک آف پاکستان کے چیئرمین رہے اور انہوں نے اپنے وسیع تجربے، مالیاتی مہارت اور قابلیت سے اس کو پاکستان کے دیگر بینکوں کی صف اول میں لا کھڑا کیا جس کے بعد یہ بینک تو مستحکم ہوا ہی، ساتھ ہی جناب محمد علی رنگون والا کی قدر و منزلت بھی بڑھ گئی اور پاکستان کے اقتصادی و معاشی شعبے میں انہیں بڑے احترام کی نظر سے دیکھا جانے لگا۔

یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ : نومبر 1959ء میں یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ کی داغ بیل ڈالی گئی۔ اس بینک نے بڑی برق رفتاری سے ترقی کی جس کے پیچھے بھی میمن برادری سے تعلق رکھنے والے تاجروں اور صنعت کاروں کا ہاتھ تھا۔ کئی معروف میمن تاجر اس بینک کے ڈائریکٹر بھی رہے اور اپنی مالیاتی مہارت سے اس کو مستحکم کرتے رہے۔ شاید اسی لیے یہ بینک بہت جلد پاکستان کے کامیاب بینکوں کی صف میں شامل ہو گیا۔

پریمیئر بینک لمیٹڈ : جناب حاجی حبیب پیر محمد برصغیر کے نامور تاجر تھے اور کلکتہ میں قائم شدہ ''ادرگ لمیٹڈ'' کے سربراہ بھی تھے۔ انہوں

نے ایک زمانے میں پریمئر بینک لمیٹڈ کا کنٹرول سنبھال لیا تھا۔ ارگ گروپ نے اس بینک کو مستحکم کرنے کے لیے بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ کام کیا تھا۔ اس گروپ کے بینکاری کے امور کے ایک ماہر اور قابل و تجربہ کار منتظم جناب اقبال اسماعیل نے اس بینک کی ترقی اور استحکام میں بہت اہم کردار ادا کیا تھا مگر 1970ء میں جب ملکی حالات خراب ہوئے اور خاص طور سے مشرقی پاکستان میں علیحدگی پسندی کی تحریک چلی جس کے نتیجے میں بنگلہ دیش وجود میں آیا تو ان حالات نے سب سے زیادہ متاثر بینکاری کے شعبے کو کیا جس کے نتیجے میں تمام بینک تباہ ہو گئے اور مالیاتی شعبہ برباد ہو کر رہ گیا۔ اس میں مزید خرابی اس وقت پیدا ہوئی جب 1974ء میں اس وقت کی حکومت پاکستان نے تمام بینکوں کو قومی ملکیت میں لے لیا جس کی وجہ سے پریمئر بینک بھی سرکاری ملکیت میں چلا گیا۔

جناب عزیز ساکرانی : جناب عزیز ساکرانی بھی میمن برادری سے تعلق رکھنے والے ایک معروف اور ماہر بینکار تھے۔ وہ مسلم کمرشل بینک میں اہم عہدے پر فائز تھے۔ ان کی ذاتی محنت، قابلیت اور مہارت سے اس بینک نے خوب ترقی کی تھی۔ وہ اس بینک میں مختلف اہم اور ذمے دار عہدوں پر فائز رہے تھے، یہاں تک کہ اپنی محنت اور جدوجہد کے نتیجے میں 1984ء میں وہ مسلم کمرشل بینک کے صدر ہو گئے جو بلاشبہ اس بینک کا سب سے بڑا اور ذمے دار عہدہ تھا۔ اس کے بعد وہ پاکستان بینکنگ کونسل کے صدر ہو گئے اور اس عہدے پر رہ کر بھی اہم فرائض انجام دے کر خود کو تسلیم کرالیا۔

جناب بشیر جان محمد : جناب بشیر جان محمد بھی میمن برادری کے معروف تاجر ہیں۔ انہوں نے مسلم کمرشل بینک کے ڈائریکٹر کی حیثیت سے اہم خدمات انجام دیں اور برادری کے لیے شہرت و ناموری کا سبب بنے۔ انہوں نے PICIC کے ڈائریکٹر کا عہدہ بھی سنبھالا تھا۔

جناب اشرف ڈبلیو تابانی : جناب اشرف ڈبلیو تابانی بھی معروف میمن صنعت کار تھے اور انڈسٹریل ڈیولپمنٹ بینک آف پاکستان IDBP کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے چیئرمین رہے ہیں۔ اس حیثیت میں انہوں نے بے مثال خدمات انجام دیں۔

جناب عبدالرزاق ٹبا : ملک کے صف اول کے صنعت کار اور سماجی رہنما جناب عبدالرزاق ٹبا بھی نیشنل بینک آف پاکستان NBP کے ڈائریکٹر رہ چکے ہیں اور ان کی مالیاتی خدمات کو لوگ تسلیم کرتے ہیں۔

مالیاتی شعبے میں میمن برادری کا کردار : پاکستان کے مالیاتی شعبے کے لیے میمن برادری نے جو گراں قدر خدمات انجام دیں وہ بے مثال ہیں اور ہمیشہ یاد رہیں گی۔ اگر دیکھا جائے تو میمن برادری نے بینکاری کے شعبے کو اس طرح مستحکم کیا کہ تمام بینکوں اور خاص طور سے نئے وجود میں آنے والے ہر بینک کے ساتھ مالی تعاون کیا اور ان بینکوں کے ذمے دار عہدوں پر فائز رہ کر بھی ان کی سپورٹ (مدد) بھی کی اور قدم قدم پر انہیں مشاورت بھی فراہم کی۔ بیمہ یا انشورنس کے شعبے میں بھی میمن برادری نے اہم کردار ادا کیا ہے بلکہ دیکھا جائے تو اس برادری نے اس شعبے میں پاکستان میں پہل کر کے دوسرے لوگوں اور برادریوں کو اس شعبے (انشورنس) کی طرف آنے کی دعوت دی۔ آج ہمیں انشورنس میں جو پھیلاؤ نظر آرہا ہے اور جس طرح اس شعبے نے وسعت اختیار کی ہے، وہ سب میمن برادری کا مرہون منت ہے۔ بینکاری کے شعبے میں، انشورنس کے شعبے میں اور سرمایہ کاری کرنے والے اداروں میں جو بھی چہل پہل نظر آرہی ہے، اس کے پیچھے اس برادری کا ہاتھ ہے اور اب بھی وہ ان تمام شعبوں میں ایک تواتر کے ساتھ سرگرمی دکھا رہی ہے۔ یہ کریڈٹ اس برادری کو جاتا ہے کہ پہلے تحریک پاکستان پھر حصول اور قیام پاکستان اور اس کے بعد استحکام پاکستان کے تمام مراحل میں میمن برادری سرگرمی سے کردار ادا کیا ہے اب بھی کر رہی ہے۔ اس لیے یہ برادری اس ملک کی اہم برادری ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

موبائل فون یا خطرے کی گھنٹیاں؟

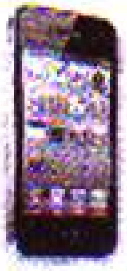

اپنے موبائل فون سے انڈین اور انگریزی گانوں کی ٹونز (گھنٹیاں) ختم کر دیجئے کیونکہ گانا بجانا حرام ہے۔ جب یہ ٹونز (گھنٹیاں) آپ کے بھول جانے کے سبب مساجد میں بجتی ہیں تو نمازی حضرات کے لئے نماز میں خلل اور آپ کے گناہ کا سبب بنتی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آخری زمانہ میں اس امت کے کچھ لوگوں (کی شکلوں) کو مسخ کر کے بندر اور خنزیر بنا دیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول ﷺ کیا وہ لوگ اس بات کی گواہی نہیں دیں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں! بلکہ وہ روزے بھی رکھتے ہونگے نماز بھی پڑھتے ہونگے اور حج بھی ادا کرتے ہوں گے۔ کہا گیا کہ آخر ان کے ساتھ ایسا معاملہ کرنے کی وجہ کیا ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کہ وہ

”گانا بجانے کے آلات... اپنالیں گے۔ (نیل الاوطار)

”سیدنا عمران بن حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اس اُمت میں بھی دھنسے، صورتیں مسخ ہونے، اور پتھروں کی بارش ہونے کے واقعات ہوں گے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے پوچھا، یا رسول ﷺ ایسا کب ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا: جب... آلاتِ موسیقی کا رواج عام ہو جائیگا۔ (ترمذی)

اللہ کیلئے اپنے موبائل پر عام اور سادی ٹون (گھنٹی) لگائیے جو آپ کو صرف فون آنے کی اطلاع دے سکے نہ کہ آپ کو گانوں اور فلموں کی طرف متوجہ کرے۔ جزاک اللہ

مسجد میں داخل ہونے سے پہلے اپنے موبائل فون بند یا SILENT کرلیں۔

معاف کیجئے گا

اردو کے ممتاز مزاح نگار شوکت تھانوی (مرحوم) کی ایک دلچسپ اور مزاحیہ تحریر

جس طرح ہر مرض کی دوا ''درود شریف'' ہے بالکل اسی طرح ''معاف کیجئے گا'' بھی عجب پر تاثیر عمل ہے کہ کسی کے منہ پر تھوک دیجئے، کسی کو اٹھا کر پٹک دیجئے، کسی کے ٹیپ جھاڑ دیجئے، کسی کو گالی دیجئے، کسی کے بید رسید کر دیجئے، کسی کو سائکل سے گرا دیجئے، کسی کا کوئی شدید سے شدید نقصان کر دیجئے، لیکن جہاں آپ نے اس سے ''معاف کیجئے گا'' کہا اگر وہ شریف ہے فوراً یہی کہے گا کہ ''کوئی حرج نہیں''۔ اور اگر یہ نہ کہے تو سمجھ لیجئے کہ اس شخص میں شرافت کا قطعاً اثر نہیں ہے اور یہ سمجھنے کے بعد آپ کو پورا اختیار ہے کہ الٹا چور کوتوال کو ڈانٹنے کے زریں اصول کو پیش نظر رکھ کر جتنا جی چاہے اس کو برا بھلا کہے۔

ایک آدھ بات کا تو وہ بھی سختی سے جواب دے گا، لیکن بعد میں جب چاروں طرف جمع ہو جانے والے راہ گیر فیصلہ کریں گے تو وہ آپ ہی کے موافق ہوگا کہ سب اسی کو برا بھلا کہنا شروع کر دیں گے کہ وہ بے چارے تو اتفاق غلطی پر ''معاف کیجئے گا'' کہہ رہے ہیں اور تو اکڑا ہی جاتا ہے۔ پھر آپ سے سب کہیں گے کہ جانے دیجئے صاحب جانے اس کو بکنے دیجئے۔ یہ گویا آپ کی فتح ہوگی اور آپ مونچھوں پر تاؤ دیتے ہوئے مجمع سے نکل کر اپنا راستہ لیں گے، آپ کی اس فتح کا راز دراصل یہی ''معاف کیجئے گا''۔ والا عمل ہے۔ یہ تو ایک معمولی سی جھڑپ کی مثال پیش کی گئی ہے۔ ورنہ یہ عمل ایسے ایسے معرکوں میں کام آتا ہے جہاں آپ تو آپ کے فرشتے بھی بغلیں جھانکنے لگیں، یہ تو ایک معمولی سی بات ہے کہ کسی سفید پوش شریف مرد آدمی کو پیچھے سے جا کر ایک گھونسہ جم سے رسید کیا اور جب اس بے چارے نے گھوم کر دیکھا تو آپ نے فوراً کہا ''معاف کیجئے گا''۔

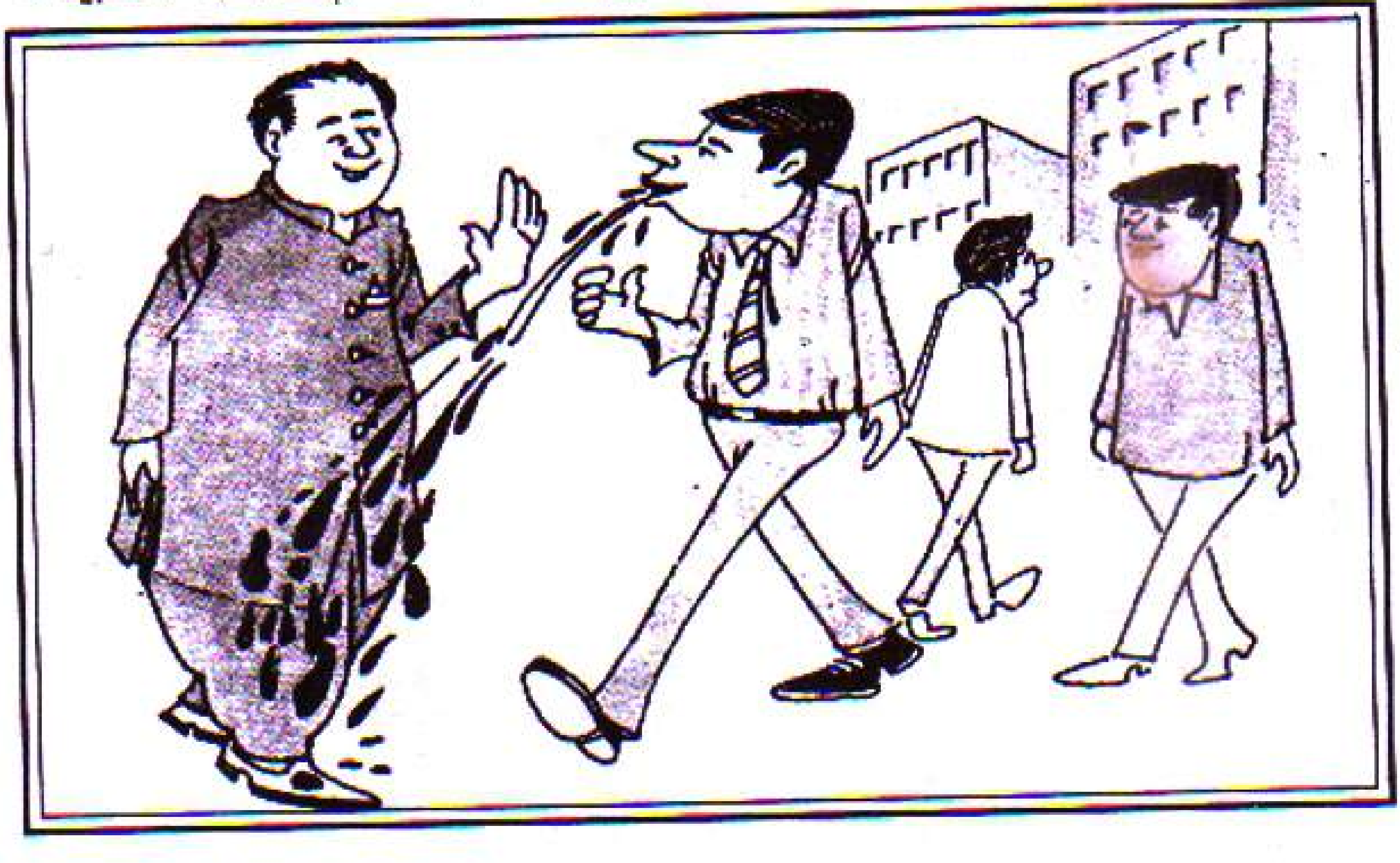

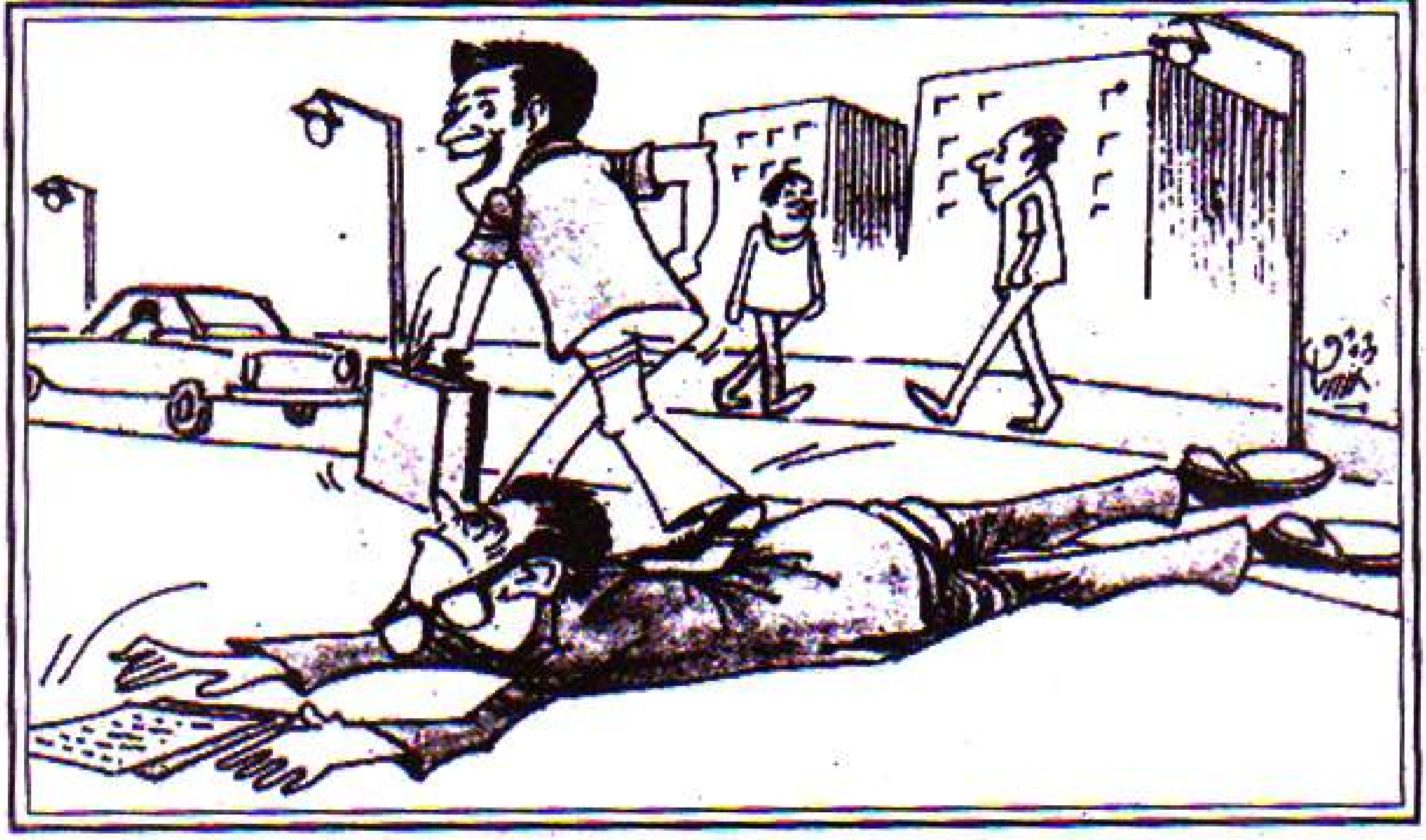

میں سمجھا تھا کہ آپ مرزا ہیں اور آپ پیچھے سے بالکل ''مرزا'' معلوم ہوتے ہیں اور مسکرائے اور آپ سے کہہ دے کہ ''کوئی ہرج نہیں، جناب کوئی ہرج نہیں''۔ یہ کوئی ہرج نہیں ایسے ایسے موقعوں پر کہا جاتا ہے جہاں سوائے فوج داری کے اور کوئی بات ہی نہ ہو سکے۔

یعنی آپ نے پان کی پچکاری دہان مبارک سے اس طرح چھوڑ ہے کہ کسی بے چارے کی قیمتی شیروانی پر پڑی، آپ تو خیر بے ساختگی میں یا گھبرا کر ''معاف کیجیے گا'' کہہ ہی دیں گے، لیکن وہ حضرت بھی دامن جھٹک کر ''کوئی ہرج نہیں''، اس طرح کہہ دیں گے گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔ حال آنکہ اگر آپ نے معاف کیجیے گا والا عمل نہ پڑا ہوتا تو خدانخواستہ سڑک ہی پر کشتی کے ایسے داؤں پیچ دیکھنے میں آتے جن کے لیے عظیم الشان دنگل منعقد کیے جاتے ہیں اور اس کے علاوہ آپ کے کپڑوں کی وہ درگت بن گئی کہ شاید لندن واشنگ کمپنی بھی ان داغ ہائے ''گدم پختا'' کو صاف نہ کرسکتی، معمولی دھبوں کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ یا اگر وہ ان کو صاف کرلینے کی قسم ہی کھالیتے تو ان زخموں کا علاج شاید مدتوں ہوتا جو گھٹنوں پر اور کہنیوں پر اس معرکہ میں آجاتے ہیں۔ اب رہی عزت آبرو اس کا ہم ذکر نہیں کرتے اس لیے کہ وہ شریف آدمیوں میں اس طرح آجاتی ہے جیسے جائداد غیر منقولی، ایسی ایسی معمولی باتوں سے وہ جایا نہیں کرتی یہ ایک معمولی سی لڑائی ہے۔

ہم نے اس ''معاف کیجیے گا'' کی تاثیریں ایسی موقعوں پر بھی دیکھی ہیں جہاں اچھے خاصے بلوہ کا اندیشہ ہو۔ جس کے لیے دفعہ 144 کا نفاذ حفظ ماتقدم کے طور پر ہوتا ہے یعنی لاکھوں آدمیوں کے مجمع میں ایک مقرر جب تقریر کرتے کرتے حاضرین کو گالیاں دینا چاہتا ہے تو وہ یہی کہتا ہے کہ معاف کیجیے گا آپ حضرات بڑے نامعقول ہیں اور معاف کیجیے گا آپ بالکل بے وقوف ہیں اور معاف کیجیے گا آپ لوگ عورتوں سے بھی بدتر ہیں۔ اور معاف کیجیے گا آپ لوگ جانوروں کے برابر ہیں۔ غرض یہ کہ معاف کیجیے گا کہہ کر اس کا جو جی چاہتا ہے کہتا ہے، اور سننے والے اس طرح سنتے ہیں گویا کسی اور کو کہا جارہا ہے، اس میں درحقیقت ان کی بے تمیزی نہیں ہے بلکہ یہ ''معاف کیجیے گا'' کا سحر ہے۔ جس سے تمام مجمع مسحور ہو جاتا

ہے،اور ان ہی گالیوں کو بہ خندہ پیشانی سنتا ہے، جس کو اگر ''معاف کیجیے گا'' کے بغیر کہا جاتا تو شاید حاضرین اپنی اور مقرر صاحب کی جان ایک کردیتے۔

اس ''معاف کیجیے گا'' کا رواج زیادہ تر مہذب سوسائٹیوں میں زیادہ ہے۔ اس لیے کہ وہاں سے لوگوں کو اس کے جواب میں ''کوئی حرج نہیں'' کہنا آتا ہے، ورنہ جاہلوں سے تو اگر ''معاف کیجیے گا'' کہا جائے تو وہ یہی جواب دیں گے کہ ''ایک تو مارا اس پر کہتا ہے کہ ''معاف کیجیے گا''۔ لیکن مہذب لوگوں میں اس کا اندیشہ نہیں۔ انگریزی داں طبقوں میں ''یہی معاف کیجیے گا'' عام طور پر I AM SORRY کے نام سے مشہور ہے۔ اور کوئی حرج نہیں کہ وہ لوگ NO MATTER کہتے ہیں۔ ہر روز بڑے سے بڑا ہنگامہ اسی سوال و جواب پر ختم ہو جاتا ہے۔

خدمت کا جذبہ سرسید کی نظر میں

SIR SYED AHMED KHAN

۔۔۔معاشرے میں سماجی خدمات انجام دینے والے لوگ دین اور دنیا دونوں میں سرخرو ہوتے ہیں۔ میں آپ سے پوری دل سوزی کے ساتھ یہ بات کہتا ہوں کہ آپ دکھی لوگوں کی خدمت کرنے کے جذبے کو اپنی آنے والی نسلوں میں بھی منتقل کریں، ہمارے آس پاس دکھی اور پریشان حال لوگ خواہ وہ کسی بھی مذہب اور عقیدے سے تعلق رکھتے ہوں، ہم سب کی ہمدردیوں کے مستحق ہیں، ان کے بچوں کی اچھی تعلیم و تربیت کی ذمہ داریوں کو محسوس کرنا ہوگا۔ تعلیم کو عام کرنے کے لئے میرا ساتھ دینے کے لئے آمادہ ہونا ہوگا۔ جس گھر میں تعلیم ہوگی وہاں روشنی ہوگی اور خوشحالی آئے گی۔

(محمڈن اینگلو اورینٹل کالج علی گڑھ کی تقریب سے خطاب۔ مورخہ 26 جون 1889ء)

صفائی نصف ایمان ہے

صاف ستھرا ماحول اک نعمت انمول!!

اپنے گھر، گلی، محلے اور شہر کو صاف ستھرا رکھیے

☆ کوڑا کرکٹ باہر گلی میں نہ پھینکیں
☆ درختوں اور پودوں کو نقصان نہ پہنچائیں
☆ عمارتی سامان اور ملبہ سر عام نہ ڈالیں
☆ راستے میں گندگی اور غلاظت نہ پھیلائیں

جماعت کی خدمت کا جذبہ۔۔۔ اعتماد کا باہمی رشتہ

Dustbin

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

کمپیوٹرائزڈ کارڈ

کے سلسلے میں ضروری ہدایت

چھان بین کے لئے (For Scrutiny Purpose)

کمپیوٹرائزڈ کارڈ کے لئے نیچے دیئے ہوئے دستاویزات جمع کرانے ہوں گے۔

☆ درخواست گزار کے CNIC کارڈ کی کاپی

☆ والد کا بانٹوا میمن جماعت اور CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی یا

☆ والد کے انتقال کی صورت میں Death Certificate اور بھائی / چچا (خونی رشتہ دار) کا بانٹوا میمن جماعت اور CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی

☆ درخواست گزار کی دو عدد فوٹو، 1x1

شادی شدہ ممبران کے لئے

☆ نکاح نامہ کی فوٹو کاپی یا تاریخ اور اگر درخواست گزار صاحب اولاد ہو تو بچوں کے "ب فارم" کی فوٹو کاپی اور 18 سال سے بڑوں کی CNIC کی فوٹو کاپی

☆ بیوی یا شوہر کے CNIC کارڈ کی فوٹو کاپی

☆ دستاویزات مکمل نہ ہونے کی صورت میں فارم جمع نہیں کیا جائے گا۔

آپ سے تعاون کی گزارش کی جاتی ہے

سکندر محمد صدیق اگر

کنویز لائف ممبر شپ کمیٹی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

ایک نصیحت آموز اور روح پرور واقعہ

حج کی ادائیگی

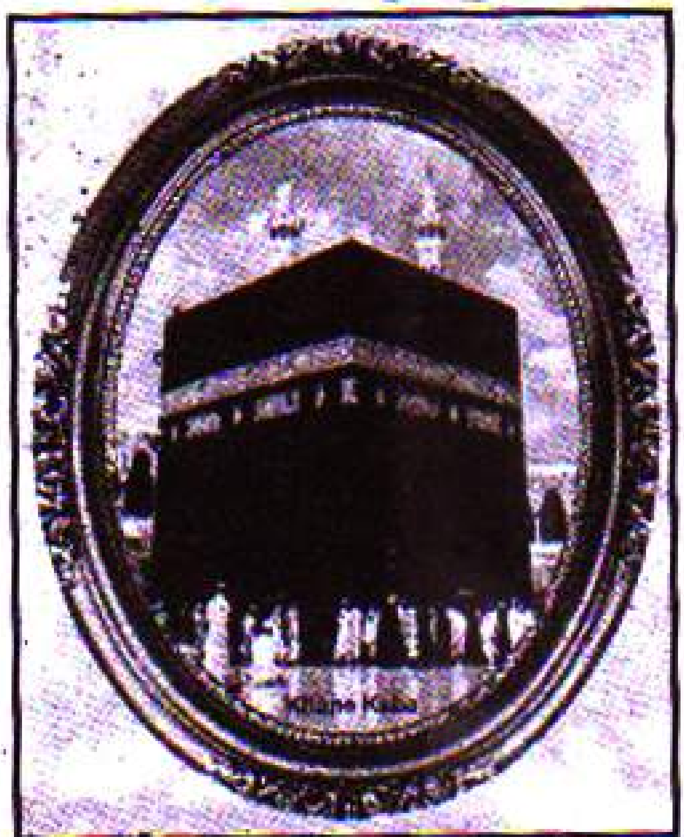

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مبارک حج سے فارغ ہو کر حرم شریف میں سو گئے۔ خواب میں دو فرشتوں کی باتیں سنیں۔ ایک نے پوچھا: ''اس سال کتنے لوگ حج کرنے آئے؟'' دوسرے نے کہا: ''آئے تو بہت مگر کسی کا حج قبول نہیں ہوا۔ البتہ دمشق میں علی بن موفق ایک موچی رہتا ہے۔ اگرچہ وہ حج کرنے نہیں آیا، لیکن اس کا حج قبول ہو گیا ہے اور اسی کے طفیل سب حاجیوں کا حج قبول ہو گیا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ جاگنے کے بعد اس موچی کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ اس کے گھر پہنچ کر دستک دی۔ علی بن موفق باہر آیا تو آپ نے اپنا خواب اس سے بیان کیا اور پھر پوچھا: ''تمہارا حج کیسے قبول ہوا؟''

موچی نے کہا: ''میں نے حج تو نہیں، ساری عمر چمڑا بیچ کر حج کے لیے رقم جمع کی تھی اور حج پر جانے کے لیے تیار تھا۔ اسی دوران ایک دن میری بیوی نے پڑوسی کے ہاں تھوڑا سا سالن مانگا۔ اس نے کہا ہم نے جس گوشت کا سالن پکایا ہے یہ گوشت تمہارے لیے حلال نہیں ہے۔ سات دن کے فاقوں کے بعد بچوں کے بھوک سے بے تاب ہونے کی وجہ سے ہم نے مردار کا گوشت پکایا ہے۔ یہ سن کر میرے اوسان خطا ہو گئے۔ میں نے جتنا روپیہ حج کے لیے جمع کیا تھا وہ سارے کا سارا اٹھا کر ان کے گھر دے دیا تا کہ وہ اپنے بال بچوں پر خرچ کریں۔''

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے یہ سن کر فرمایا: ''فرشتوں نے ٹھیک کہا تھا۔''

برادری کے ترجمان

ماہنامہ

"میمن سماج" کراچی

میں اپنے تجارتی اداروں کی مصنوعات کی تشہیر کے لئے اشتہارات دے کر تعاون فرمائیے!

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ)

کراچی

صحت و صفائی

ہاتھ دھوئیں اور بیماریوں کو بھگائیں

ہمارے ہاتھ ہر کام میں استعمال ہوتے ہیں، چاہے وہ کوئی چیز اٹھانا ہو یا پھر اپنا کام کرنا ہو، ہر کام میں ہاتھوں کا استعمال ضروری ہے، اور ہر دفعہ کسی بھی چیز کو ہاتھ لگاتے ہوئے اس میں موجود بیکٹریا اور جراثیم ہمارے ہاتھو میں لگ جاتے ہیں۔ جو کہ ہماری صحت کے لئے نقصان دہ ہیں۔ اگر چہ جراثیم سے بچاؤ اور مزاحمت کوئی نیا مسئلہ نہیں، لیکن یہ مسئلہ عالمی سطح پر اب خطرناک صورتحال اختیار کر رہا ہے، بیکٹریا، وائرس اور دیگر جراثیم دنیا بھر میں بیماریاں پھیلانے کا اہم سبب ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق سالانہ دو کروڑ لوگ پیٹ کا شکار صرف اس لئے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے ہاتھ ٹھیک طرح سے نہیں دھوتے۔ ہاتھوں کی ناقص صفائی سے کئی بیماریاں بالخصوص پیٹ اور معدہ کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ صاف پانی میسر نہ ہو تو ہاتھوں کی صفائی مشکل ہے۔ ہمارے مذہب میں صفائی کو نصف ایمان کا درجہ دیا گیا ہے۔ مگر پھر بھی ہم ہاتھ دھونے سے لاپرواہی برتتے ہیں، یہاں تک کہ مہذب اور پڑھے لکھے لوگوں میں بھی ہاتھ دھونے سے لاپرواہی بڑھتی جاتی ہے۔ اس طرح مختلف انفیکشنز ایک شخص سے دوسرے شخص میں باآسانی منتقل ہوتے ہیں۔ لوگوں میں ہاتھ دھو کر بیماریوں سے بچنے کا شعور اجاگر کرنے کے لئے اب ہاتھ دھونے کا عالمی دن بھی منایا جانے لگا ہے۔ جس کا سلوگن ہے **"زندگی سے ہاتھ نہ دھوئیے...... ہاتھ دھو لیجئے"**

کب ہاتھ دھونا ضروری ہے:

☆ کھانا پکانے سے قبل اور کھانا پکانے کے بعد

☆ بازار سے واپس آکر ہاتھ ضرور دھوئیں

☆ رفع حاجت سے قبل اور رفع حاجت کے بعد۔ رفع حاجت سے قبل ہاتھ دھونا اس لئے ضروری ہے کہ پہلے سے آپ کے ہاتھوں پر موجود جراثیم نازک حصوں میں انفیکشن کا باعث نہ بن جائیں۔

☆ ناک صاف کرنے، کھانسنے اور چھینکنے کے بعد ہاتھ ضرور دھوئیں تاکہ آپ اپنے ہاتھوں پر موجود وائرس یا بیکٹیریا کو دوسرے لوگوں تک پہنچنے سے

روک سکیں۔

☆ کوڑا کرکٹ پھینکنے کے بعد، کوڑے والی ٹوکری کو ہاتھ لگانے سے ہزاروں کی تعداد میں جراثیم ہمارے ہاتھوں تک منتقل ہو سکتے ہیں اس لئے ہاتھ دھونا ضروری ہے۔

☆ پبلک مقامات پر لگی ہوئی مشین جیسے اے ٹی ایم، کریڈٹ کارڈ یا اس قسم کی کسی بھی مشین کو استعمال کرنے کے بعد ہاتھ ضرور دھوئیں تا کہ کہیں آپ سے پہلے اسے استعمال کرنے والے کو جلدی انفیکشن نہ ہو۔

کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ استعمال کرنے کے بعد: جھاڑ پونچھ کرنے، جھاڑو یا پونچھا لگانے کے بعد ہاتھ ضرور دھوئیں

☆ جوتے صاف کرنے کے بعد بھی اپنے ہاتھ ضرور دھوئیں

ہاتھ دھونے کا درست طریقہ: صاف پانی سے اپنے ہاتھوں کو گیلا کریں، پھر صابن لگا کر اچھی طرح جھاگ بنائیں، انگلیوں کے درمیان ان کے سروں پر اور ہاتھوں کی پشت پر بھی اچھی طرح صابن ملیں۔ کم از کم 20 سیکنڈ تک ہاتھ کو صابن سے ملیں پھر صاف پانی سے دھوئیں۔

آج کل ہاتھ دھونے کے لئے Hand Sanitizers یا Hand Wash بھی بے حد عام ہوتے جا رہے ہیں۔ Hand Sanitizer بنانے کا خیال سب سے پہلے 1966 میں لوپ ہرنیڈس نامی ایک نرس کو آیا۔ اس نے تجربہ کیا کہ اگر الکوحل کو جیل سے گزارا جائے تو یہ جراثیم مارنے اور صفائی کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس نے اپنی دریافت کو کمرشل تیاری کے لئے رجسٹرڈ کروایا مگر اس وقت وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ آنے والا دور Hand Sanitizers کا دور ہوگا۔ آج بیشتر مرد خواتین اسے فیشن ایبل اینٹی بیکٹیریل کے طور پر اپنے ساتھ رکھتے ہیں اور ہر کام کرنے سے قبل اور بعد ہاتھوں پر اسے لگا لیتے ہیں۔ بے شک Hand Sanitizers کسی حد تک جراثیم کا خاتمہ کر سکتے ہیں اور بیماریوں سے تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ مگر تحقیقات یہ بات ثابت نہیں ہوئی کہ یہ صابن سے زیادہ مفید ہیں۔

ان کی بڑھتی مقبولیت کو اگر صرف اشتہار بازی کا مرہون منت کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ لوگ 99.9 فیصد جراثیموں کو مارنے کا دعویٰ کرنے والی Hand Sanitizers کو جراثیم سے مکمل حفاظت کا ضامن مانتے ہیں..... ؟ ایک ماہر کا کہنا ہے کہ بقایا 0.1 فیصد جراثیم بھی ایسے ہیں کہ انفیکشن کا باعث بن سکیں اس کے علاوہ یہ Hand Sanitizers جلد سے داغ کی اوپری تہہ کو ختم کر دیتے ہیں نتیجتاً جلد کھردری اور بے جان ہونے لگتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب بہت سے Hand Sanitizers میں موئسچرائزنگ کریمیں ڈالی جاتی ہیں۔ Hand Sanitizers کو صابن سے زیادہ مفید نہ قرار دینے والے ماہرین ان کے ایک خاص جزو ٹریکلوسان (Triclosan) کو بھی ہدف تنقید بناتے ہیں۔

ان کے مطابق یہ جسم کے غدودوں کے نظام کو متاثر کر سکتا ہے اور ایسے بیکٹیریا پیدا کرنے کا باعث بن سکتا ہے جو اینٹی بائیوٹکس کے خلاف شدید مزاحمت کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ اس کے علاوہ گرد یا فضلے میں موجود بعض پروٹین یا جراثیم ان Hand Sanitizers کو بالکل بے کار کرنے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں۔ یہ ماہرین ان Hand Sanitizers کے لئے بنائی جانے والی بوتلوں اور ان کی فروخت کے لئے بے انتہا اشتہار بازی کو بھی ضیاع قرار دیتے ہیں۔

ماہرین کہتے ہیں بے شک Hand Sanitizers جراثیموں کو مارتے ہیں مگر یہ بات بھی ثابت ہے کہ یہ ہر قسم کے جراثیموں کو مارنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ آپ انہیں ضرور استعمال کریں مگر اس صورت میں جب آپ کے پاس صابن اور پانی کی سہولت میسر نہ ہو۔ اچھے صابن اور صاف پانی سے ہاتھ دھو کر ہی آپ خود کو بیماریوں سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ اپنے بچوں کو بھی ہاتھ دھونے کی ترغیب دیں۔ ہمارے ملک میں بچوں میں اموات کو دوسری بڑی وجہ ڈائریا ہے جس کا موجب بننے والے جراثم گندے ہاتھوں کے ذریعے ہی سانس یا غذا کے ذریعے معدہ اور پیٹ میں داخل ہوتے ہیں۔ نوزائیدہ بچوں میں اموات کی شرح کا بڑھنا بھی انفیکشن اور جراثیم ہی کی وجہ سے ہے اور یہ جراثیم اسپتالوں اور گھروں میں ماؤں اور دیگر لوگوں کے آلودہ ہاتھوں سے ہی نوزائیدہ بچوں تک پہنچتے ہیں۔ سو ہاتھ دھویئے۔ زندگی کے لئے ... صحت کے لئے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا

جو لوگ اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کے خرچ کی مثال ایسی ہے: جیسے ایک دانہ بویا جائے اور اس سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں۔ (سورۃ البقرہ: ۲۶۱)

فروغ علم کا چراغ

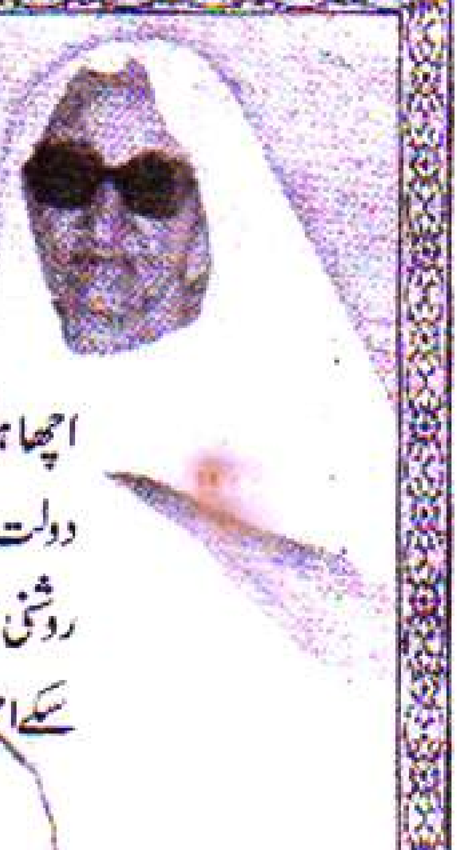

علم حاصل کرنے میں محنت کرو تا کہ دنیا سے اندھیرا ختم ہو جائے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ ملک کا، برادری کا بچہ بچہ علم کی دولت سے مالا مال ہو جائے۔ علم کے بغیر دولت بے کار ہے۔ چراغ سے چراغ روشن ہوتا ہے۔ علم ہی سے ہم اپنی برادری میں روشنی پھیلا سکتے ہیں، اساتذہ کے ذریعہ سے جتنی بھی تھوڑی یا بہت علم کی روشنی پھیل سکے اچھا ہے۔

محترمہ خدیجہ حاجیانی کی تقریر سے اقتباس

رونق اسلام گرلز اسکول نانک واڑہ کے سالانہ جلسہ تقسیم انعامات کے موقع پر

کاٹھیاواڑ کی دھن نگری
بانٹوا کے ماضی کی چند یادگار،
تاریخی تصاویر

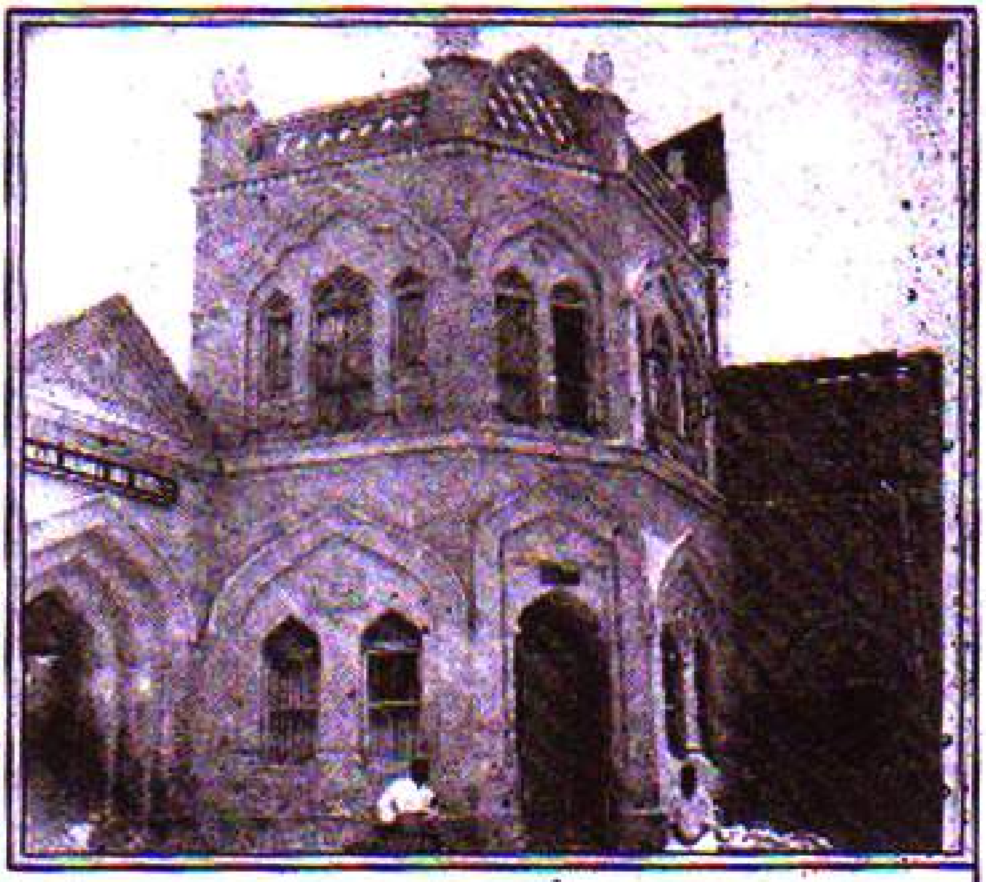

میمن انجمن ہائی اسکول۔ بانٹوا

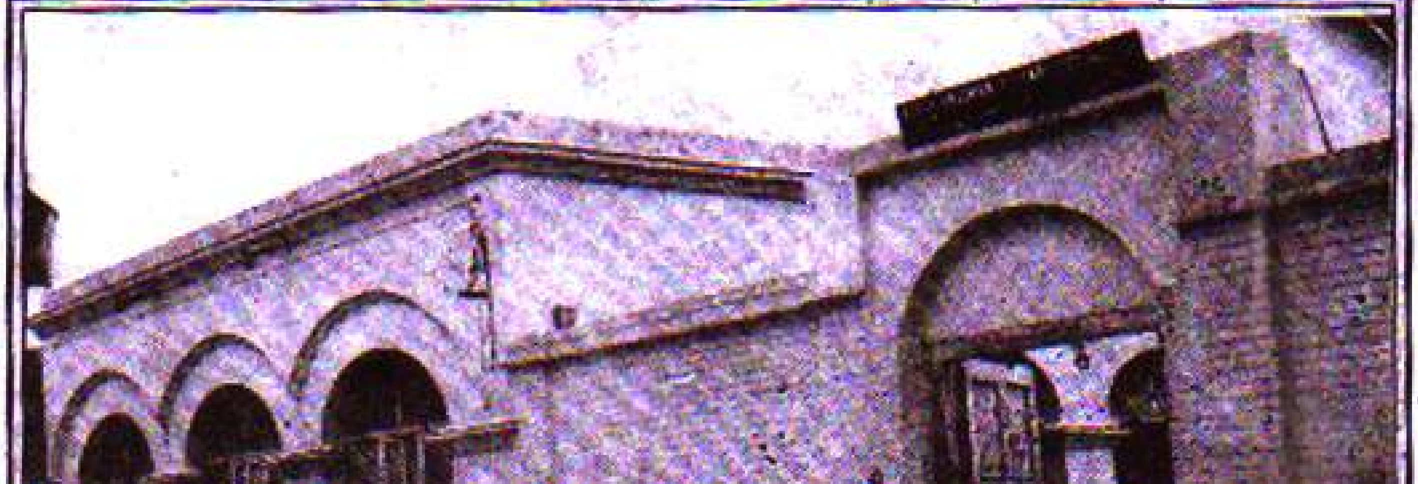

میمن انجمن پرائمری اسکول۔ بانٹوا

بانٹوا کا بازار
بیک گراؤنڈ میں
جامع مسجد
نمایاں نظر آرہی ہے

ریلوے اسٹیشن بانٹوا

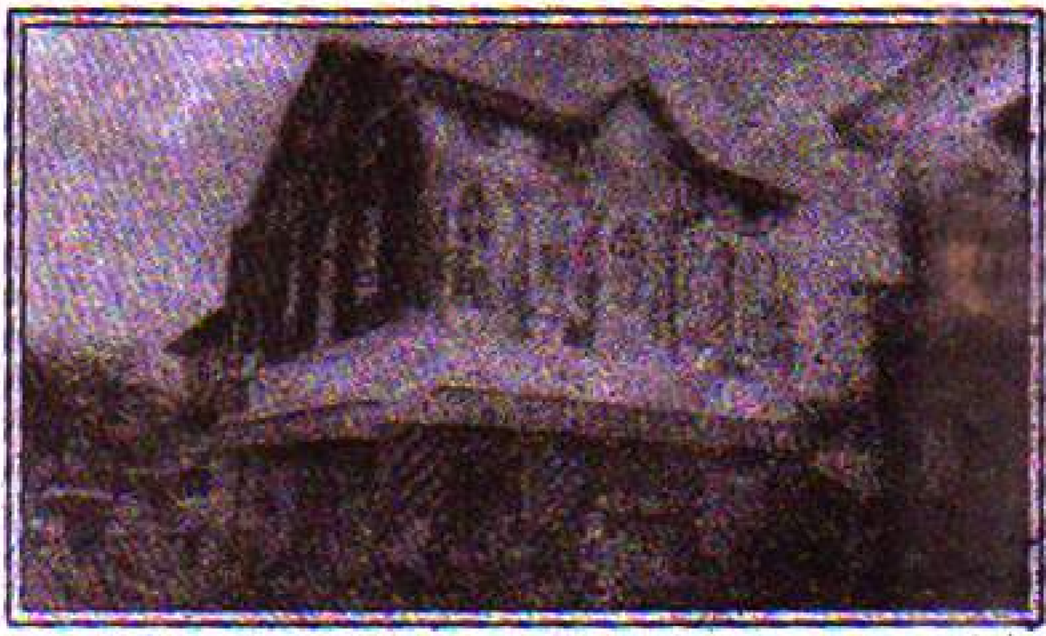

بانٹوا اسٹریٹ (بانٹوا گلی)

قربانی کی عظمت واہمیت

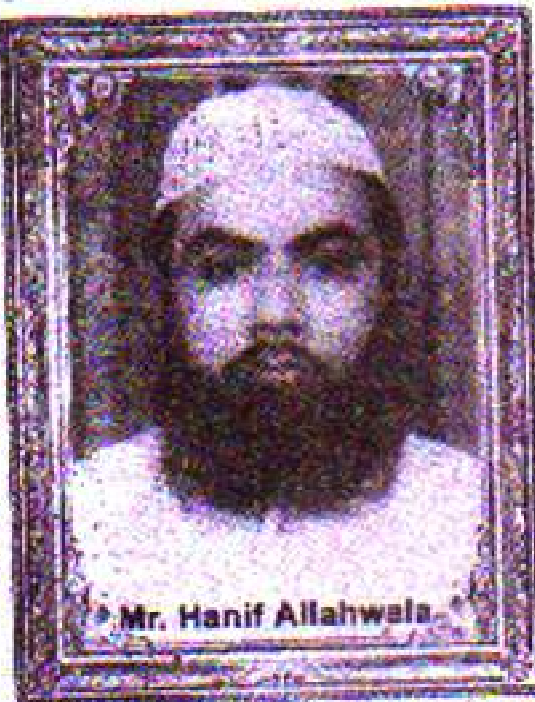
Mr. Hanif Allahwala

قرب الٰہی اور سنت نبوی ﷺ کا عظیم مظہر

تحریر : جناب محمد حنیف اللہ والا ایڈووکیٹ

قربانی کا لفظ اصطلاحی معنوں میں صرف اس ذبیحہ کے لئے بولا جاتا ہے جو عید الاضحیٰ اور قربانی کے موقع پر قربان کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ لفظ صرف قربانی کے جانور کے ذبح کرنے کے متعلق ہے۔ قرآن پاک میں اکثر مقامات پر قربانی کا ذکر موجود ہے لیکن اس کے لئے مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور قرآن کے ان الفاظ سے مراد قربانی ہی ہے۔

سورۃ آل عمران، سورۃ المائدہ، سورۃ الاحقاف میں قربانی کے لئے قربان کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس کے معنی اللہ کے قرب کے لئے جان نثاری ہے۔ اس کے علاوہ اسی قربانی کے لئے عربی زبان میں ''نسک'' کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے اور قرآن پاک میں یہ لفظ قربانی کے لئے تین مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ ان کے علاوہ قربانی کے لئے قرآن پاک میں ''النحر'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، بہرکیف اس قسم کے الفاظ سے مراد وہ قربانی ہے، جو عید الاضحیٰ کے موقع پر کی جاتی ہے۔ بظاہر تو ہم اس قربانی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جانور ذبح کرتے ہیں، لیکن ہمارا یہ عمل اللہ کے حضور قبول ہوتا ہے۔ ہماری نیت اللہ جانتا ہے اور جانور کے ذبح سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ جس طرح جانور اللہ کی راہ میں ذبح ہو گیا اور اس نے مالک کی تعظیم ورضا کو مدنظر رکھ۔

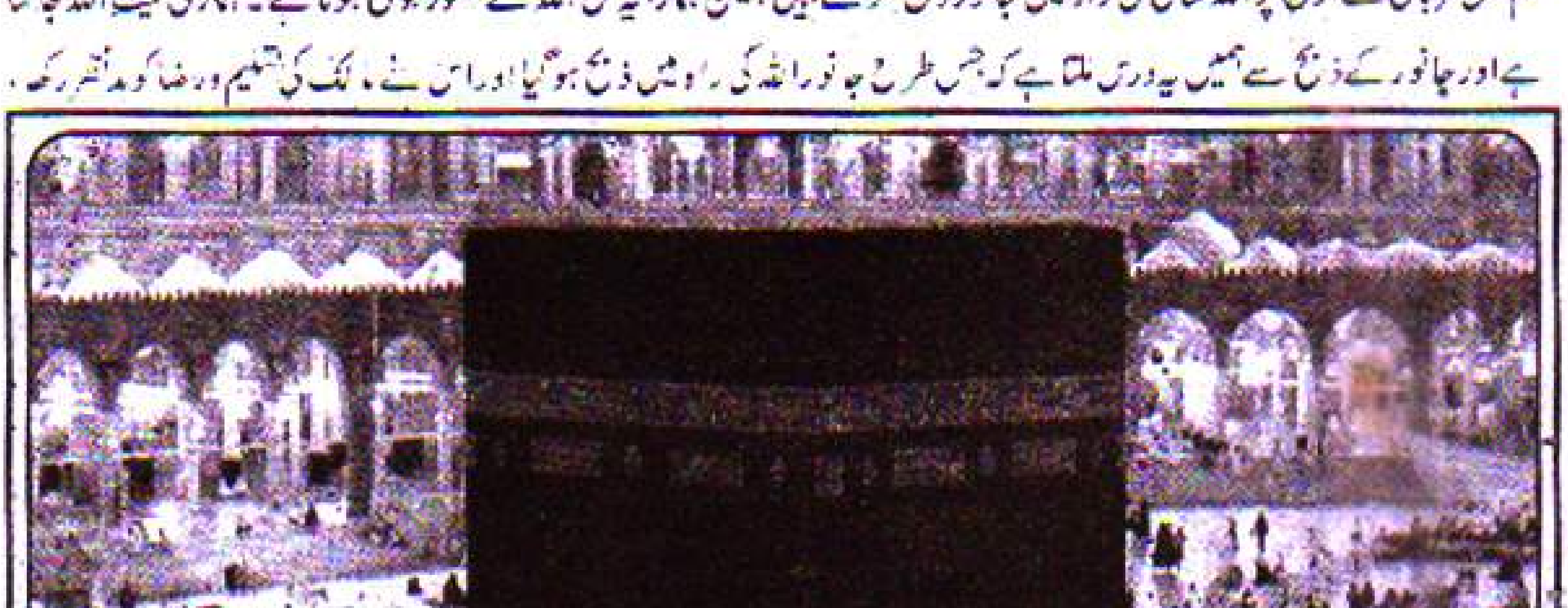
Khane Kaba

ایسے ہی اللہ کے بندے بھی اللہ کی راہ میں ہر وقت اپنے مال و جان کی قربانی کے لئے تیار رہتے ہیں۔

قرآن کے علاوہ احادیث نبوی ﷺ میں قربانی کے لئے ''اضحیہ'' کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس سے مراد بھی اس جانور کی قربانی ہے جو عید الاضحیٰ کے موقع پر ذبح کیا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں قربانی کے حکم کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ''پس نماز پڑھو اور اپنے رب کے لیے قربانی کرو۔''

حدیث کی مشہور کتاب، سنن ابن ماجہ میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ قربانی کے سلسلے میں صحابہؓ کرامؓ نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ قربانیاں کیا ہیں؟

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔''

صحابہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے اس میں کیا ثواب ہے؟

آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ''ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔''

لوگوں نے کہا، اون کا کیا حکم ہے؟

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اون کے ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔''

مذکورہ بالا حدیث سے جہاں قربانی کے حکم کی وضاحت ہوگئی، وہیں اس کے اجر و ثواب کے بارے میں بھی یہ معلوم ہوا کہ قربانی معمولی نوعیت کا عمل نہیں، بلکہ اس میں غیر معمولی اجر و ثواب ہے۔ قربانی کے جانور کے جسم پر ہزاروں لاکھوں بال ہوتے ہیں، جن کا شمار انسان کے بس کی بات نہیں۔ اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ قربانی کرنے سے بے شمار اور ان گنت نیکیاں نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں، جیسے قربانی کے جانور کے جسم پر موجود بالوں کی تعداد کا اندازہ کرنا مشکل ہے، ایسے ہی قربانی کے بدلے ملنے والا اجر بھی انسانی ذہن کے احاطے سے باہر ہے۔ بس شرط یہ ہے کہ قربانی صرف اور صرف اللہ کی رضا جوئی کے لئے کی جائے، کسی دنیاوی نفع، نمود و نمائش، عید پر وافر گوشت کے حصول اور دیگر بنیادی منافع و اغراض کی خاطر نہ ہو۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''قربانی کے دن (عید کے روز) اللہ تعالیٰ کو قربانی کا خون بہانے سے زیادہ مسلمان کا اور کوئی عمل پسند نہیں۔''

قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے قبولیت پا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچ جاتا ہے۔

میرے حقوق کیا ہیں

☆ میں اڑ نہیں سکتا کیونکہ ہوا بے حد آلودہ ہے۔

☆ میں تیر نہیں سکتا کیونکہ پانی بے حد آلودہ ہے۔

☆ میں کیا کر سکتا ہوں؟ میرا کوئی مستقبل ہے؟

ذائقے میں یکتا اور توانائی کا سرچشمہ "آم" موسم گرما کی خاص سوغات

آم پھلوں کا بادشاہ اور صحت افزا پھل

ماہر طب سید رشید الدین احمد (مرحوم) کے قلم سے، سابق ایڈیٹر ہمدرد صحت

Late Syed Rasheeduddin

آم پھلوں کا بادشاہ ہے۔ اس کا شمار برصغیر پاک و ہند کے انتہائی مفید، رسیلے اور ذائقے دار پھلوں میں کیا جاتا ہے۔ یہ ایک مقبول ترین پھل ہے جسے بچہ بچہ جانتا اور پسند کرتا ہے۔ آم کو برصغیر پاک و ہند کا جلیل القدر پھل، جنت کا میوہ اور دیوتاؤں کا بھوگ جیسے نام دیے گئے ہیں۔ آم اپنے منفرد ذائقے، تاثیر، رنگ، خوشبو اور صحت بخشی کے لحاظ سے ایک اعلیٰ ترین پھل ہے۔ آم کا درخت خوب پھل لاتا ہے۔ اس کی سیکڑوں قسمیں ہیں۔ پاکستان اور ہندوستان آم کے گھر کہلاتے ہیں۔ ہندوستان کے قدیم باشندے بھی اسے بہت ذوق و شوق سے کھاتے تھے۔

پکا ہوا شیریں اور رس دار آم ہر عمر کے فرد کے لیے یکساں مفید ہے۔ جو بچے لاغر و کمزور ہوں، ان کے لیے آم ایک عمدہ قدرتی ٹانک ہے۔ یہ حاملہ خواتین کے لیے بھی بے حد فائدہ مند ہے۔ جو خواتین حمل کے دنوں میں آم کھاتی ہیں، ان کے ہاں پیدا ہونے والے بچے خوبصورت ہوتے ہیں۔ دودھ پلانے والی ماؤں کو روزانہ آم کھانے چاہئیں، اس طرح دودھ کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔

پھلوں کا بادشاہ، غذائیت کا شہنشاہ، ذائقے میں یکتا اور توانائی کا سرچشمہ "آم" موسم گرما کی خاص سوغات ہے، گرمیاں شروع ہوتی ہیں کہ آموں کا انتظار شروع ہو جاتا ہے اور یہ انتظار ناجائز بھی نہیں کیونکہ آم ذائقے، غذائیت اور توانائی سے بھرپور ایسا پھل ہے جسے 8 مہینے کے بچے سے لے کر 80 سال کے بزرگ تک شوق سے کھاتے ہیں۔ اس کو کھانے کیلئے کسی بھی قسم کی جدوجہد کی ضرورت نہیں پڑتی کیونکہ اگر دانت چبانے

کے قابل نہ ہو تو بھی آم کا رس اپنی جگہ آپ ہے۔ ایک مشہور محاورہ ہے ”گدھا آم نہیں کھاتا“ اس لئے اسے ایک ناقص العقل چوپایہ قرار دیا جاتا ہے، آم وہ واحد پھل ہے جو دنیا کے ہر حصے، ہر خطے، ہر قوم، ہر نسل کے لوگوں میں یکساں مقبول ہے۔ فرق صرف علاقے کی آب ہوا، کھانے والوں کے طور طریقے اور آم کے ذائقے کا ہوتا ہے۔ آم گرم اور معتدل آب ہوا کی پیداوار ہے لیکن اپنی خصوصیات اور ذائقے کی بناء پر اب دنیا کے تقریباً ہر حصے میں پایا جاتا ہے۔ تاریخ کہتی ہے کہ آم کی افزائش آج سے تقریباً 6ہزار سال پہلے ہندوستان میں شروع ہوئی تھی۔ شاید اسی لئے آم جنوبی ایشیا کا پسندیدہ ترین پھل ہے۔

آم کی بے شمار اقسام ہیں البتہ ہم لوگ چونکہ آم کھانے سے مطلب رکھتے ہیں، پیڑ گننے سے نہیں اس لئے چند ہی اقسام کو جانتے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق آم کی 1000 سے زیادہ قسمیں ہیں، پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، سری لنکا اور ملحقہ ممالک میں آم کی جو اقسام زیادہ مشہور ہیں وہ یہ ہیں۔ لنگڑا، طوطا پری، انور رٹول، سندھڑی، رسولی، مالدہ، قلمی، تخمی، چیننگن پھلی، جان بنگال۔ جہاں دنیا ہر میدان میں ترقی کر رہی ہے وہیں آموں کی جدید اقسام بھی پیدا کی جا رہی ہیں جو ہر موسم میں دستیاب ہو سکیں۔ البتہ ہماری رائے میں آم کو بس اپنے قدرتی موسم میں ہی آنا چاہیے تاکہ آم، آم ہی رہے عام نہ ہو جائے۔

آم کا بوٹینیکل نیم Mango Farandica ہے، انگریزی میں Mango اردو میں آم، سندھی میں ”انب“ آموں کی آمد دسمبر سے شروع ہوتی ہے، جب آم کے درختوں پر ہلکے سرخ رنگ کے چمکدار پتے اپنی بہار دکھاتے ہیں یا پھر درختوں کی ڈالیاں آم کے پھول یعنی ”بور“ سے بھر جاتی ہیں۔ تیز ہواؤں اور پرندوں کی آمد و رفت جاودت سے بیشمار بور جھڑ بھی جاتے ہیں لیکن پھر بھی بقیہ بور کی خوشبو سے فضا معطر رہتی ہے۔ اسی دوران شہد کی مکھیوں کی آمد آم کے پیڑوں کے اطراف میں زیادہ ہو جاتی ہے۔ بور بڑھتا ہے اور چھوٹے سے بیج کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ بیج بڑھ کر کیری بن جاتی ہے اور پھر بعد میں لال، پیلے سبز، سنہرے آموں کا روپ دھار لیتی ہے آم ایسا بے مثال پھل ہے جسکی جڑ سے لے کر پھل تک ہر چیز کار آمد ہے۔ آم کا درخت بہت گھنا اور سایہ دار ہوتا ہے، گرمیوں میں دھوپ کی شدت سے بچاؤ کا اچھا ذریعہ ہے اور بور کی خوشبو سے طرح طرح کی شہد کی مکھیوں کا اجتماع ہوتا ہے اور شہد کی بے شمار اقسام بنتی ہیں۔ کیری سے اچار، چٹنیاں، شربت، جام جیلی، مربے اور کئی طرح کے پکوان بنتے ہیں اور پکے ہوئے آم کے تو کیا ہی کہنے۔

آم نے مہمان نوازی کے ساتھ ساتھ میل ملاپ کے رواج کو بھی نیا انداز اور پہچان دی۔ برصغیر پاک و ہند میں تو خصوصاً لوگ تحفے تحائف کے طور پر ایک دوسرے کو آم بھجواتے ہیں، آم کا اچار ڈالنا بڑے کنبوں میں ایک تہوار کی سی حیثیت رکھتا ہے جب گھر کی بڑی بوڑھیاں، بیٹیاں، بہوئیں، بچیاں حتیٰ کے منچلے مرد بھی جمع ہو جاتے ہیں۔ کچی کیریوں کو چھانٹنا، کاٹنا، سکھانا، نمک لگانا، اچار کے مصالحے بنانا، تیل ڈالنا، مرتبان بھرنا اور پھر اچار کی حفاظت کرنا، جی ہاں اچار کی دیکھ بھال ایک بہت اہم فریضہ ہوتا ہے جو آپ کی نانی، دادی بخوشی سرانجام دیتی ہیں کیونکہ اچار کا مزاج ذرا نازک ہوتا ہے پانی گرمی اور ہاتھوں کی حدت وغیرہ سے فوراً خراب ہو سکتا ہے۔ ہر گھر کے اچار کا ذائقہ الگ الگ ہوتا ہے اسی لئے ایک دوسرے کے ہاں اپنے گھر کے بنے اچار، چٹنیاں، مربے وغیرہ بھیجنے کی روایت بھی ہے۔

کچا آم یعنی کیری نہ صرف اچار ڈالنے کے کام آتی ہے بلکہ یہ گرمی کا پھل ہونے کے باوجود گرمی کا توڑ بھی کرتی ہے کہ کیری سے پنہ یا پن ہا بنایا جاتا ہے جو مشروب کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے اور غذا کے طور پر بھی۔ گرم لو سے بچنے کے لئے گرمیوں میں کیری کے شربت کا استعمال

بہت فائدہ مند ہے۔ کیریوں کو خشک کر کے، سکھا کر پیس کر امچور پاؤڈر بھی بنایا جاتا ہے۔ کئی گھرانوں میں کیری کی قاشیں کاٹ کر دھوپ میں سکھائی جاتی ہیں اور پھر مختلف کھانے جیسے دال، سبزی وغیرہ میں استعمال ہوتی ہیں۔ آم کوئی پھل نہیں جسے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے کھالیا جائے بلکہ آم کھانا ایک قسم کا آرٹ تصور کیا جاتا ہے۔ مغربی طریقہ تو یہ ہے کہ آم کا چھلکا اتار کر قاشیں یا قتلے کاٹ کر کانٹے سے کھائی جائیں لیکن آم کا اصل مزہ ہاتھوں سے دبا کر چوسنے میں ہے بلکہ ہمارے بڑے بوڑھے تو انگریزوں کے رائج کردہ چھری کانٹے کے طریقے کے سخت مخالف ہیں بلکہ چڑ کر یہاں تک کہہ جاتے ہیں۔

بندر کیا جانے ادرک کا سواد انگریز کیا جانے آم کا انداز

گرمیوں میں چونکہ زیادہ کھانا کھانے کو دل نہیں کرتا اس لئے آم امیر ہو یا غریب ہر دسترخوان کو خاص بنا دیتا ہے آم کو روٹی سے کھائیں یا چاول سے، قاشیں کھائیں یا قتلے، اچار کھائیں یا چٹنی، آم کا جوس پیجئے یا ملک شیک، آم کی قلفی کھائیں یا آئس کریم آم، ہر طرح سے آپ کو ذائقہ دیتا ہے اور اب تو مٹھائیوں میں بھی آم جیسے ذائقے دستیاب ہیں۔ آم کی برفی آم کا قلاقند، آم کا کیک آم کی قلفی، آم کے پاپڑ وغیرہ وغیرہ۔ یہ خوش ذائقہ پھل نہ صرف نیا خون بنانے والا قدرتی ٹانک ہے بلکہ گوشت بھی بناتا ہے۔ اس میں نشاستی اجزاء کے علاوہ کیلشیم، پوٹاشیم، گلوکوس اور فوائد بھی پائے جاتے ہیں، اسی لیے یہ دل، دماغ، جگر، سینے اور پھیپھڑوں کے لیے بہت مفید ہے۔ آم خالی پیٹ ہرگز نہیں کھانا چاہیے اور آم کھانے کے بعد دودھ ملا پانی ضرور پینا چاہیے، اس طرح آم کے فوائد بڑھ جاتے ہیں۔

قیام: 1916ء بانٹوا (انڈیا) قیام: 1948ء کراچی (پاکستان)

ضروری گزارش

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کراچی

میت (تجہیز و تکفین) کے بل بلاتاخیر ادائیگی (جمع) کرانے کے لئے اپیل

بانٹوا میمن برادری میں ہونے والی اموات کی تجہیز و تکفین (کفن دفن) کا کام بانٹوا انجمن حمایت اسلام کی جانب سے بہ احسن طریقے سے کیا جاتا ہے۔ اس میں غسل کفن اور بس سروس وغیرہ کی تمام سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اپنی بانٹوا میمن برادری کے کچھ بھائی اپنے خاندان میں ہونے والے انتقال کے بل کی ادائیگی نہیں کرتے ہیں۔ ادارے کی جانب سے موبائل فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے پھر بھی کوتاہی اور غیر ذمہ داری بڑھتی جاتی ہے۔

اس لئے آپ سے مودبانہ التماس ہے کہ جو بھائی اپنے مرحوم کے مدفن کے لئے انجمن سے رابطہ کرتا ہے وہ ان کے اخراجات جتنا ممکن ہو سکے اتنا جلد از جلد جمع کروادیں تا کہ مرحوم پر اس کے کفن دفن کا بوجھ نہ رہے۔

درخواست گزار

اعزازی جنرل سیکریٹری

فون نمبر: 32312939 - 32202973

منزل تیری قبر ہے

دنیا کے اے مسافر منزل تیری قبر ہے
طے کررہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

دو گز زمین کا ٹکرا چھوٹا سا تیرا گھر ہے
طے کررہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

جب سے بنی ہے دنیا لاکھوں کروڑوں آئے
باقی رہا نہ کوئی مٹی میں سب سمائے

مٹی کا تو ہے پتلا مٹی میں ہے سمانا
اک دن یہاں تو آیا اک دن ہے تو نے جانا

اس بات کو نہ بھولو سب کا یہی حشر ہے
طے کررہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

رہنا نہیں ہمیشہ جانا تیرا سفر ہے
طے کررہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

آنکھوں سے اپنی تو نے کتنے جنازے دیکھے
ہاتھوں سے کتنے اپنے دفنائے تو نے مردے

دنیا ہے جہاں فانی اس سے نہ دل لگائیں
کر بندگی اللہ کی کچھ زندگی بنائیں

اپنے انجام سے تو کیوں اتنا بے خبر ہے
طے کررہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

سرمایہ تیرا ہے تو صاحب قبر ہے
طے کررہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

مخمل پہ سونے والے مٹی میں کھو گئے ہیں
شاہ و گدا وہاں پر سب ایک ہو رہے ہیں

راجی الی اللہ رب سے تو مانگ یہ دعائیں
کرے تجھ پر رحم مولی قسمت تیری جگائے

دونوں ہوئے برابر موت کا یہ اثر ہے
طے کررہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

اسلام تیرا زیور ایمان بے خطر ہے
طے کررہا ہے جو تو دو دن کا یہ سفر ہے

دنیا کے ناز نخرے کچھ کام کے نہیں ہیں
یہ عالیشان بنگلے آرام کے نہیں ہیں

قربانی کے بکرے

سید محمد جعفری

پھر آگیا ہے ملک میں قربانیوں کا مال
کی اختیار قیمتوں نے راکٹوں کی چال
قامت میں بکرا اونٹ کی قیمت کا ہم خیال
دل بیٹھتا ہے اٹھتے ہی قربانی کا سوال
قیمت نے آدمی ہی کو بکرا بنادیا
بکرے کو مثل ناقہ لیلیٰ بنادیا

بکرے کے پیچھے پیچھے ہیں مجنوں کا بھر کے سوانگ
گر ہوسکے خریدیے بکرے کی ایک ٹانگ
قیمت جو ٹانگ کی ہے لگادے کی پھر پھلانگ
مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے اللہ نہ مانگ
ٹیڑھا لگا ہے قط قلم سر نوشت کو
مہنگائی میں چلا ہے یہ بکرا بہشت کو

دیہات سے جو شہر میں بکروں کو لائے ہیں
معلوم ہورہا ہے وہ جنت سے آئے ہیں
قیمت نے آسمان کے تارے دکھائے ہیں
بکرا نہیں خریدا گنہ بخشوائے ہیں
قربانی ایسے حال میں امر محال ہے
بکرا تمام حلقہ دام خیال ہے

قربانی ہو بھی جائے مگر کھینچ رہی ہے کھال
اے گوشت کھانے والو ذرا خود کرو خیال
بکرے کے ساتھ ہوتا ہے گاہک کا انتقال
گر قیمتیں یہی ہیں تو جینے کا کیا سوال

ہیں گلہ بان لوگوں کے پیچھے پڑے ہوئے
اور بکرا لے کے ہم بھی ہیں مرغے بنے ہوئے

چوراہوں پہ کھڑے ہوئے بکروں کے ہیں جو غول
تو ان کے منہ کو کھول کے دانتوں کو مت ٹٹول
قیمت میں ورنہ آئے گا فوراً ہی اتنا جھول
سونے کا جیسے بکرا ہو ایسا پڑے گا مول
خود ہی کہے گا بکرا کہ تجھ میں اگر ہے عقل
اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر ذبح بعد قتل

بکرے تمام راہ میں ہنکارتے چلے
بنگلوں کے بیل بوٹوں پہ منہ مارتے چلے
جس گھر میں گھس گئے وہیں افطارتے چلے
اور جب ملے جگہ سے تو سکارتے چلے
گھر والے کہہ رہے ہیں کہ باہر نکال دو
بکرے مصر ہیں اس پہ کہ ڈیرہ ہی ڈال دو

بکرے جو سینگ والا بھی ہے اور فسادی ہے
اس نے سیاسی جلسوں میں ہلچل مچا دی ہے
چلتے ہوئے جلوس میں ٹکر لگادی ہے
اور ووٹروں میں پارٹی بازی کرادی ہے
بکرے ہیں لیڈروں کی طرح جن پہ جھول ہے
ہنکارتے ہیں، چپ بھی کرانا فضول ہے

بکرے جو پھر رہے ہیں سڑک پر ادھر ادھر
جلسوں میں اور جلوسوں میں کرتے ہیں شب بسر
بکرے کی پوری نسل سے بیزار ہیں بشر
جمہوریت کے بکروں کی بھی لے کوئی خبر
ڈر ہے کہ بکرا بھوک کی ہڑتال کر نہ جائے
چالاک سب کے واسطے یہ سال کر نہ جائے

قربانیوں کا دور ہے بکروں کی خیر ہو
ہے اور بات حالت انسان غیر ہو
قرضے میں اس کا جکڑا ہوا ہاتھ پیر ہو
لیکن نصیب بکرے کو جنت کی سیر ہو
بکرے کے سر پہ آئے گی شامت ہی کیوں نہ ہو
اس میں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو

بکروں کی اتنی گرمی بازار دیکھ کر
اور قیمتوں کی تیزی رفتار دیکھ کر
بکرا خریدا سستا سا بیمار دیکھ کر
جو مرگیا چھری پہ مری دھار دیکھ کر
میرے نصیب میں نہ تھی قربانی کی خوشی
اس مصلحت سے کرلی ہے بکرے نے خودکشی

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَّلَا تَفَرَّقُوا

ایک اللہ - ایک قرآن
ایک قوم - ایک جان
پاکستان

حکیم محمد سعید

ایک دلچسپ اور مزاحیہ تحریر

کیا شائستگی بازار میں دستیاب ہے؟

تحریر: جناب عبدالرزاق حسین دھامیا

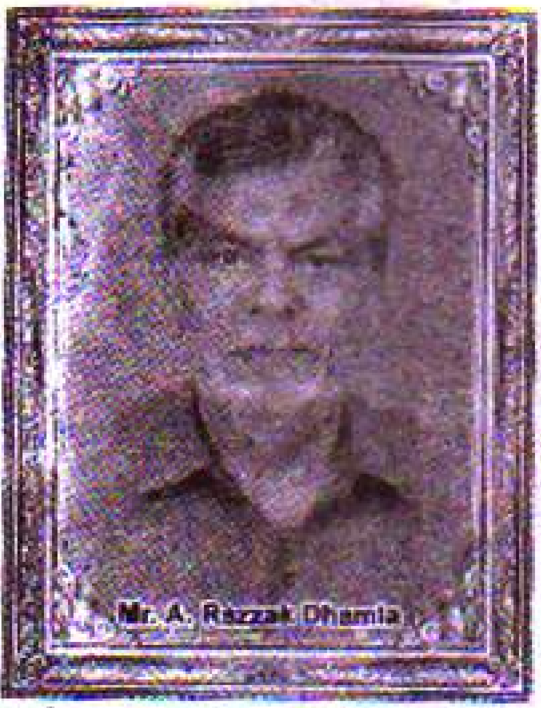
Mr. A. Razzak Dhamia

موسم گرما میں کپڑوں کے نیچے بنیان پہنیں اور خوشبو کا استعمال بھی کریں۔ دوسروں کو اذیت میں مبتلا کرنا مذہب اور اخلاقیات دونوں کے خلاف ہے۔ کان اور ناک کے بال صاف کریں۔ ناک کے بال اکھاڑنے کے لئے عوامی مقامات مناسب جگہ نہیں۔ ازراہ کرم یہ فریضہ گھر پر سرانجام دیں۔ دوسرے لوگوں کو اس عمل سے گھن آتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آپ کو احساس نہیں ہوتا۔ عوامی مقامات پر ناک اور کان میں انگلی گھما کر صفائی کا اہتمام کرنا ہرگز مناسب نہیں۔ اس اہتمام کے بعد جب آپ کسی سے مصافحہ کرتے ہیں تو اسے عجیب وغریب صورت حال میں ڈال دیتے ہیں۔ ہاتھ ملائے تو مصیبت نہ ملائے تو نامناسب!

کرنسی نوٹ گنتے ہوئے لعاب (تھوک) دہن کا بے دریغ استعمال نہ کریں ضرورت ہو تو پانی بھی تو موجود ہے۔ یہ سوچیے کہ یہ کرنسی نوٹ کن کن ہاتھ سے ہو کر آپ تک پہنچتے ہیں۔ گاڑی چلاتے وقت تنگ سڑکوں پر اوور ٹیکنگ سے اجتناب کریں کیا آپ نے کبھی گاڑی پارک کرتے وقت سوچا ہے کہ دوسروں کو غلط پارکنگ سے کس قدر اذیت ہوتی ہے دو گاڑیوں کی جگہ گھیرنے کا حق آپ کو کس نے دیا ہے؟ کوئی قریبی عزیز کسی منصب پر فائز ہے تو رشتہ داری سے غلط فائدہ نہ اٹھائیں۔ اس کے منصب کا استحصال نہ کریں۔ سرکاری ملازموں کو یہ احساس نہ دلائیں کہ وہ آپ کے سامنے کیڑے مکوڑے ہیں۔

نماز روزے کا رشتہ آپ کے اور آپ کے معبود کے درمیان ہے۔ دوسروں کے ساتھ حقارت سے نہ پیش آئیں۔ ان کی عبادات کے حوالے سے سوالات نہ کریں۔ کم از کم آج دوپہر تک یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ اللہ کی مخلوق کے اعمال کا حساب آپ رکھیں گے۔ کل کا نہیں معلوم۔ خاص طور پر یہ پوچھنا کہ آپ روزے سے ہیں؟ ایک اشتہاری نامناسب سوال ہے ذاتی اور نجی زندگی کے متعلق سوالات کرنے کا آپ کو کوئی حق نہیں! تنخواہ کتنی ہے؟ پینشن کتنی مل رہی ہے؟ آپ کے بچے کیوں نہیں؟ آپ کے بچے یا پوتے فلاں اسکول میں کیوں نہیں پڑھ رہے؟ ایسے تمام سوالات پست ذہنیت کی عکاسی کرتے ہیں۔ جگہ جگہ تھوکنے سے پرہیز کریں۔ چھلکے اور ریپر گاڑی سے باہر نہ پھینکیں۔ گاڑی میں شاپنگ بیگ رکھیں جسے ڈسٹ بن کے طور پر استعمال کریں۔ پکنک پر جائیں تو اس مقولے پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ پبلک ٹوائلٹ کو اس حال میں چھوڑ کر آئیں جسے آپ اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔ پبلک بیت الخلاء کسی بھی قوم کی اجتماعی ذہنیت کی عکاسی کرتے ہیں۔ وہاں اپنی خطاطی، اپنے ادبی ذوق اور اپنے سیاسی اور مذہبی خیالات کے نمونے چھوڑ کر نہ آئیں۔ خواتین کے ناموں کی وہاں بے حرمتی نہ کریں۔ اپنی بے مثال مصوری کے نشان دیواروں پر نہ ثبت کریں۔ یہ نفسیاتی عارضے کی علامات ہیں۔

جسم کے مناسب اور نامناسب اعضاء پر دوسروں کی موجودگی میں خارش سے پرہیز کریں۔ اگر ناگزیر ہو تو اس ضرورت کے لئے خلوت کا انتظام کریں۔ دوستوں کی کال کا جواب ضرور دیں۔ خواہ تاخیر ہی کیوں نہ ہو جائے۔ کسی کی کال کا جواب نہ دینا رنگ بیک نہ کرنا تکبر کی علامت ہے۔ خاص طور پر ہمارے تاجر بھائی سب نہیں مگر اکثر فون کال کی رقم بچاتے ہیں۔ کوئی مشورہ لیتا ہے تو دیانت دارانہ مشورہ دیں۔ مگر اس کے بعد اس کے حق میں داروغہ نہ بن جائیں کہ مشورے پر عمل ہوا ہے یا نہیں! ایک صاحب اس لئے ناراض ہو جاتے ہیں کہ نومولود بچے کا نام ان کی تجویز کردہ کیوں نہیں رکھا گیا؟ کسی کی خریداری میں نقص نہ نکالیں۔ بہت گڑبڑ ہو رہی ہے تو خاموش رہیں! دوسروں کا دل توڑنا اور ان کی خریداری سے انہیں متنفر کرنا ہرگز مستحسن نہیں! کسی کو یہ احساس دلانا کہ اس کی اولاد نرینہ نہیں اور افسوس کرنا کہ ساری اولاد لڑکیوں پر مشتمل ہے انتہائی پست ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے یہ جہالت بھی ہے اور جاہلیت بھی۔ جاہلیت جہالت سے کئی گنا زیادہ نقصان دہ ہے۔ اولاد والی بات تو سمجھ میں آتی ہے نرینہ کیا ہے اولاد تو اولاد ہے نرینہ ہے یا غیر نرینہ!

بچی کی خاص طور پر دوسری یا تیسری بچی کی پیدائش پر آپ کو موت نہیں پڑ جانی چاہیے۔ رشتہ داروں اور محلہ والوں کی باتوں میں آ کر اپنے آپ کو جہالت اور جاہلیت کے اندھے گڑھے میں نہ پھینکیں۔ والدہ محترمہ پریشان ہو تو انہیں اللہ اور رسول کے احکام سمجھانے کی! اور مائنڈ سیٹ تبدیل کرنے کی کوشش کریں ایسا کرتے ہوئے والدہ کے احترام کا خاص خیال رکھیں بچی یا بچیوں کی پیدائش پر ماں کے کہنے میں آ کر بیوی کو طلاق دینا یا طعنے دے دے کر کی نہ آئے۔ یہی وہ مواقع ہیں۔ جہاں توازن رکھنا لازم ہوتا ہے اور مرد کی حکمت عملی پر اور تحمل کی جانچ ہوتی ہے۔

ایک ایک بات کا تجزیہ کر کے دیکھ لیجئے کہ کافر ملکوں میں یہ ہدایات دینے کی ضرورت ہی نہیں پیش آتی اس لئے کہ یہ ساری احتیاطیں وہاں بدرجہ اتم پہلے سے موجود ہیں کوئی شخص سڑک پر تھوکتا یا ناک میں انگلی گھماتا نہیں نظر آتا غلط اوور ٹیکنگ کوئی نہیں کرتا۔ کسی سے تنخواہ پوچھتا ہے نہ عبادات کا حساب لیتا ہے۔ اولاد نرینہ کے اعداد و شمار لیتا ہے گاڑی سے چھلکے یا ماچس کی خالی ڈبیا۔ خالی ریپر کوئی نہیں باہر پھینکتا۔ کسی کو کال کریں تو ننانوے عشاریہ نو فیصد حالات میں جواب دے گا۔ وعدہ کیا ہے کہ آپ کو فلاں اطلاع فراہم کرے گا تو ضرور کرے گا۔ اکثر و بیشتر مواقع پر آپ کو یاددہانی کی ضرورت نہیں پڑے گی! جہاز یا ٹرین میں یا بس میں آپ کسی کی نظروں کا ٹارگٹ نہیں ہوں گے۔ فون کریں گے تو اس قدر آہستہ کہ دوسروں کی سماعت مجروح ہوگی نہ متاثر۔ کاش! شائستگی بازار میں فروخت ہوتی! پیکٹوں کی شکل میں یا چائے کی ناخالص پتی کی طرح کھلی ہی سہی!

بانٹوا راحت کمیٹی اور بانٹوا انجمن حمایت اسلام کے رابطے کے لئے ٹیلی فون نمبر

بانٹوا راحت کمیٹی فون نمبر 32312939

بانٹوا انجمن حمایت اسلام فون نمبر 32201482 - 32202973

موبائل نمبر 0336-2268136

موجودہ دور نوجوانوں میں ایئر فونز کا بڑھتا ہوا رجحان

ایئر فونز کا استعمال

تحریر: محمد دانش فیروز میمن

بازاروں میں آس پاس نظر دوڑائیں یا دوران سفر بس میں برابر بیٹھے کسی نوجوان مسافر کو دیکھ لیں۔ فون اسکرین پر متحرک انگلیاں اور کانوں میں ایئر فونز لگائے دنیا و مافیہا سے بے خبر لوگوں کی بڑی تعداد با آسانی نظر آتی ہے۔ کبھی بوریت سے بچنے کے لیے اور کبھی صرف موسیقی سے لطف اندوز ہونے کے لیے ایئر فونز کا استعمال معمول کی بات بن چکا ہے۔

میوزک پلیئرز، آئی پوڈز اور موبائل فونز کے جدید اور نت نئے ماڈلز کی آمد کے بعد ہیڈ فونز اور ایئر فونز کا استعمال نوجوانوں میں اس حد تک عام ہو چکا ہے کہ وہ اب سماعت پر اس کے پڑنے والے منفی اثرات کو قطعی طور پر نظر انداز کر بیٹھے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایئر فونز کے ذریعے تیز موسیقی سننے کے شائق نوجوان سماعت میں کمی یا مکمل محرومی سے مسلسل متاثر ہو رہے ہیں۔ ایک امریکی رپورٹ کے مطابق موجودہ دور کے ٹین ایجرز میں سماعت میں کمی یا محرومی کا مسئلہ 80 اور 90 کی دہائی کی نوجوان نسل کے مقابلے میں 30 فیصد تک بڑھ چکا ہے اور ہر پانچ میں سے ایک ٹین ایجر ہیڈ فونز کے ذریعے تیز موسیقی سننے کی وجہ سے قوت سماعت میں کمی کا شکار ہے۔

مختلف اقسام کے میوزک آلات کا استعمال نوجوان نسل کا معمول بن چکا ہے۔ چہل قدمی کرتے ہوئے، بس میں سفر کرتے ہوئے، ورزش کرتے ہوئے اور کئی منچلے تو بائیک یا گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے بھی ایئر فونز کے ذریعے موسیقی سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نوجوان طبقہ غفلت اور شوق میں جہاں ایک طرف سماعت کو متاثر کر رہا ہے، وہیں دوران ڈرائیونگ پیچھے سے آنے والی گاڑی کے ہارن کو نہ سن پانا یا موسیقی میں حد درجہ دلچسپی کی صورت میں ٹریفک قوانین کو بھول چوک کی وجہ سے کئی ٹریفک حادثات بھی آئے دن خبروں کی زینت بنتے رہتے ہیں۔

محققین کے مطابق جب ایئرفونز پہن کر کوئی شخص روڈ پر نکلتا ہے تو ٹریفک کا شور، تیز ہارن، ایمبولینس کی آواز، ماحول میں جاری دیگر سرگرمیوں سے اٹھنے والا شور، دوسرے لوگوں کی باتوں کی آوازیں وغیرہ مل کر ایک شور پیدا کرتی ہیں۔ ایئرفونز پہنا ہوا شخص موسیقی پر دھیان دینے کی کوشش میں میوزک پلیئر کی آواز کو مزید بڑھا دیتا ہے اور یوں کان کے پردے سے تیز موسیقی ٹکرانے لگتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میوزک کا والیوم فل کر کے اردگرد سے اٹھنے والے شور کو نہیں روکا جا سکتا لیکن آواز کو آخری حد تک بڑھا دینے سے سماعت کو نقصان پہنچنا شروع ہو جاتا ہے۔ آواز کی شدت کی پیمائش کا اسٹینڈرڈ یونٹ ''ڈیسیبل'' decibel کہلاتا ہے۔ ہیڈفون کی زیادہ سے زیادہ آواز 110-120 db تک ہوتی ہے۔ یہ شور اتنا ہی ہے جتنا کسی راک کنسرٹ میں ہوتا ہے لہٰذا کان میں ایئرفون پہننے اور اس پر فل والیوم میں موسیقی سننا ایسا ہی ہے جیسے آپ کے کان میں کوئی راک کنسرٹ جاری ہو۔ بوسٹن چلڈرن ہاسپٹل کے ماہر Brian Fligor کے مطابق 90db سے زیادہ کی آواز میں موسیقی سننا سماعت کو وقتی طور پر مفلوج کر سکتا ہے خصوصاً وہ نوجوان جو دن کے کئی کئی گھنٹے ایئرفونز پر موسیقی سنتے گزار دیتے ہیں، ان کی سماعت اس شدت سے زیادہ متاثر ہو سکتی ہے۔

ایک تحقیق سے یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ اگر روزانہ ایک گھنٹہ ایئرفونز کے ذریعے تیز موسیقی سنی جائے تو سننے والا پانچ سال میں سماعت میں کمی یا کمزوری کا شکار ہو سکتا ہے۔ بظاہر پانچ سال کا عرصہ کافی طویل معلوم ہوتا ہے لیکن اگر روزانہ بنیادوں پر ایئرفون کا استعمال ایک گھنٹے سے زیادہ ہو تو دو تین سال میں ہی سماعت متاثر ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ جو نوجوان اور ٹین ایجرز باقاعدگی سے ایئرفونز پر تیز آواز میں موسیقی سنتے ہیں، انہیں مختلف قسم کی آوازوں کے درمیان تفریق کرنے اور انہیں پہچاننے میں بھی دشواری کا سامنا ہو سکتا ہے۔

ایک خیال یہ ہے کہ ہیڈفون چونکہ سائز میں بڑے ہوتے ہیں لہٰذا ان سے سماعت پر زیادہ اثر پڑتا ہے لیکن ایسا ہرگز نہیں۔ بڑے سائز کے ہیڈفونز کے مقابلے میں چھوٹے اور کان کے اندر سما جانے والے ایئرفونز سماعت کو زیادہ متاثر کرتے ہیں۔ ہیڈفونز اپنے بڑے سائز کی وجہ سے کان کے باہری حصے پر پہنے جاتے ہیں جبکہ چھوٹے سائز کے ایئرفون اس طرح ڈیزائن کیے جاتے ہیں کہ وہ سیدھا ear canal میں داخل ہو جائیں۔ ایئرفونز کا یہ ڈیزائن آواز کو دیگر سمتوں میں پھیلنے سے روکنے اور اردگرد کے شور کو کینسل کرنے کے لیے تیار کیا جاتا ہے لیکن یہ سماعت کے لیے زیادہ نقصان دہ ہے۔

ہیڈفونز کے مقابلے میں ایئرفونز کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ کسی دوسرے شخص کے استعمال شدہ ایئرفونز پہننے سے انفیکشن پھیلانے والے بیکٹیریا کا تبادلہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ موسیقی سننے کے شوق میں اپنی سماعت کی حفاظت کے لیے چند احتیاطی تدابیر ہمیشہ یاد رکھی جائیں۔ ایسے بہت سے آسان طریقے ہیں جن پہ عمل کر کے ایئرفونز کے سماعت پر پڑنے والے نقصان دہ اثرات کو کم کیا جا سکتا ہے۔ سب سے اہم تو یہ کہ ایئرفون پر کبھی بھی فل والیوم میں موسیقی نہ سنی جائے۔ اس کے علاوہ اگر آپ سفر نہیں کر رہے ہیں اور گھر یا کسی ایسی جگہ موجود ہیں جہاں موسیقی اسپیکرز کے ذریعے سنی جا سکے تو اسپیکرز کو ہی ترجیح دیں۔ ایئرفونز استعمال کرتے ہوئے ہر گھنٹے کے بعد انہیں پانچ منٹ کے لیے نکال دینا بھی کانوں اور سماعت کو آرام دینے کے لیے اچھا ہے۔ اس کے علاوہ حتی الامکان کوشش کی جائے کہ کسی اور کے استعمال شدہ ایئرفونز نہ پہنیں تاکہ انفیکشنز کا خدشہ بھی نہ رہے۔

مزیدار پکوان

تکہ کلیجی

اجزاء: کلیجی ایک کلو، تکہ مصالحہ دو کھانے کے چمچ، نمک حسب ذائقہ، ادرک لہسن پسا ہوا ایک کھانے کا چمچ، ادرک ایک انچ کا ٹکڑا، لہسن چار سے چھ جوئے، سرکہ دو کھانے کے چمچ، زردے کا رنگ آدھا چائے کا چمچ، لیموں کا رس چار کھانے کے چمچ، تیل چار کھانے کے چمچ۔

ترکیب: تکہ مصالحہ بنانے کے لیے چھ سے آٹھ ثابت لال مرچیں، سفید زیرہ، ثابت دھنیا، کالی مرچ، خشخاش سب ایک ایک چائے کا چمچ۔ جائفل اور جوتری آدھا آدھا چائے کا چمچ، چھ سے آٹھ لونگ، دو بڑی الائچی اور تین سے چار چھوٹی الائچیوں کو لے کر توے پر بھون لیں اور گرائینڈر میں باریک پیس لیں۔ کلیجی کے چوکور ٹکڑے کر کے یا تو سرکہ لگا کر دس سے پندرہ منٹ رکھ کر دھولیں یا کچلا ہوا چھلکے والا ادرک لہسن ڈال کر ابلتے ہوئے پانی میں ایک ابال دے کر کلیجی کو چھلنی میں ڈال دیں۔ ادرک لہسن، نمک، زردے کا رنگ اور لیموں کا رس ملا کر کلیجی پر لگا کر پانچ سے سات منٹ رکھیں پھر اس پر تیار کیا ہوا تکہ مصالحہ اور دو کھانے کے چمچ تیل لگا کر بوٹیوں کو سیخوں میں پروئیں۔ گرل پین کو درمیانی آنچ پر آٹھ سے دس منٹ گرم کریں پھر اس پر تیل ڈال کر سیخوں میں لگی ہوئی کلیجی کی بوٹیوں کو سینک لیں۔ اس منفرد اور مزیدار کلیجی کو جھٹ پٹ بنا کر عید کے ناشتے پر لطف اٹھائیں۔

مغلئی مٹن ملائی

اجزاء: بکرے کا گوشت آدھا کلو، نمک حسب ذائقہ، ادرک لہسن پسا ہوا ایک کھانے کا چمچ، فریش کریم آدھی پیالی، کاجو پسے ہوئے تین کھانے کے چمچ، فرائی پیاز آدھی پیالی، پسی ہوئی لال مرچ ایک چائے کا چمچ، دھنیا پسا ہوا ڈیڑھ چائے کا چمچ، سفید زیرہ ایک چائے کا چمچ، چھوٹی الائچی پسی ہوئی آدھا چائے کا چمچ، گرم مصالحہ پسا ہوا ایک کھانے کا چمچ، دہی ایک پیالی، ہری مرچیں دو سے تین عدد، پودینہ چوپ کیا ہوا دو کھانے کے چمچ، تیل چار کھانے کے چمچ۔

ترکیب: گوشت کو صاف دھو کر پیالے میں رکھیں اور اس میں نمک، ادرک لہسن، دہی، لال مرچ، دھنیا اور گرم مصالحہ ڈال کر میرینیٹ کر کے رکھ دیں۔ پین میں تیل کو گرم کریں اور اس میں میرینیٹ کیے ہوئے گوشت کو ڈال کر ہلکی سی آنچ پر پکنے رکھ دیں۔ جب گوشت گلنے پر آجائے اور پانی خشک ہونے لگے تو اس میں فرائی پیاز، چوپ کیا ہوا پودینہ، لمبی کٹی ہوئی ہری مرچیں ڈال کر ملائیں اور آخر میں فریش کریم میں پسے ہوئے کاجو ملا کر گوشت میں شامل کر دیں۔ ہلکی آنچ پر اتنی دیر دم پر رکھیں کہ تیل علیحدہ ہو جائے۔ گرم گرم ڈش میں نکال کر حسب پسند نان یا شیرمال کے ساتھ پیش کریں۔

مٹن کنا پایہ

اجزاء: ریڈ چلی پاؤڈر ایک چائے کا چمچہ، دھنیہ پاؤڈر ایک چائے کا چمچہ، ہلدی پاؤڈر آدھا چائے کا چمچہ، نمک حسب ذائقہ، کالا زیرہ ایک چائے کا چمچہ، لہسن ادرک دو چائے کے چمچے، تیل دو کپ، میدہ ایک چائے کا چمچہ، گوشت ایک کلو، پایہ تین عدد، مکھن چار چائے کے چمچے۔

ترکیب: گوشت صاف کر کے دھولیں پایہ بھون کر چھیل کر خوب اچھی طرح سے صاف کر کے مناسب ٹکڑے کرلیں پایہ کو ایک دیگچی پانی میں ڈال دیں ایک ململ کے کپڑے میں ثابت دھنیہ، زیرہ، بڑی الائچی، کالی مرچ، کالا زیرہ، سونف ڈال کر پوٹلی بنالیں اور پوٹلی کو پایہ کی دیگچی

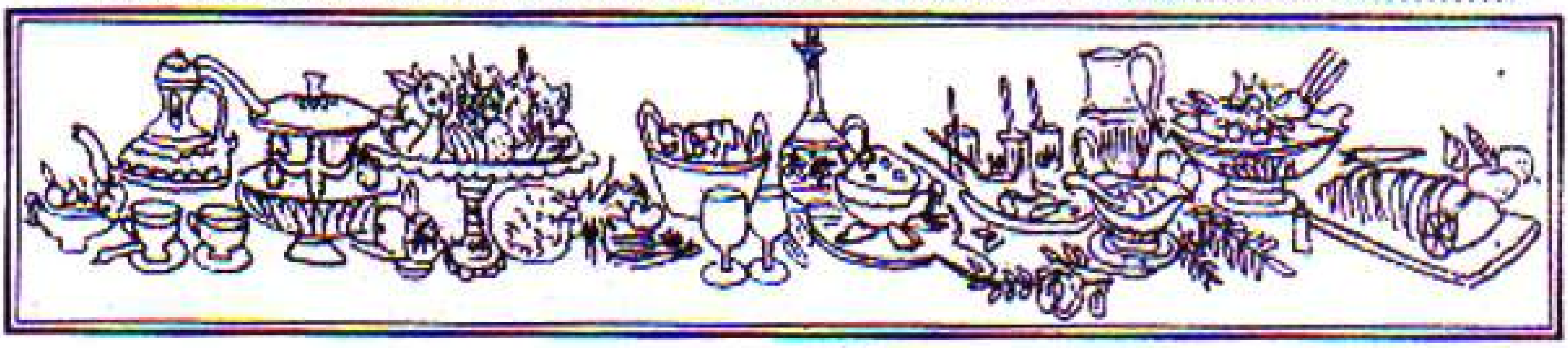

میں ڈال دیں پایہ گلنے تک پکائیں۔ دوسری دیگچی میں تیل ڈال کر ایک پیاز سرخ کرکے نکال لیں پھر گوشت لہسن، ادرک ڈال کر خوب بھونیں پھر پیاز کو مسل کر ڈال دیں اس کے بعد باری باری نمک، ہلدی، مرچ، دھنیہ ڈال کر بھونیں اور گوشت کو گلنے دیں جب گوشت گل جائے تو پایہ کی بوٹیاں اور ہڈی نکال کر اس میں مکس کر دیں اور باقی بچ جانے والا پانی بھی شامل کر دیں ایک کپ پانی میں میدہ ڈال کر گھول لیں اور یہ بھی شامل کرکے پکائیں اوپر سے گرم مصالحہ اور سبز دھنیہ ڈالیں۔

دیگی آلو گوشت

اجزاء: مٹن تین پاؤ، آلو آدھا کلو، دہی ایک پاؤ، تیل آدھا کپ، ادرک لہسن دو چمچ، نمک ایک چمچ، مکس ثابت گرم مصالحہ ایک چمچ، دھنیا پاؤڈر ڈیڑھ چمچ، ہلدی آدھا چمچ، پسا گرم مصالحہ آدھی چمچ، پیاز دو ڈلی، جائفل جاوتری آدھی چمچ، کیوڑہ ایک چمچ، دیگی مرچ ایک چمچ، لال مرچ ایک چمچ۔

ترکیب: پتیلی میں تیل ڈالیں ثابت گرم مصالحہ گوشت اور ادرک لہسن، دیگی مرچ، لال مرچ، پسا ہوا دھنیا، ہلدی، نمک ڈال کر بھونتے رہیں اب اس میں دہی ڈالیں جب گوشت گلنے پر آجائے تو چورا پیاز اور جائفل جاوتری ڈالیں پھر آلو ڈال کر بھونے اور آلو میں اتنا پانی ڈالیں کہ آلو گل جائیں آخر میں پسا گرم مصالحہ اور کیوڑا ڈال کر پکنے دیں۔ تیل اوپر آنے پر سالن تیار ہے۔

ثابت مصالحے کا پیاز گوشت

اجزاء: بکرے کا گوشت آدھا کلو، پیاز ڈیڑھ کلو (مولی کی ہوئی)، ثابت دھنیا ایک چائے کا چمچ، سونف آدھا چائے کا چمچ، ثابت لال مرچ آٹھ عدد، دارچینی ایک ٹکڑا، ثابت کالی مرچیں آٹھ عدد، دہی تین کھانے کے چمچ لہسن آٹھ عدد (ثابت جوے)، ادرک ایک کھانے کا چمچ (باریک پسی ہوئی)، سوکھی کھٹائی ایک کھانے کا چمچ، نمک حسب ذائقہ، تیل حسب ضرورت۔

ترکیب: ایک دیگچی میں ان سب چیزوں کو بغیر پانی کے ایک ساتھ چڑھا دیں۔ ہلکی آنچ پر پکنے دیں جب گوشت گل جائے اور پانی سوکھنے لگے تو ہلکا سا بھون کر دم پر رکھ دیں۔ جب گھی اوپر آجائے تو سالن تیار ہے۔ اس سالن کو جتنا دم پر رکھیں گی اتنا ہی مزیدار ہو جائے گا۔

سندھی گوشت

اجزاء: گوشت بکرے کا ایک کلو، پیاز تین عدد، ادرک لہسن پسا ہوا دو کھانے کے چمچے، دھنیہ پاؤڈر ایک کھانے کا چمچہ، سفید زیرہ ایک کھانے کا چمچہ، لال مرچ ڈیڑھ چائے کا چمچہ، ہلدی ڈیڑھ چائے کا چمچہ، سرکہ 3/4 کپ، نمک ایک چائے کا چمچہ، سونف ڈیڑھ چائے کا چمچہ، کلونجی ایک چائے کا چمچہ، تیل پکانے کے لئے۔

ترکیب: گوشت پر نمک، ہلدی، دھنیہ پاؤڈر، ادرک لہسن، سرخ مرچ اور سرکہ اچھی طرح لگا کر تقریباً پانچ گھنٹوں کے لئے فرج میں رکھیں۔ دیگچی میں تیل گرم کرکے پیاز بھون لیں۔ دوسری دیگچی میں گوشت ہلکی آنچ پر چولہے پر چڑھا دیں۔ جب گوشت کا پانی آدھا خشک ہو جائے اور گوشت آدھا گل جائے تو تیل مع پیاز، زیرہ، کلونجی اور سونف ڈال دیں۔ ضرورت ہو تو مزید پانی ڈال کر گوشت گلا لیں۔ دم پر رکھنے سے قبل درمیانی آنچ پر سالن بھون لیں۔

گجراتی ادب سے

اردو ترجمہ : کھتری عصمت علی پٹیل

احساس کا زخم

گجراتی تحریر : ماسٹر اسحاق حمیرانی (مرحوم)

سلیمان کم تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود کاٹھیاواڑ کے گاؤں کے اطراف کے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کا فیصلہ کیا۔غربت کو راستے کی رکاوٹ نہ سمجھا۔سلیمان اکثر دوستوں کو کہتا۔لوگ کہتے ہیں کہ دل کے زخم بھر جاتے ہیں لیکن احساس کے زخم بڑے کاری ہوتے ہیں یہ کبھی مندمل نہیں ہوتے۔

سلیمان بھائی کی کہانی بھی عجیب کہانی ہے جہاں مجبوری بھی ہے جہاں غربت بھی معذوری بھی ہے اور یقین واستقلال بھی۔سلیمان کاٹھیاواڑ میں پیدا ہوا۔اسے شروع ہی سے لکھنے پڑھنے کا بہت شوق تھا۔سلیمان جس محلے میں رہتا تھا۔وہاں کے سارے بچے مکتب جایا کرتے تھے، محلے کے ایک بچے نے سلیمان سے کہا کہ تم بھی اسکول جایا کرو۔لکھو گے، پڑھو گے تو بڑا اونچا نام کرو گے پھر تم غریب بھی نہیں رہو گے،نوکری کر لو گے تو گھر کے خرچ میں اپنے ماں باپ کا ہاتھ بٹا سکو گے۔

ایسے وقت اس سلیمان کے چچا اور والد نے اسے اسکول میں پڑھنے کی اجازت دے دی جبکہ تعلیم کے سارے اخراجات اس کے چچا برداشت کر رہے تھے۔لیکن دنیا کسی کو کسی کی مدد بھی کرتے نہیں دیکھ سکتی۔سلیمان کے چچازاد بھائیوں نے اس بات پر اعتراض کیا کہ اس کے باپ اپنے بیٹوں کا حق مار کر کے بھتیجے کی تعلیم پر روپیہ خرچ کر رہے ہیں۔بیٹوں کے کہنے میں آکر چچا نے سلیمان کے تعلیمی اخراجات بند کر دیے۔وہ چار جماعتیں پاس کرنے کے بعد پانچویں میں آیا تو اسکول کی چھٹیا

ل ہوگئیں۔ اسی زمانے میں سلیمان کو چیچک کے موذی مرض نے آگھیرا۔ اس کے باپ کے پاس جو تھوڑے بہت پیسے تھے وہ سلیمان کی بیماری میں خرچ ہوگئے اور یوں علم کا خواب دیکھنے والا فیس ادا نہ کرنے پر اسکول سے نکال دیا گیا، کتابیں اس کو منہ چڑاتی رہیں اور وہ کچھ نہ کرسکا۔ اس کے سامنے اب ایک ہی راستہ تھا کہ کہیں نوکری کرلے۔

سلیمان کا کہنا ہے کہ نوکری ملنا بذات خود ایک مشکل مرحلہ تھا مگر کافی عرصے کی دوڑ دھوپ کے بعد مجھے پنساری کی دکان پر نوکری مل گئی۔ تین چار ماہ کے بعد دکاندار کو کاروبار میں نقصان ہوگیا تو اس نے وہ دکان بند کردی اور کسی دوسرے آدمی کی پارٹنرشپ میں دوسری دکان کھولی جو میرے گھر سے کافی دور تھی میرے لئے اتنی دور جانا مشکل تھا۔ چند دنوں کے بعد میں نے بنیان بنانے کے ایک کارخانے میں جو ہمارے ہی علاقے میں تھا، ملازمت کرلی لیکن یہاں تنخواہ اتنی قلیل تھی کہ کرایہ بھی مشکل سے نکلتا تھا۔ چنانچہ وہاں سے کام چھوڑا اور ایک چھاپے خانے میں نوکر ہوگیا مگر بدنصیبی اور بدقسمتی وہاں بھی منہ کھولے میرے تعاقب میں چلی آئی۔ اسی زمانے میں وہاں نئے آدمی بھرتی کرلئے گئے اور مجھے وہاں سے جواب مل گیا۔ مجھے جواب کیوں ملا جبکہ میں نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی اور دن رات ایک کردیا تھا؟ کافی عرصہ اسی بھاگ دوڑ میں گزر گیا پھر ایک دن میرے والد صاحب نے بتایا کہ انہوں نے میری ملازمت کے سلسلے میں ایک ٹیلر ماسٹر سے بات کرلی ہے جو مجھے درزی کا کام سکھائے گا، اسی زمانے میں میری شادی کی بات چیت ہونے لگی۔ پہلے بیٹے کے پیدا ہونے کے بعد مجھے نس کی بیماری شروع ہوگئی۔ پہلے میرے سیدھے پاؤں کی نس چڑھ گئی۔ اس کے بعد الٹی ٹانگ میں تکلیف شروع ہوئی جس کا انجام یہ ہوا کہ جب میں سانس لیتا تو دل میں درد شروع ہوجاتا۔ جوانی میں میری کمر جھک گئی۔ بہت علاج معالجے کئے لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔ لوگ کہتے ہیں کہ دل کے زخم بھر جاتے ہیں لیکن احساس کے زخم بڑے کاری ہوتے ہیں، یہ کبھی مندمل نہیں ہوتے۔ اور میرے دونوں ہی زخم رستے رہے، مرض بڑھتا ہی رہا، ناسور کی طرح۔ میں قیمتی دوائیں نہیں خرید سکتا تھا۔ اس لئے درد کی سستی دواؤں سے کام چلاتا رہا مگر تیر کمان سے نکل چکا تھا۔ میرا مرض بڑھ چکا تھا کہ سوسو گولیاں بھی میرے لئے بےکار ثابت ہوئیں۔ اپنے دکھوں کے لئے میں کبھی کسی ہوٹل میں بیٹھ جاتا اور اخبار یا رسالے کا مطالعہ کرتا۔ میرے علاقے کے لوگ عام طور پر ان پڑھ تھے لیکن انہیں ملک کے حالات جاننے میں بڑی دلچسپی تھی۔ وہ اکثر کہا کرتے، سلیمان ہمیں خبریں پڑھ کر سناؤ۔ میں گھنٹوں انہیں اخبار سناتا کبھی ایسے مضامین سناتا جن سے ان کا شعور بیدار ہو۔ ان میں احساس ذمے داری پیدا ہو۔ اسی زمانے میں، میں سلیمان بھائی کے نام سے مشہور ہوگیا۔ آہستہ آہستہ میں نے لوگوں کو ابتدائی چار جماعتیں پڑھانی شروع کیں اور سوچا یہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے اس قابل بنایا کہ میری ذات سے ہزاروں لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ میں مٹی کا دیا سہی لیکن حتی الامکان اپنے اردگرد اجالا پھیلانے کی کوشش کرتا ہوں، مٹی کا دیا، جو خود تو بجھ جاتا ہے لیکن اطراف میں چراغاں کرجاتا ہے۔

سلیمان کے دل میں درس وتدریس کا یہ شوق اس قدر بڑھا کہ اس نے اپنے چھوٹے سے کچی دیواروں کے کوارٹر میں اسکول کھول لیا۔ جہاں وہ علاقے کے بچوں کو کے جی سے لے کر چوتھی تک پڑھانے لگا۔ اس کی خواہش رہی کہ وہ اسکول کے لئے باقاعدہ کسی عمارت کا انتظام کرے لیکن تنگ دستی نے اس کی اس خواہش کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچنے دیا۔ سلیمان بیماری کی حالت میں بھی علم کی اس چھوٹی سی شمع کو جو بڑی مشکل سے اس نے اپنے آپ جلائی تھی دوسروں میں منتقل کرتا رہا کہ شاید اسی طرح وہ خوش رہ سکے۔ جو کچھ وہ حاصل نہ کرسکا دوسرے کرلیں، کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ علاقے کے لوگ اتنے غریب نہیں کہ اسکول میں داخلہ نہ لے سکیں، ضرورت صرف ان میں جذبہ اور علم کی خواہش پیدا کرنے کی ہے۔ سو یہ کام وہ

بڑی خوش اسلوبی اور محنت سے انجام دیتا رہا، رفتہ رفتہ گاؤں کے پس ماندہ لوگوں میں پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ جب چھوٹے چھوٹے بچے اس کے سامنے کتابیں کھول کر بیٹھ جاتے اور کہتے ماسٹر صاحب ہمیں سبق یاد کراؤ تو وہ مسرت سے ان کی طرف دیکھتا اور اس کا چہرہ خوشی سے دمکنے لگتا۔ وہ ہر بچے کے پاس آتا اور محبت سے ان کے سر پر ہاتھ رکھ دیتا، ڈاکٹروں نے کہا اس کا مرض لاعلاج ہے اب وہ جی تو سکتا ہے مگر اس کے جسم میں دکھن بھی رہے گی جو موسم سرما میں کم ہو جایا کرے گی کیونکہ اس کی ریڑھ کی ہڈی مہان کی صورت میں مڑ گئی ہے، نسیں سوکھتی جا رہی ہیں، زندگی میں بہت سے مقامات ایسے آتے ہیں جب انسان کو ہر چیز بڑی دیر سے ملتی ہے یا اس وقت ملتی ہے جب اس چیز کی ضرورت نہیں رہتی، سلیمان بھائی کی خواہش رہی کہ خدا انہیں اتنی طاقت اور صحت دے کہ وہ اپنے کاٹھیاواڑ کے بچوں کو صحیح تعلیم دے سکے اس میں دینی اور دنیاوی دونوں تعلیم شامل ہیں۔ سلیمان بھائی نے یہ بھی چاہا تھا کہ اپاہج لوگوں اور بچوں کے لئے ایسے ادارے کھولے جائیں جہاں وہ اپنے ہنر سے کام سے کر دوروں کو ہنرمند بنائیں۔ کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائیں اور کسی کے دست نگر نہ رہیں۔ اگر وہ اپنے لئے کچھ نہ کر سکیں تو انسانیت کی خدمت کر سکیں۔

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

بانٹوا میمن برادری کے ضرورت مند طلبہ و طالبات کو

پروفیشنل تعلیم کے لیے اسکالرشپ

زکوٰۃ فنڈز سے

بانٹوا میمن برادری کے وہ طلبہ و طالبات جو مالی وسائل نہ ہونے کے سبب اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے قاصر ہیں مثلاً ڈاکٹرز، وکیل، انجینئر، چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ، آرکیٹیک اس کے علاوہ دیگر ٹیکنیکل پروفیشنل کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے خواہش مند اور ضرورت مند طالب علموں کے لیے بانٹوا میمن جماعت کی جانب سے مالی تعاون کیا جاتا ہے جو طلبہ و طالبات مالی سپورٹ حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ بانٹوا میمن جماعت سے رجوع کریں۔

نیک خواہشات کے ساتھ

فون 32728397 - 32768214

محمد عمران محمد اقبال ڈنڈیا

کنوینر ایجوکیشن کمیٹی

بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

پتا: ملحقہ بانٹوا میمن جماعت خانہ، حور بائی حاجیانی اسکول، یعقوب خان روڈ نزد راجہ مینشن کراچی

صحت عامہ کا پیغام

پولیو کا موذی مرض معذوری کا سبب

☆**پولیو کیا ہے ؟** پولیو ایک ایسی بیماری ہے جو وائرس کے ذریعے ایک بچے سے دوسرے بچے کو لگ سکتی ہے۔ پولیو وائرس بچے کے جسم میں داخل ہوکر معذوری یا موت کا باعث بن سکتا ہے۔

☆**ہر وہ بچہ جس کے جسم میں پولیو کا وائرس داخل ہوجاتا ہے پولیو سے متاثر ہوکر معذور ہوجاتا ہے:** نہیں ایسا نہیں ہے جو بچے پانچ سال کی عمر تک ہر پولیو مہم کے دوران پولیو سے بچاؤ کے قطرے پی لیتے ہیں، ان کے جسم میں پولیو کے خلاف اچھی قوت مدافعت پیدا ہوجاتی ہے اور وہ جسم میں وائرس کی موجودگی کے باوجود پولیو کی بیماری سے محفوظ رہتے ہیں۔ مگر وہ بچے جو یہ قطرے باقاعدگی سے نہیں پی پاتے، آسانی سے پولیو کے وائرس کا شکار ہوکر معذوری یا موت کے منہ میں جاسکتے ہیں کیونکہ ان کے جسم میں اس بیماری کے خلاف لڑائی کی بھرپور طاقت نہیں ہوتی۔

☆**پولیو سے بچاؤ کے قطرے حلال ہیں ؟** جی ہاں! پولیو ویکسین مفید اور حلال ہے۔ دنیا بھر کے 160 سے زیادہ مسلم علماء اور رہنما پولیو ویکسین کو حلال قرار دے چکے ہیں۔ جن میں مصر، سعودی عرب، انڈونیشیا، انڈیا، پاکستان اور دیگر ممالک کے جید اور مشہور مذہبی رہنما شامل ہیں۔ امام مسجد اقصیٰ، اسلامی کانفرنس کی تنظیم، مصر کی الازہر یونیورسٹی، ہندوستان کے جید علماء اور پاکستان کے تمام اہم مذہبی مدارس پولیو ویکسین کے حلال ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔

☆**پولیو کے قطرے ہمارے بچے کو معذوری سے کیسے بچاتے ہیں :** پولیو آپ کے بچے کا بدترین دشمن ہے جو اس کے جسم میں داخل ہوکر اسے عمر بھر کے لئے معذور یا موت کا شکار بنا سکتا ہے۔ اس بیماری کا کوئی علاج نہیں مگر بچاؤ کے لئے ویکسین موجود ہے۔ پولیو کے قطرے کسی دیوار کی اینٹوں کی طرح ہیں۔ اگر آپ اپنے بچے اور اس کے دشمن کے درمیان دیوار بنانا چاہتے ہیں تو آپ کو زیادہ اینٹوں کی ضرورت ہوگی۔ اسی لیے جب آپ کے گھر آئیں، اپنے بچے کو پولیو سے بچاؤ کے قطرے ضرور پلوائیں۔ آپ کا بچہ جتنی زیادہ بار یہ قطرے پیئے گا، اس کے اور پولیو کے درمیان اتنی ہی مضبوط دیوار تعمیر ہوگی جو اسے معذوری سے محفوظ رکھے گی۔

اپنے بچوں کی صحت منداور توانا زندگی کے لئے۔۔ پولیو کے موذی مرض سے بچایئے

امتحان

☆ بتاؤ امتحان کیوں ہوتے ہیں۔ نادیہ نے عظمیٰ سے پوچھا: اس لئے کہ جو سوال ہماری استانیوں کو نہیں آتے وہ ہم سے پوچھ لیتی ہیں۔ عظمیٰ نے جواب دیا۔

جوتا

☆ ایک صاحب کا نیا جوتا بری طرح پاؤں کاٹ رہا تھا۔ وہ سڑک پر لنگڑا کر چل رہے تھے ان کی پریشانی دیکھ کر ایک راہ گیر نے پوچھا: آپ کو یہ جوتا کہاں سے ملا ہے؟ انہوں نے جل کر جواب دیا: درخت سے توڑا ہے۔ راہ گیر نے برجستہ کہا: تو آپ نے اس کے پک جانے کا انتظار کیا ہوتا۔

مچھر

☆ ایک مچھر نے دن کے وقت کسی شخص کے کان پر کاٹ لیا اس پر اس شخص نے کہا: میاں مچھر تمہاری ڈیوٹی تو رات کو ہوتی ہے۔ مچھر نے جواب دیا: جی ہاں جناب آج کل میں اوور ٹائم لگا رہا ہوں۔

کنجوسی

☆ اسکاٹ لینڈ کے باشندے کنجوسی میں بہت مشہور ہیں ان کی کنجوسی کے دلچسپ اور ہنسا دینے والے واقعات اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ایک اسکاٹ نے طیش میں آ کر رسالے کے ایڈیٹر کو خط لکھا: اگر آپ نے آئندہ ہمارے متعلق اس طرح کے لطیفے لکھے تو میں آپ کا رسالہ جو پڑوسی سے مانگ کر پڑھتا ہوں، پڑھنا بند کر دوں گا۔

کچن

☆ بھئی میری بیوی تو ہر وقت کچن میں مصروف رہتی ہے۔ بڑے خوش قسمت ہو یار۔ بہت لذیذ کھانے ملتے ہوں گے۔ ارے نہیں۔ ہماری ایسی قسمت کہاں۔ اپنی بیوی کی تعریف کرنے والے نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ ہوٹل میں کھانا پڑتا ہے۔ کچن میں وہ ٹیلی فون کرنے اور سننے جاتی ہے۔ ہمارا ٹیلی فون وہیں پر نصب ہے۔

دس روپے

☆ ایک شخص کسی دکاندار سے ادھار سودا لیا کرتا تھا۔ ایک دن وہ دکاندار سے کہنے لگا دس روپے کا کھلا دینا۔ دکاندار نے ایک ایک روپے کے دس نوٹ دے دیے۔ دس روپے کا نوٹ مانگا تو اس آدمی نے کہا: میرے حساب میں لکھ دو۔

املی

☆ ماں (بیٹی سے) منی تم آنکھیں بند کر کے املی کیوں کھا رہی ہو۔ منی: امی جی میں نے استانی جی سے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ املی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھوں گی۔

زمین

☆ استاد: زمین گول ہونے کا کوئی ثبوت بتاؤ۔ شاگرد: جناب تربوز ہی کو دیکھ لیجئے یہ زمین سے ہی پیدا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر

☆ پہلا دوست (دوسرے دوست سے) تمہارے ابو کہاں گئے ہیں؟ دوسرا دوست: اسپتال۔ پہلا: مجھے سن کر بہت دکھ ہوا کہ تمہارے ابو اسپتال میں ہیں۔ کیوں خیر تو ہے نا۔ دوسرا: خیر سے میرے ابو ڈاکٹر ہیں۔

ہنسیں گائیں

تاریخ کی کتابوں

☆استاد (خالد سے) بتاؤ مشہور و معروف آدمی مرنے کے بعد کہاں جاتے ہیں۔ خالد: تاریخ کی کتابوں میں۔

پسینہ

☆باپ (بیٹے سے) تمہارے ماسٹر صاحب نے مجھے خط لکھا ہے کہ نہ تمہیں انگلش، نہ اردو، نہ فارسی نہ معاشرتی علوم آتی ہے تو تمہیں کیا آتا ہے۔ بیٹا (جلدی سے) صرف پسینہ آتا ہے۔

روپیہ

☆ایک بچہ رو رہا تھا ماں نے رونے کا سبب پوچھا تو بولا ایک روپیہ دیں تو بتاؤں گا۔ ماں نے جلدی سے روپیہ دے کر کہا کہ بتاؤ کیوں رو رہے تھے۔ بچے نے جواب دیا: اس روپے کے لئے ہی رو رہا تھا۔

کل

☆استاد (شاگرد سے) آنے والے کل کو کیا کہتے ہیں۔ شاگرد: جناب ٹومارو۔ استاد: شاباش اچھا یہ بتاؤ آنے والے پرسوں کو کیا کہتے ہیں۔ شاگرد: جناب! ٹومارو کے اوپر ایک اور مارو۔

نقل

☆کمرہ امتحان میں ایک بچہ سامنے والے کے پرچے کو غور سے پڑھ رہا تھا۔ استاد نے بچے سے پوچھا: کیا کر رہے ہو۔ بچہ (گھبرا کر) جی دیکھ رہا ہوں اس نے پرچے کی نقل تو نہیں کی۔

بارش

☆استاد (شاگرد سے) جس ملک میں زیادہ بارش ہو اس ملک میں کیا چیز پیدا ہوتی ہے۔ شاگرد: جناب کیچڑ۔

ٹیوب ویل

☆استاد (شاگرد سے) اس شعر کا دوسرا مصرعہ بتاؤ: جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی۔ شاگرد: اس کھیت میں فوراً ٹیوب ویل لگادو۔

چھٹیاں

☆استاد (شاگرد سے) کوئی مثال دو کہ سردیوں میں چیزیں سکڑتی ہیں اور گرمیوں میں پھیلتی ہیں۔ شاگرد: جناب! گرمیوں میں چھٹیاں پھیل کر دو ماہ اور سردیوں میں سکڑ کر پندرہ دن ہو جاتی ہیں۔

رس ملائی

☆ماں نے بیٹے سے پوچھا: گڈو! جو رس ملائی میں نے فریج میں رکھنے کے لئے دی تھی وہ کہاں ہے۔ گڈو نے معصومیت سے کہا: امی وہ تو میں نے کھالی، آپ ہی نے تو کہا تھا کہ آج کا کام کل پر نہیں چھوڑنا چاہیے۔

پیشہ

☆استاد (اسلم سے) بتاؤ سب سے اچھا پیشہ کونسا ہے؟ اسلم: ڈاکٹر کا کیونکہ ان کے اچھے کارناموں کی تو ہر طرف شہرت ہوتی ہے اور جو غلطیاں کرتے ہیں، انہیں زمین چھپا دیتی ہے۔

بانٹوا انجمن حمایت اسلام کی جانب سے موصولہ مرحومین کی فہرست کا ترجمہ

یکم جون 2021ء ---30 جون 2021ء ٹیلی فون نمبر: بانٹوا انجمن حمایت اسلام 32202973

تعزیت : ہم ان تمام بھائیوں اور بہنوں سے دلی تعزیت کرتے ہیں جن کے خاندان کے افراد اللہ رب العزت کے حکم سے انتقال کر گئے۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے (آمین)

صدور، جنرل سیکریٹری اور اراکین مجلس منتظمہ بانٹوا میمن جماعت (رجسٹرڈ) کراچی

نوٹ: مرحومین کے اسمائے گرامی بانٹوا انجمن حمایت اسلام کے ''شعبہ تجہیز و تکفین'' کے اندراج کے مطابق ترجمہ کرکے شائع کیے جارہے ہیں۔

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت / زوجیت	عمر
1-	7 جون 2021ء	شیرین حاجی اسماعیل کوڈوادی زوجہ ہارون جمال	69 سال
2-	7 جون 2021ء	سلمیٰ صدیق مینڈ جاز وجہ محمد انور دھامیا	60 سال
3-	8 جون 2021ء	محمد عارف عبدالعزیز نورا	62 سال
4-	8 جون 2021ء	ثمینہ ابا عمر کوٹھاری زوجہ محسن لدھا	52 سال
5-	8 جون 2021ء	حاجی اقبال حاجی عمر بھوری	70 سال
6-	9 جون 2021ء	عبدالرزاق طیب بیجوڑا	77 سال
7-	10 جون 2021ء	کلثوم حاجیانی سلیمان نانو وراوا زوجہ حاجی ابا حسین بکیا	72 سال
8-	10 جون 2021ء	عبدالمجید داؤد کھانیلا والا	75 سال
9-	10 جون 2021ء	محمد امین محمد الیاس بھرم چاری	46 سال
10-	11 جون 2021ء	محمد یعقوب پیر محمد کالیا	72 سال
11-	13 جون 2021ء	عزیز داؤد احمد داؤد (فیلی)	94 سال
12-	14 جون 2021ء	حنیفہ عبدالرحمٰن سلات زوجہ محمد داؤد جاگڑا	85 سال

نمبر شمار	تاریخ وفات	نام بمعہ ولدیت / زوجیت	عمر
-13	14 جون 2021ء	محمد قاسم عبدالستار بھوڑا	65 سال
-14	15 جون 2021ء	زبیدہ رحمت اللہ لوائی زوجہ ابو عمر حاجی عبدالکریم جمال	86 سال
-15	17 جون 2021ء	محمد یونس حسین ڈاکٹر	83 سال
-16	18 جون 2021ء	محمد حسین عبدالستار بلوانی	75 سال
-17	18 جون 2021ء	زہرہ حاجی احمد گاندھی زوجہ عبدالعزیز جاگرا	87 سال
-18	19 جون 2021ء	مناف عبدالعزیز بھائی	60 سال
-19	19 جون 2021ء	حنیفہ حاجیانی داؤد غنی لدھا زوجہ عبدالستار جاگرا	90 سال
-20	20 جون 2021ء	رقیہ بانو عثمان کھاتانی زوجہ عبدالستار کھاتانی	74 سال
-21	21 جون 2021ء	زرینہ جان محمد کسباتی زوجہ محمد زبیر کسباتی	63 سال
-22	23 جون 2021ء	محمد اقبال حاجی عبدالستار جاگرا	79 سال
-23	25 جون 2021ء	رخسانہ عبدالستار چشتی زوجہ رزق داؤد داوساوالا	66 سال
-24	25 جون 2021ء	حاجی عبدالغفار حاجی عیسیٰ کانپور والا	84 سال
-25	29 جون 2021ء	بلقیس حاجی عثمان نونا نکیا زوجہ حاجی اقبال میسور والا	75 سال
-26	29 جون 2021ء	محمد رفیق عبدالعزیز کھاتانی	65 سال
-27	29 جون 2021ء	عبدالرشید رحمت اللہ کنیا	52 سال

Printed at: **Muhammed Ali — City Press**
OB-7A, Mehersons Street, Mehersons Estate,
Talpur Road, Karachi-74000. PH : 32438437
Honorary Editor: **Anwar Haji Kassam Muhammad Kapadia**
Published by: **Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu**
At **Bantva Memon Jamat (Regd.)**
Near Raja Mansion, Beside Hoor Bai Hajiani School, Yaqoob Khan Road, Karachi.
Phone: 32728397 - 32768214 - 32768327
Website : www.bmjr.net Email:donate@bmjr.net

S.NO	NAMES	DATE
22	☆.....Muhammad Hashim Muhammad Yasin Hashim Durvesh with Amna Muhammad Amin Abdul Wahid Chottani	26-06-2021
23	☆.....Muhammad Ali Muhammad Aslam Rehmatullah Khanani with Maham Salim Zikar Muhammad Cutleriwala	27-06-2021
24	☆.....Omair Ghulam Qadir Ismail Tola with Iqra Muhammad Naeem Aba Umer Adhi	27-06-2021
25	☆.....Ibrahim Taufiq Muhammad Ahmed Popatpotra with Shifa Imran Abdul Aziz Mushtaq	28-06-2021

کچی منگنی

JUNE 2021

S.NO	NAMES	DATE
1	☆.....Hammad Ahmed Abdul Qadir Abdul Sattar Sanosrawala with Maryam Mehrin Nadeem ur Rehman Khalil ur Rehman Araim	17-06-2021
2	☆.....Wahid Arif Muhammad Anwer Bhuri with Kiran Naz Muhammad Faisal Muhammad Habib Qureshi	28-06-2021

پیدائش

☆ عبید رضا شرجیل محمد زبیر روڈ ---------------------------- تاریخ پیدائش: 29 جنوری 2020ء

S.NO	NAMES	DATE
10	☆.....Muhammad Hasnain Muhammad Yaseen Abdul Sattar Osawala with Zahra Zareen Khalid Badar Mian Haji Abdul Ghani Siddiqui	13-06-2021
11	☆.....Muhammad Bilal Muhammad Shafi Habib Motliya with Fatima Muhammad Saleem Muhammad Usman Dangra	13-06-2021
12	☆.....Abdul Rauf Usman Adam Tabani with Saira Muhammad Usman Muhammad Hashim Reech	17-06-2021
13	☆.....Muhammad Fahim Muhammad Rafique Abdul Sattar Adhi with Aisha Usman Haji Ibrahim Mewawala	18-06-2021
14	☆.....Muhammad Bin Taufiq Muhammd Taufiq Gul Muhammad Silat with Ayesha Muhammad Aamir Abdul Aziz Jangda	18-06-2021
15	☆.....Hasan Abdullah Abdul Ghaffar Kanpurwala with Maham Muhammad Shabbir Jan Muhammad Balagamwala	18-06-2021
16	☆.....Ahmed Muhammad Amin Abdul Razzak Adhi with Rahima Muhammad Ilyas Muhammad Qasim Moon	20-06-2021
17	☆.....Muhammad Haris Muhammad Rahil Qasim Sabuwala with Muskan Muhammad Idrees Haroon Cutleriwala	24-06-2021
18	☆.....Bilal Ahmed Riaz Ahmed Muhammad Siddiq Jangda with Mahin Abdul Rehman A. Aziz Pali	25-06-2021
19	☆.....Muhammad Mustafa Muhammad Toufiq Abdul Sattar Lodhawala with Tuba Bano Muhammad Iqbal Ahmed Kabla	25-06-2021
20	☆.....Hamza Muhammad Hanif Muhammad Rehmatullah Padidiwala with Sara Haji Muhammad Aslam Abdul Sattar Jangda	25-06-2021
21	☆.....Muhammad Ahsan Muhammad Saleem Abdullah Nini with Maiza Muhammad Amir Muhammad Iqbal Chatni	25-06-2021

Wedding

JUNE 2021

S.NO	NAMES	DATE
1	☆.....Haris Yousuf Haji Ismail Nini with Fatima Muhammad Iqbal Habib Saleh Muhammad Moosani	04-06-2021
2	☆.....Ateeb Abu Talib Haji Hashim Khanani with Rukhsar Yousuf Haji Ismail Nini	05-06-2021
3	☆.....Muhammad Fayyaz AbuBaker Tayyab Tikarwala with Sadaf Muhammad Farooq Noor Muhammad Gader	06-06-2021
4	☆.....Muhammad Talha Altaf Aba Umer Adhi with Romaisa Muhammad Tufail Muhammad Iqbal Balagamwala	11-06-2021
5	☆.....Muhammad Umair Abdul Mateen Abdul Rehman Polani with Khadija Arshad Muhammad Muhammad Siddiq Chatrasia	11-06-2021
6	☆.....Muhammad Hammad Muhammad Rafiq Abdul Sattar Billoo with Laiba Muhammad Aamir Haji Abdul Razzak Adhi	11-06-2021
7	☆.....Muhammad Saad Abdul Razzak Abdul Sattar Moon with Safa Muhammad Faisal Muhammad Ilyas Kapadia	11-06-2021
8	☆.....Noman Abdul Hameed Jan Muhammad Phoolwala with Ayesha Muhammad Shoaib Abdul Sattar Tola	11-06-2021
9	☆.....Ahmed Raza M. Rashid M. Siddiq Nini with Sonia M. Yahya Muhammad Khan Sheikh	13-06-2021

S.NO	NAMES	DATE
48	☆.....Raheel Hanif Adam Dojki with Kashaf Muhammad Asif Abdul Majeed Mesia	25-06-2021
49	☆.....Muhammad Shaukat Abdul Sattar Ahmed Jangda with Rozina Bano Muhammad Younus Abdul Rehman Gadit	26-06-2021
50	☆.....Muhammad Shakir Altaf Hussain Jan Muhammad Durvesh with Aeman Afzal AbuBaker Sakar Lakdiwala	26-06-2021
51	☆.....Muhammad Saad Irfan Abdul Razzak Bilwani with Alishba Muhammad Yousuf Abdul Rehman Badla	28-06-2021
52	☆.....Talha Muhammad Jawed Amanullah Khanani with Javeria Muhammad Ashraf Abdul Karim Sanosrawala	28-06-2021
53	☆.....Muhammad Ahmed Muhammad Farooq Muhammad Siddiq Galla with Suad Muhammad Yaseen Younus Muhammad Haji Ladha	28-06-2021
54	☆.....Muhammad Anas Muhammad Iqbal Abdul Rehman Khadiawala with Nimra Muhammad Younus Rehmatullah Piddah	29-06-2021
55	☆.....Muhammad Jawed Qasim Khanani with Afiya Asif Muhammad Iqbal Admani	29-06-2021
56	☆.....Abdul Azeem Muhammad Ashraf Abdul Sattar Sabuwala with Ayesha Muhammad Pervaiz Moosa Moosani	30-06-2021
57	☆.....Muhammad Umer M. Munaf Abdul Ghaffar Parekh with Areesha Mehmood Adam Dosani	30-06-2021
58	☆.....Subhan Muhammad Saleem Aba Ali Advani with Sarah Muhammad Saleem Muhammad Umer Kesodia	30-06-2021
59	☆.....Sameer Hussain Altaf Hussain Ahmed Kas with Umama Aslam Abdul Sattar Piddah	30-06-2021
60	☆.....Osama M. Younus Rehmatullah Moosani with Areeba M. Jamil Suleman Adhi	30-06-2021

S.NO	NAMES	DATE
35	☆.....Huzaifa Sohail Abdul Aziz Adhi with Amna Muhammad Yousuf Abdul Razzak Moosani	22-06-2021
36	☆.....Muhammad Farhan Muhammad Aslam Haroon Dandia with Aisha Waqar Ahmed Gul Muhammad Sheikha	23-06-2021
37	☆.....Hamza Muhammad Haroon Abdul Sattar Adhi with Saleha Sohail Muhammad Ismail Jangda	23-06-2021
38	☆.....Ahmed Raza Adnan Qasim Adhi with Fizza Muhammad Farooq Abdul Sattar Haroon	23-06-2021
39	☆.....Jawwad Muhammad Jawed Haji Haroon Patel with Jaweria Abdul Basit Muhammad Iqbal Beaduwala	23-06-2021
40	☆.....Muhammad Ahsan Muhammad Arif Abdul Razzak Sheikha with Shafaq Naz Muhammad Jawed Haji Haroon Patel	23-06-2021
41	☆.....Nauman Abdullah Muhammad Anwer Abdullah Khanani with Rabiya Muhammad Jawed Ahmed Abdul Ghani Dandia	24-06-2021
42	☆.....Danish Muhammad Jawed Haji Aba Ali Jangda with Aisha Muhammad Aqib Abdul Latif Moon	24-06-2021
43	☆.....Bilal Dr. Amanullah Usman Mandvia with Laiba Abdullah Abdul Sattar Bakali	24-06-2021
44	☆.....Talha Ahmed Shabbir Ghulam Hussain Kasbati with Rabail Liaquat Ali Usman Ghani Memon	24-06-2021
45	☆.....Muhammad Daniyal Muhammad Irshad Jan Muhammad Rawda with Laiba Muhammad Hussain Ghulam Muhammad Suriya	24-06-2021
46	☆.....Muhammad Ahmed Abdul Qadir Muhammad Siddiq Surti with Maryam Muhammad Nadeem Haroon Bhangda	24-06-2021
47	☆.....Muhammad Haseeb M. Arif M. Ismail Bilwani with Hiba Taufiq Moosa Sonwala	25-06-2021

S.NO	NAMES	DATE
22	☆.....Muhammad Arslan Muhammad Altaf Muhammad Siddiq Panwala with Anum Muhammad Irfan Muhammad Hashim Durvesh	14-06-2021
23	☆.....Khizer Muhammad Munaf Noor Muhammad Malani with Arwa Muhammad Sohail Ahmed Moosani	15-06-2021
24	☆.....Muhammad Hashim Muhammad Yasin Hashim Durvesh with Amna Muhammad Amin Abdul Wahid Chottani	15-06-2021
25	☆.....Muhammad Raza Muhammad Rafiq Usman Vepari with Muskan Abdul Qadir Noor Muhammad Moosani	15-06-2021
26	☆.....Ahmed Muhammad Amin A. Razzak Bikiya with Mehak Naz M. Yousuf A. Ghani Thakariva	15-06-2021
27	☆.....Muhammad Rayyan Muhammad Ibrais Abdul Rauf Kaliya with Neha Fatima Muhammad Naeem Noor Muhammad Moti	15-06-2021
28	☆.....Muhammad Sufiyan Muhammad Naeem Jan Muhamamd Gung with Omama Muhammad Ashfaq Muhammad Idrees Amodi Mamodi	16-06-2021
29	☆.....Abdul Rauf Usman Adam Tabani with Saira Muhammad Usman Muhammad Hashim Reech	16-06-2021
30	☆.....Naeem Muhammad Nasir Muhammad Siddiq Khanani with Amna Muhammad Irfan Muhammad Yousuf Parekh	17-06-2021
31	☆.....Arqum Muhammad Naeem Ghulam Hussain Bhuri with Harmeen Muhammad Saleem Abdul Razzak Bhatda	18-06-2021
32	☆.....Muhammad Ali Muhammad Yasin Abdul Sattar Silat with Humaira Muhammad Dawood Muhammad Yousuf Gandhi	18-06-2021
33	☆.....Muhammad Aseel Muhammad Saleem Tayyab Chikna with Sarah Inayat Ahmed Adhi	21-06-2021
34	☆.....Ibrahim Taufiq M. Ahmed Popatpotra with Shifa Imran Abdul Aziz Mushtaq	21-06-2021

S.NO	NAMES	DATE
10	☆.....Muhammad Usman Riaz Abdul Razzak Kothari with Zainab Ghulam Muhammad Abdul Ghaffar Khanani	05-06-2021
11	☆.....Muhammad Muzammil Muhammad Anis Muhammad Siddiq Naviwala with Nadia Salim Hashim Ismail Surti	07-06-2021
12	☆.....Dawood (Bagsrawala) Popatpotra with Uroosa Muhammad Younus Rehmatullah Bijuda	07-06-2021
13	☆.....Naveed Muhammad Nazir Rehmatullah Kandhoi with Faiza Muhammad Faheem Wali Muhammad Rabdia	08-06-2021
14	☆.....Muhammad Azeem Altaf Habib Chamdia with Shafaq Muhammad Asif Abdul Razzak Billa	09-06-2021
15	☆.....Ahmed Ibrahim Wali Muhammad (Goga) Dhamia with Maha Muhammad Irfan Saleh Muhammad Khanani	09-06-2021
16	☆.....Shayan Muhammad Shoaib Abdul Sattar Popatpotra with Nimra Shahid Muhammad Umer Phoolwala	10-06-2021
17	☆.....Muhammad Anas Muhammad Asif Aba Umer Dojki with Marwa Sohail Abdul Rehman Khanani	11-06-2021
18	☆.....Sultan Ghulam Abdul Qadir Muhammad Siddiq Sodha with Anosha Muhammad Yaqoob Abdul Sattar Mandvia	11-06-2021
19	☆.....Muhammad Ali Muhammad Aslam Rehmatullah Khanani with Maham Salim Zikar Muhammad Cutleriwala	11-06-2021
20	☆.....Muhammad Ismail Muhammad Jahangir Abdul Habib Jamal with Zainab Muhammad Imran Abdul Habib Jamal	12-06-2021
21	☆.....Muhammad Shahryal Anwer Muhammad Imran Muhammad Anwer Bhuri with Imman Muhammad Amir Muhammad Moosa Kotriwala	14-06-2021

Engagement

JUNE 2021

S.NO	NAMES	DATE
1	☆......Ahmed Muhammad Farooq Abdul Sattar Parekh with Shifa Muhammad Farhad Abdul Razzak Polani	01-06-2021
2	☆......Abdul Ghani Zubair Abdul Sattar Mesia with Sarah Muhammad Hanif Abdul Sattar Mesia	01-06-2021
3	☆......Muhammad Ahsan Muhammad Saleem Abdullah Nini with Maiza Muhammad Aamir Muhammad Iqbal Chatni	02-06-2021
4	☆......Muhammad Siddiq Matcha with Aqsa Muhammad Younus Dawood Akhai	02-06-2021
5	☆......Muhammad Ahmed Noor Muhammad Abdul Aziz Galeria with Mehak Muhammad Arshad Muhammad Usman Ghaniwala	02-06-2021
6	☆......Muhammad Maqsood Muhammad Nasir Muhammad Umer Thekya with Ammara Muhammad Younus Dawood Akhai	02-06-2021
7	☆......Muhammad Shabbir Muhammad Haroon Abdul Sattar Sabuwala with Bushra Shoaib Jan Muhammad Surmawala	03-06-2021
8	☆......Muhammad Abid Muhammad Amin Abdul Sattar Noorani with Shafaq Muhammad Saleem Haji Suleman Leyri	04-06-2021
9	☆......Ahmed Raza Muhammad Asif Abdul Aziz Adhi with Saima Muhammad Anis Haji Ashraf Kagzi	04-06-2021

ઉથી હણે સ્હવાર થીઃ ઉથી હણે સ્હવાર થી

'તન્વીર' વાસાવડી (મર્હુમ)

રાગઃ (અભી તો મય જવાન હું)

અઝાન થી પુકાર થી, હી રોશની જી ધારથી
રીયો હી શોરશોરથી, વખત રીયો પસારથી
સુણો નયો પુકારથી
ઉથી હણે સ્હવારથી, ઉથી હણે સ્હવારથી.

***

અય કોમજા જવાન ઊઠ, અય કોમજા નિશાન ઉઠ
જગાય ફર્ઝ-ભાન ઉઠ, બતાય તોજી શાન ઉઠ
અય કોમજા મહારથી
ઉથી હણે સ્હવારથી, ઉથી હણે સ્હવારથી.

***

તું શાન બન જમાલ બન, તું કોમજો જલાલ બન,
તું કોમજી મજાલ બન, તું રાહજી મસાલ બન,
ચમન જી તું બહારથી,
ઉથી હણે સ્હવારથી, ઉથી હણે સ્હવારથી.

***

અલગ અલગ જમાઅતું, અલગ અલગ વસાહતું
કરેં તો કોમી તાકતું, થી છિન્નભિન્ન ચારતું,
સમઝ ને હોશિયારથી
ઉથી હણે સ્હવારથી, ઉથી હણે સ્હવારથી.

***

અય કોમજા અમીર જાગ, અય કારવાં જા મીર જાગ
અય કોમજા ખમીર જાગ, અય કોમજા ઝમીર જાગ
વખત જો ના શિકાર થી
ઉથી હણે સ્હવારથી, ઉથી હણે સ્હવારથી.

***

તું કોમકે સજાય ગીન, હકડી જગા વસાય ગીન
તું કોમકે બનાય ગીન, વખત જો લાભ ઉઠાય ગીન
ન તક વીને પસારથી
ઉથી હણે સ્હવારથી, ઉથી હણે સ્હવારથી.

***

તો કે અકલ જો વાસ્તો, અચની નસલ જો વાસ્તો
ઉગની ફસલ જો વાસ્તો, હર ફુલ ફલ જો વાસ્તો
ના કેર મુંહ બહારથી
ઉથી હણે સ્હવારથી, ઉથી હણે સ્હવારથી.

***

સહી જરા મિજાઝ કર, નઝર કે તું દરાઝ કર
ખતમ બુરા રિવાઝ કર, ન શકિતસુ હરાઝ કર
અય ભા મુંજા તિજારથી
ઉથી હણે સ્હવારથી, ઉથી હણે સ્હવારથી.

***

તું શાનદાર કોમ બન, તું જાનદાર કોમ બન
તું આનદાર કોમ બન, તું ભાનદાર કોમ બન
અય કોમ હોશિયાર થી
ઉથી હણે સ્હવારથી, ઉથી હણે સ્હવારથી.

***

થી શીસ્ત જો પયામ બર, અમલ જો ઈન્તેઝામ કર
પયદા નવો નિઝામ કર, ઉરૂઝતે મુકામ કર
વખત જો શેહસવાર થી
ઉથી હણે સ્હવારથી, ઉથી હણે સ્હવારથી.

***

ઉ લંગડા ઉના તવાં, હલી સીગન ન તીન છતાં
કીસી ગીનો પુગા કિડાં, ને પાં અચું હજી કિડાં
પીયા ઝમીં તે ભારથી
ઉથી હણે સ્હવારથી, ઉથી હણે સ્હવારથી.

***

'તન્વીર' કી શરમ કરૂં, હરેલ ખું ગરમ કરૂં
હણે તો કીક કમ કરૂં, ને પાં તે પાં રહમ કરૂં
રે હદ હણે તો ચાર થી,
ઉથી હણે સ્હવારથી, ઉથી હણે સ્હવારથી.

***

માહે ઝીલ્હજની ફઝીલતો

એચ. એ. ઘડાય

માહે ઝીલ્હજની ફઝીલત કુર્આન શરીફમાં જગ્યા જગ્યાએ આવી છે. અલ્લાહ પાકે આ દસ રાતોની કસમ ખાધી છે તથા આ દસ રાતોની કસમ ખાધી છે તથા આ દસ રાતોની ફઝીલતો હદીસ શરીફથી પણ સાબીત છે.

આ મહિનાની શરૂના નવ દિવસના રોઝા રાખવાનો પણ હુકમ આવ્યો છે. અરફાનો રોઝા રાખવાનો ઘણો સવાબ છે. અરફાનો દિવસ ઘણો જ મુબારક છે. આ દિવસે અલ્લાહ તઆલાએ લોકો પર હજ ફર્ઝ કરી આ દિવસે આસમાનથી જમીન પર રહેમતનો વરસાદ થાય છે અને હજારો ગુનેહગારોના ગુનાહ માફ થાય છે.

આ મહિનાની દસ મુબારક રાતોમાં રહેમતે ઈલાહી જોશ મારે છે. રહેમતે ઈલાહીના કતરાઓથી હાજિઓના લાખો કાફલા મામુર થાય છે. આ રાતોમાં દુઆ માંગવાથી હજારોની ઉમ્મીદો પૂરી થાય છે. આ દસ રાતોમાં શોખ અને દિલથી નફલ અને દરૂદ શરીફ પઢવું તથા માહે ઝીલ્હજના શરૂથી અરફાના દિવસ સુધી નવ રોઝા રાખવા. અગર આ ન થઈ શકે તો અરફાનો રોઝો જરૂર રાખવો.

(ફલાહ દીન દુનિયા)

મુલ્લા અલી કારી (રહે.)એ ફરમાવ્યું છે કે અરફાના દિવસે દરેક મુસલમાનને જોઈએ કે ૧૦૦ વખત લાઈલાહા ઈલ્લલ્લાહો વહદહુ લાશરીક લહુ લહુલ મુલ્કો વ હોવા અલા કુલ્લે શયઈન કદીર અને સુરએ ઈખ્લાસ ૧૦૦ વખત તથા સુબ્હાનલ્લાહે વલહમ્દો લિલ્લાહે વલા ઈલાહા ઈલ્લલ્લાહો વલ્લાહો અકબર વલિલ્લાહિલ હમ્દ અને ૧૦૦ વખત અસ્તગફાર તથા ૧૦૦ વખત દરૂદ શરીફ પઢે અને અશઅ્નાએ દાવાત તલબિયા લબ્બૈક અલ્લાહુમ્મા લબ્બૈક લબ્બૈક લા શરીકા લબ્બૈક વસ અદીક વલ ખયર ફીયદીકા વ મીનક વ ઈલયકા પઢે.

હઝરત રસૂલુલ્લાહ (સલ્લલ્લાહો અલયહે વસલ્લમ)એ ફરમાવ્યું છે કે ઝીલ્હજના ૧૦ દિવસોથી બીજા કોઈ દિવસ અફઝલ નથી. માહે ઝીલ્હજની હર રાતે નમાઝે વિત્ર પછી સૂવાથી પહેલાં બે રકાત નફલ પઢવી.

(કિતાબ રીયાહીન)

હઝરત અનસ બીન માલિક (રદિ.)થી રિવાયત છે કે માહે ઝીલ્હજની દર જુમેરાતે ૬ રકાત નમાઝ પઢવી. હર રકાતમાં સુરએ ફાતિહા પછી સુરએ ઈખ્લાસ ૧૫ વખત પઢવું. નમાઝ પછી ૧૦ વખત લાઈલાહા ઈલ્લલ્લાહુલ મલિકુલ હકકુલ મુબીન તથા દરૂદ શરીફ ૧૦ વખત પઢવું. જે કોઈ આનો અમલ કરશે તો અલ્લાહ તઆલા તેને ૧૦૦ બંદાઓને આઝાદ કરવાનો સવાબ આપશે અને તેને મરવાના વખતે ફરીશ્તાઓ ખુદાની તરફથી ખુશખબરી લાવશે જે કયામત સુધી તેના માટે દુઆ કરશે.

માહે ઝીલ્હજમાં દરરોજ બે રકાત નમાઝ પઢવી. હર રકાતમાં સુરએ ફાતિહા પછી સૂરએ ઈખ્લાસ ત્રણ વખત પઢવું. આ અમલ કરનારને અલ્લાહ તઆલા વધારે નેકીઓ આપશે તથા તેની બદીને દૂર કરશે.

(કિતાબ રિયાહીન)

માહે ઝીલ્હજની ૭મી અને ૮મી તારીખે ૧૬ રકાત નમાઝ પઢવી. દરેક રકાતમાં સુરએ ફાતિહા પછી આયતુલ કુરસી ૧ વખત સુરએ ઈખ્લાસ ૧૫ વખત પઢવી. આ નમાઝ પઢનારના ગુનાહ બક્ષાઈ જશે. બીમારીથી છૂટકારો અને ગમથી નંજાત મળશે.

(ફલાહી દીન દુનિયા)

મોહલ્લાવાસીઓ, યા કોઈ ખાસ શખ્સ યા શખ્સોને નીચું દેખાડવા, બીજાઓ ઉપર પોતાની તવંગરીનો રૂઆબ છાંટવા, મોહલ્લાવાસીઓ પાસેથી પોતાની વાહવાહ પોકારાવવા જેવાં દુર્ગુણોનો વિચાર સરખોય, કુરબાની, અલ્લાહ પાકનો હુકમ, કુરબાનીની શુદ્ધ ભાવના, શુદ્ધ હેતુ અને શુદ્ધ નિય્યતના મૂળમાં જ કારી ઘા કરે છે એટલે દરેક કુરબાની કરનારે ઉપરોક્ત હક્ક-હિદાયતમાં નાહકની ભેળસેળ કરીને સમુળગી કુરબાની જ રદ્દ થવા દેવી જોઈએ નહિ.

કોઈ સમજદાર, શિક્ષીત અને રહેમદિલ નવયુવાને એક અતિશય ધનપતિ શેઠ સાહેબને વિનંતી કરી કે, મોટાં-જાડાં અને ગેંડા જેવા દેખાતાં મહાકાયી બળદો લાખોમાં નહિ, કરોડો રૂપિયામાં ખરીદીને આ મહાનગર કરાચીમાં ખાતાપીતા, ગરીબ, મધ્યમ અને માલેતુજાર લોકોને કે જેમને બારેમાસ કોઈને કોઈ રીતે હલાલ જાનવરનું માંસ, માછલી, મરઘી વગેરે ખાવાનું ઘણેઅંશે પરવડી શકે છે, એમને તો કુરબાનીનું ગોશ્ત છાંટી છાંટીને દિલપસંદ અને ઢગલેબંધ મોકલાવો છો, એના મુકાબલે લાખોને બદલે હજારો રૂપિયાની કિંમતની ઘણી બધી ગાયોની કુરબાની, સિંધ- બલોચિસ્તાનના પછાત, જર્જરીત, ભૂકંપીય અને જળપ્રલય અસરગ્રસ્ત વિસ્તારોના ભૂખ્યા પ્યાસા અને ગોશ્ત માટે વલખતાં આપણાં દુઃખી મુસ્લિમ ભાઈઓના વેરાન સ્થળોએ જઈને કરવી જોઈએ અને તેમને જ બધું ગોશ્ત તકસીમ કરી આપવું એ શહેર કરતાં અનેકગણું વધારે સવાબ કમાવવા જેવું નેક કામ આપ શરૂ કરો એવી આપને ગુઝારીશ છે. એમ કહેતો એ નવયુવાન તો ચાલ્યો ગયો.

પરંતુ ! !....... એની લગીરે પરવા કોઈ ધનીકે ન કરી એવું તો ન બન્યું. દૂર દૂરના આંતરિક સિંધના પ્રદેશ કે જ્યાં જળપ્રલયથી પોતાના કાચા મકાનો, ઘરવખરી અને ઢોરઢાંખર અને નિર્દોષ બાળકો ખોઈ ચૂકેલાં, આશરાહીન અને બચેલાં કુચેલાં અમુક ઠામ-ઠીકરાં ને તૂટેલી ભાંગેલી લાકડાની ખાટલીને માથે મૂકી એ ખાટલીને પોતાના માથે ચડાવીને જળપ્રલયના ભરાયેલાં પાણીમાં કમર સુધી ડૂબીને એક સ્થળેથી બીજે સલામત સ્થળે પહોંચવા, જતા આવતા દુઃખીયારાઓને ધનીકો તરફથી એમના કાર્યકરો, નોકરોએ કુરબાનીનું ગોશ્ત પહોંચાડયું પણ એ એક નાનકડા અસરગ્રસ્ત વિસ્તાર પૂરતું જ રહ્યું. વિશાળ પાયે વધુમાં વધુ બહોળી સંખ્યાના પિડીતો એનાથી વંચિત રહ્યાં ! ! !

જ્યારે એ દરિદ્ર વિસ્તારના વિશાળ વિભાગ પર ફેલાયેલા સેંકડો નાના-મોટા ગોઠ-ગામડાઓના લાખો રહેવાસીઓ આજે આ આઈટી યુગમાં પણ બીજાઓ માટે ફળફળાદી અને ઢગલેઢગલા શાકભાજી ઉગાડતાં રહેલાં હોવા છતાંય બે ટંક ખાવામાં તેમને વર્ષોથી રોટલી સાથે ડુંગળી સિવાય બકાલુંય નસીબ થતું નથી. ગોશ્તનું તો તેઓ બારે માસ કેવળ નામ સાંભળ્યા કરે છે. ખાવા માટે તો તેમના ભાગ્યે રોટલી સાથે ડુંગળી લખી રાખેલું છે. આવા સંયોગોમાં પૈસાપાત્ર લોકોએ ઓછામાં ઓછું વરસ દહાડે એક વખત અને એ પણ કુરબાનીનું ગોશ્ત તો તેમને અવશ્ય પહોંચાડવું જોઈએ.

આપણે ત્યાં તો શહેરમાં, એનાથી બિલ્કુલ વિભિન્ન પરિસ્થિતિ પ્રવૃતે છે. કુરબાની કરનાર, કુરબાનીનું ગોશ્ત મહિનાઓ સુધી સાચવી રાખવા પહેલાંથી પોતાના ઘરનું નાનું ફ્રિઝર હોય તો બદલીને લાંબા કદનું ફ્રીઝર લઈ આવે છે. ફ્રીઝર ખરાબ હોય તો ઝટઝટ રીપેરીંગ●

સ્વચ્છ નિય્યતે, ફક્ત રબને રાજી કરવા એના હુકમને તાબે રહી શરઈ રીતે ઈદુલ અઝહામાં કરાતી જાનવરોની કુરબાનીનું ગોશ્ત પણ એના ખરા હક્કદારોમાં તકસીમ થાય તો જ થાય છે મકબૂલ

કુરબાની

લેખકઃ એ. જી. દાતારી અ. ગફાર ખાનાણી (મર્હુમ)

ઈદ આવશે, ઈદ આવી ! ઈદ આવીને ચાલી પણ જશે ! નાની ઈદ ! મીઠી ઈદ ! મોટી ઈદ, નમકીન ઈદ ! સુન્નતે ઈબ્રાહીમીની અમલી પયરવીનું નામ, તે કુરબાની ઈદ ! અલ્લાહે પાકના નામે બકરાં, ગાયો તથા ઊંટો વગેરેને બિસ્મિલ્લાહે અલ્લાહો અકબર કહી ઝુબ્હ કરી આપણે સૌ એનું ગોશ્ત ખાઈ ઈદે કુરબાં મનાવીએ છીએ, પરંતુ ! !....,.

પરંતુ !.......કુરબાની કોણે આપી ? કુરબાની કોની થઈ ? પ્યારા, અતિ વહાલતમ નબ્વી પુત્રના ગળે અલ્લાહના નામે, એના આદેશ મુજબ, એક મહાન પયગમ્બર (અ.સ.) પિતાના હાથે ફેરવાતી છરી હેઠળ, અલ્લાહના હુકમથી મુકાએલ નબ્વી પુત્રના બદલે દુમ્બાની કુરબાની થઇ અને એ હંમેશાના માટે કાયમ રહી.

દર વર્ષે એજ અમલના પુનરાવર્તનને ખમતીધર મુસલમાનો માટે વાજીબ ઠેરવાયું. ગરીબનું તો ગજું હોતુંજ નથી ! કદાચ એ ગરીબ જણ પૈસાપાત્ર બને ત્યારે જ કુરબાની કરવા યોગ્ય બની શકે ! નહિંતર.......? આપણા દેશ અને સમાજમાં તો તે હંમેશા બાપડો-બિચારો ! પોતે જ કુરબાનીનો બકરો બનતો રહ્યો છે ! ! !.....

કુરબાની ઈદમાં જાનવરોની કુરબાની ઓછી કે વધુ થયા તો કરે જ છે. પરવડતી કિંમતે ખરીદાતા કુરબાની માટે લાખો જાનવરો ઝુબ્હ થાય છે તો સાચી કુરબાની કોણે આપી ? ખરીદારે કે જાનવરે ?

ખરીદારોમાં કેવળ ખુશ્નુદીએ ઈલાહી ખાતર શરઈ ભાવના સાથે કુરબાની કરનારાં કેટલાં ? કુરબાન જાનવરનું ગોશ્ત એના હકદારોમાં ખરેખરા ભાગે વ્હેંચવાની નિય્યતે ખરીદાતું અને ઝુબ્હ કરાતું તેમજ વ્હેંચાતું એનું ગોશ્ત એ જ, સાચી અને મકબૂલ કુરબાની છે, એ સિવાય નહિ, એમ દીની આલીમોનું બયાન છે.

ભાગીદારીની કુરબાનીમાં પણ કોઈ એક ભાગીદારની નિય્યતમાં જરા જેટલોય ફરક હશે તો પૂરેપૂરી કુરબાની રદ થઈ જશે એટલે ભાગીદારી પોતાના જ કુટુંબીક સભ્યો દરમ્યાન કરવી એ સૌથી બહેતર છે. કેમકે ?......આથી કુરબાની કરવાનો એકજ હેતુ અને એકજ સાચી નિય્યત, જળવાયેલાં રહે છે. યાદ રહે !.....કુરબાની વધુમાં વધુ અને ગંજના ગંજ ખડકાય એટલું બધું ગોશ્ત મેળવવા માટે જાડી-તગડી ગાય અને બળદ, એક યા વધુમાં વધુ જાનવરોની કુરબાની કેવળ આપવડાઈ, દેખદેખાડા, ચડસા-ચડસી, પાડોશી કે

ચાલવાનું, તેને એકલાને જ પોતાનો પાલનહાર અને સર્જનહાર સમજીને તેના આદેશો ઉપર અમલ કરવાનું, તેના સિવાય કોઈ બીજાને નફો કે નુકસાન પહોંચાડનાર નહિ માનવાનું, તેણે બંદા ઉપર પોતાના નક્કી કરી રાખેલા હક્કો અદા કરવાનું અને એ હક્કોની અદાયગીમાં કોઈ બીજાને તેના સાથી-સહાયક અથવા ભાગીદાર નહિ માનવાનું, તેણે એક બંદા ઉપર બીજા બંદાના નક્કી કરી દીધેલા હક્કો અદા કરવાનું અને સૌથી વધુ તો પોતાના હક્ક કરતાં ઓછું લેવાનું અને બીજાને તેના હક્ક કરતાં વધુ આપવાનું. આવી પરહેઝગારી વગરની કુરબાની ડોળ છે, દંભ છે, રિવાજ છે, દેખાદેખી છે, પોતાની વડાઈ દેખાડવાનો એક તરીકો છે. જ્યાં સુધી ઈન્સાન એક માત્ર અલ્લાહ માટે મખ્સૂસ નથી કરી લેતો અને તેના હુકમો મુજબ જીવવા અને તેના હુકમોનું પાલન કરતાં જીવ આપી દેવાની જરૂરત પડે તો તેમાં પણ પાછીપાની નહિ કરવા તૈયાર નથી થઈ જતો ત્યાં સુધી તેની કુરબાની એ અર્થ નથી ધરાવતી જે અર્થમાં હઝરત ઈબ્રાહીમ અલયહિસ્સલામે કુરબાની આપી હતી. ઈદુઝઝોહા પ્રસંગે આપવામાં આવતી કુરબાની એ કુરબાનીની જ યાદગાર છે.

આપ પણ પોતાને ત્યાં થનાર

કુરબાની ની ખાલો

બાંટવા મેમણ જમાત (રજીસ્ટર્ડ)ને

આપી આભારી કરશો.

હજના મુસાફરને

'સાબિર' થારીયાણી મર્હુમ

જા ! ખુશીથી જા ! મુસાફર ! ખુદા ખુદા યજમાન છે
હું ચરણ તારા ચૂમું તું હક તણો મહેમાન છે

છે કફનની સાદગી અહેરામના એ વેશમાં
જ્યાં તને તું જોય તો તારા કફનનું ભાન છે

કાબા તણી કાળાશમાં પણ નૂર છે અલ્લાહનું
રંગમાં કાંઈ નથી કર્તવ્યથી ઈન્સાન છે

તન તવાફો છો કરે ! તું મન ફરાવી લાવજે
મન ફરે તો જગ ફરે બસ એ જ એની શાન છે

રાય અને રંક એક સાથે દોડતા નજરે પડે
એ 'સફા' 'મરવા' નથી એ એકતાનું સ્થાન છે

તું કયામતના દિવસનું ચિત્ર જો 'અરફાત'માં
એ નથી 'અરફાત' એ મહેશર તણું મેદાનછે

કાંકરીઓ સ્થંભને મારે તો મારીને સમજ
નફસને તું માર તારો નફસ એ શયતાન છે

પાઠ લેજે ભોગના 'મીના' તણા મેદાનથી
પ્રાણ તારા અન્ય કાજે જાય તો કુરબાન છે

હર્ષ તો આગળ વધાવે શર્મ છે રોકી રહી
પ્રેમથી આબાદ છે દિલ પાપની વેરાન છે

છે મને દહેશત કે મારા પાપ એવા પાપ છે
હું કદમ રાખું ખુદાના ઘર મહીં અપમાન છે

હજની આ મેઅરાજ 'સાબિર' ભાગ્ય છે હાજી તણા
હું કરું કાબિલ થઈ એ અંતરે અરમાન છે

આપને ત્યાં થતી કુરબાનીની ખાલો જમાતને આપવા ગુઝારીશ છે

તન તવાફો છો કરે, તું મન ફરાવી લાવજે
મન ફરે તો જગ ફરે, એજ એની શાન છે

હજ-કુરબાની-પરહેઝગારી

નસીમ ઓસાવાલા

હજની પવિત્ર ફરજો અદા કરવા હાજીઓનું પૂરબહાર-રૂહપરવર મહેરામણ મીનામાં કયામ કરીને અરફાત ભણી રવાં-દવાં પ્રયાણ કરી રહ્યું હતું. હાજીઓના ઈમાનપરવર ચહેરા ઉપર રોનક આવી ગઈ છે. પોતાની ફરજો પૂરી કરી રહ્યા હોવાનો દિલમાં સંતોષ છે. તેઓ ઈબાદતમાં તરબોળ છે. દુઆઓ માટે હાથો ઊઠેલા છે. કા'બાતુલ્લાહનો તવાફ કરીને ઉમરો અદા કરીને હજના અગાઉના અરકાન પૂરા કરીને તેઓ મીનામાં કયામ બાદ અરફાત પહોંચી ગયા છે. આજે તેમનાં ચહેરા ઉપર નરી ચમક છે. અલ્લાહ તઆલાના સમીપ જઈને તેઓ દુઆઓમાં તલ્લીન થઈ ગયા છે બલ્કે તમામ આંખો આંસુઓથી ભીંજાયેલી છે. આકાશ ઉપર જોઈએ અને સીજદાઓમાં ઝુકીને હાજીઓ દુઆમાં પરોવાયેલા છે.

કેમ ના હોય !

હાજીઓ માટે તો અલ્લાહ તઆલા ખુદ યજમાની કરે છે હાજીઓ તો અલ્લાહ તઆલાના મહેમાન છે.

મર્હૂમ સાબિર પારિયાણીએ હજના 'મુસાફિર' નામની ઉમદા શાયરી કરી છે જેના કેટલાક અશ્આર ભારે રૂહપરવર કહી શકાયઃ

જા ખુશીથી જા મુસાફિર
ખુદ ખુદા યજમાન છે
હું ચરણ તારા ચૂમું
તું એક તણો મહેમાન છે
છે કફનની સાદગી અહેરામના આ વેશમાં
તું તને જ્યાં જુએ તારા કફનનું ભાન છે
તન તવાફો છે કરે
તું મને ફરાવી લાવજ
મન ફરે તો જગ ફરે
એજ એની શાન છે

હજના અરાકીનની અદાયગીમાં કુરબાની પણ શામેલ છે. તમામ હાજીઓ કુરબાનીથી ફારીગ થઈને વાળ કપાવે છે. તમામ મુસલમાનો ઈદુલ અઝહાના દિવસે પોતાની હેસિયત મુજબ કુરબાની કરે છે. ઈદે અઝહા પ્રસંગે સાહેબે હેસિયત સદગૃહસ્થોદ હજારો જાનવરો ઝુબેહ કરે છે અને આપણી સામાજીક સંસ્થાઓ એ જાનવરોની ખાલો ઊઘરાવીને પોતાની સેવાપ્રવૃત્તિઓ માટે સારા જેવું ભંડોળ એકઠું કરે છે. પરંતુ, એમાંની કેટલી કુરબાનીઓ કુરબાનીની મૂળ ભાવના સુમેળ સાથે સુમેળ ધરાવતી હશે. રીવાજી રીતે જાનવર ઝુબ્હે કરીને તેની ખાલ કોઈ સામાજીક સંસ્થાને અને ગોશ્ત સગાસંબંધીઓ તથા ગરીબોને વ્હેંચી દેવું શું એજ કુરબાનીનો ઉદ્દેશ છે ? અલ્લાહ તઆલા આ કુરબાની વિષે પોતાના અંતિમ નબી સલ્લલ્લાહો અલયહે વસલ્લમ ઉપર નાઝિલ કરેલી કિતાબ કલામે મજીદમાં ફરમાવે છે કે અલ્લાહને તમારી કુરબાનીનું લોહી કે ગોશ્ત નથી પહોંચતું તેને તો પહોંચે છે માત્ર તમારી પરહેઝગારી.

પરહેઝગારી નામ ને અલ્લાહથી ડરીને

હમ્દે બારી તઆલા

બીલાલ મેમણ (મર્હુમ)

પઢું નામ તુજ હર ઘડી મારા અલ્લાહ
વીતે એ રીતે જીંદગી મારા અલ્લાહ

તું ખાલિક છે મારો હું બંદો છું તારો
ન ભૂલું કદી કો' ઘડી મારા અલ્લાહ

તું સર્જક છે સૃષ્ટિનો પાલક છે દાતા
મળે છે બધું તુજ થકી મારા અલ્લાહ

તું કીડીને કણ દે તું હાથીને મણ દે
દયા છે એ તારી બધી મારા અલ્લાહ

હો જળચર કે વનચર કે પંખી પંખેરૂં
દયા પહોંચી તુજ સૌ સુધી મારા અલ્લાહ

આ મહેલો આ ખંડેર બાગો અને રણ
છે તારી જ માયા બધી મારા અલ્લાહ

છે કોઈ શહેનશાહ ને કોઈ ભીખારી
બધું છે એ તારા વતી મારા અલ્લાહ

હો ઝાલિમ કે મઝલૂમ સારા કે નરસા
કોઈ દૂર તુજથી નથી મારા અલ્લાહ

ધરા ને ગગન, ચંદ્ર, સૂરજ, સીતારા
કરે તારી સૌ બંદગી મારા અલ્લાહ

તું હાકિમ તું માલિક, તું પાલક, તું ચાલક
તું સર્જક, તું રક્ષક ગની મારા અલ્લાહ

ના'તે રસૂલે મકબૂલ (સ.અ.વ.)

કમર બાંટવાવી (મર્હુમ)

દર્દના વલસાટનો અંજામ આવી જાય છે
મસ્જિદે નબવીનું નજરે ધામ આવી જાય છે

થાય છે આકાશ ને ધરતી દરૂદોથી સભર
'જીભ પર જ્યારે નબીનું નામ આવી જાય છે

આપના સદકે ઘુટન મુજથી રહે છે દૂર દૂર
આપના સદકામાં દિલમાં હામ આવી જાય છે

થૈ ગઈ તકમીલ આ રીતે ખુદાના દીનની
આવ્યા જો છેલ્લા નબી, ઈસ્લામ આવી જાય છે

સૌ નશાઓથી જુદો ઈશ્કે નબીનો છે નશો
આ નશામાં બેખુદી પણ કામ આવી જાય છે

ખ્વાબમાં પણ એમની ખુશ્બુ ખ્યાલોમાં પણ એ
હોય લગની તો એ સામે આમ આવી જાય છે

જો નબીની હો ઈતાઅત તો એ છે અલ્લાહની
આને લગતા સાફ સાફ એહકામ આવી જાય છે

રંજો ગમ આવે છતાં થાતી નથી એની ફિકર
આપની ઉલ્ફત છે તો આરામ આવી જાય છે

ઉમ્મતી જન્નત યકીનન પામી જાશે આ 'કમર'
આપણા કિસ્મતમાં આ ઈન્આમ આવી જાય છે

બાંટવા મેમણ જમાઅત (રજી.) કરાચીનું મુખપત્ર

મેમણ સમાજ

ઉર્દૂ-ગુજરાતી માસિક

Memon Samaj

Honorary Editor:
Anwar Haji Kassam Muhammad Kapadia
Published by:
Abdul Jabbar Ali Muhammad Biddu

THE SPOKESMAN OF
BANTVA MEMON JAMAT
(REGD.) KARACHI

Graphic Designing
A. K. Nadeem
Hussain Khanani
Cell : 0300-2331295

Printed at : City Press
Muhmmed Ali Polani
Ph : 32438437

July 2021 Zilhaj 1442 Hijri - Year 66 - Issue 07 - Price 50 Rupees

બાંટવા મેમણ જમાત (રજી.) કરાચીના ઓહદેદારો, મેનેજીંગ કમિટીના સભ્યો અને સબ કમિટીઓના કન્વીનર સાહેબો તરફથી બાંટવા મેમણ બિરાદરી અને આલમે ઈસ્લામને

ઈદુલ અઝહા

ની અંતઃકરણપૂર્વક મુબારકબાદ પેશ કરીએ છીએ.